تذکرہ

نکات الشعراء

مرتبہ

ڈاکٹر محمود الٰہی
صدرِ شعبۂ اردو، گورکھپور یونی ورسٹی
گورکھپور

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

Marfat.com

نکات الشعراء

Marfat.com

Marfat.com

تذکرہ

نکات الشعراء

مصنفہ

میر تقی میر

ذخیرہ محمود

مرتبہ

ڈاکٹر محمود الٰہی
صدر شعبۂ اردو
گورکھپور یونیورسٹی

Marfat.com

130001

نکات الشعراء:- .... مصنفہ میر تقی میر

مرتب:- .... ڈاکٹر محمود الٰہی

اشاعت اوّل:- .... جنوری ۱۹۷۲ء

تعداد:- .... پانچسو ۵۰۰

ناشر:- .... ادارۂ تصنیف ڈی، ماڈل ٹاؤن دہلی ۹

مطبع:- .... جمال پرنٹنگ پریس، دہلی ۶

قیمت:- .... [redacted] روپئے ۱۷/-

لکھنؤ میں ملنے کا پتہ:-

دانش محل، امین الدولہ پارک لکھنؤ

Marfat.com

ترتیب

مقدمہ مرتّب ۹
مقدمہ مصنّف ۲۳
تراجم شعراء ۲۴
خاتمہ ۱۶۳
ترقیمہ ۱۶۴

Marfat.com

فہرست شعراء

آبرو، نجم الدین (عرف مبارک شاہ) ۳۰
احسن اللہ ۴۴
احمد گجراتی ۹۹
آرزو، سراج الدین علی خاں ۲۵
آزاد ۹۵
اشتیاق، شاہ ولی اللہ .. ۲۸
اشرف ۱۰۳
اُمید، قزلباش خاں ... ۲۸
انسان، اسدیار خاں ... ۱۲۴
بسمل ۱۴۴
بہار، لالہ ٹیک چند ۱۳۰
بھید، میر میران سید نوازش خاں ۱۰۶
بیتاب، محمد اسمٰعیل .. ۸۲
بیچارہ ۱۰۵
بیدار، محمد علی (میر محمدی) ۱۲۶
بیدل، مرزا عبدالقادر .. ۲۴
بیرنگ، دلاور خاں .. ۱۴۶
بے نوا ۴۵
پاکباز، میاں صلاح الدین ۸۱
پیام، شرف الدین ۴۳
تاباں، میر عبدالحی ۱۰۹
تجرد، میر عبداللہ ۱۰۷
تمکین، میاں صلاح الدین ۱۳۴
ثاقب، میاں شہاب الدین ۸۹
جعفر ۱۰۴
جعفر زٹلی ۴۶
جگن ۳۴
حاتم، شیخ محمد حاتم .. ۷۷
حزیں، میر محمد باقر ۱۰۸
حسن، میر حسن ۱۳۲
حسن ۱۰۶
حسیب ۱۰۶
حشمت، محمد علی ۱۰۹
حشمت، میر محتشم علی خاں ۷۴

Marfat.com

خاکسار، محمد یار ... ۱۱۴
خسرو، امیر خسرو ... ۲۴
خوشنود ... ۱۰۴
دانا، فضل علی ... ۱۴۳
داؤد، مرزا داؤد ... ۱۰۶
درد، خواجہ میر ... ۶۰
درد، کرم اللہ ... ۷۵
دردمند، محمد فقیہ ۱۱۶
راقم، بندرابن ... ۱۳۸
رسوا ... ۱۱۹
زکی، جعفر علی خاں ... ۱۴۳
سالک ... ۱۰۱
سجاد، میر سجاد ... ۶۶
سراج ... ۹۵
سعادت، سعادت علی ۱۴۴
سعدی ... ۱۰۵
سلام، نجم الدین ... ۱۲۹
سودا ... ۴۸
شاغل ... ۱۴۶
شعوری ... ۱۰۰
شوق، میاں حسن علی ۱۱۰

صبائی ... ۱۰۱
ضیا، میاں ضیاء الدین ... ۱۳۷
ضیا، مرزا عطا بیگ ۹۹
عاجز، عارف علی خاں ۹۷
عاجز ۱۴۲
عارف، محمد عارف ۱۲۵
عاصمی، خواجہ برہان الدین ۱۱۷
عبدالبر ... ۱۰۴
عبدالرحیم ... ۱۰۴
عزلت، سید عبدالولی ۹۳
عزیز اللہ ... ۱۰۵
عشاق ... ۱۴۲
عطا ... ۴۶
غریب، محمد امان اللہ (محمد زماں) ۱۳۴
غواصی ... ۱۰۳
فخری ... ۱۰۲
فضلی ... ۱۰۰
فغاں، اشرف علی خاں ۵۰
قاسم، مرزا ... ۱۰۰
قائم، محمد قائم ... ۱۳۰
قدر ... ۱۴۱

Marfat.com

- قدرت، قدرت اللہ ۱۴۷
- کافر، میر علی نقی ۱۴۱
- کلیم، محمد حسین ۵۵
- کمترین ۱۴۰
- گرامی، مرزا ۲۹
- لطفی ۱۰۲
- محسن، محمد محسن ۱۳۵
- محمود ۱۰۱
- مخلص، رائے آنند رام ۲۹
- مضمون، شرف الدین ۳۴
- مظہر، مرزا جان جاں ۲۶
- معز، فطرت، موسوی ۲۶
- ملک ۱۰۲
- موزوں، خواجم قلی خاں
- میر گھاسی ۱۴۳
- میر، (میر سوز) ۱۴۴
- میر، میر محمد تقی ۱۴۷
- ناجی، محمد شاکر ۴۰
- نثار، عبدالرسول ۱۳۱
- ولی ۵۱
- ہاتفی ۱۰۳
- ہاشم ۱۰۳
- ہدایت، ہدایت اللہ ۱۲۵
- یکدل، میر عزت اللہ ۱۴۷
- یکرنگ، مصطفےٰ خاں ۳۶
- یکرو ۸۱
- یقین، انعام اللہ خاں ۸۲
- یونس، حکیم یونس ۱۰۷

Marfat.com

مقدمۂ مرتب

شعرائے اردو کے ان دستیاب تذکروں میں جو شمالی ہند میں لکھے گئے ہیں، نکات الشعراء، تذکرہ ریختہ گویاں اور مخزن نکات کو قدامت کے لحاظ سے اولیت حاصل ہے۔ جہاں تک مخزن نکات کا سوال ہے، اس میں ایسے واضح اشارے موجود ہیں جن سے تیقن ہوتا ہے کہ یہ سنہ ۱۱۶۸ھ سے پہلے پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچا۔ نکات الشعراء اور تذکرہ ریختہ گویاں میں تقدمِ زمانی کسے حاصل ہے۔ موجودہ مواد کی روشنی میں اس سلسلے میں کوئی حتمی بات نہیں کہی جاسکتی۔ تذکرہ ریختہ گویاں میں ترقیمہ موجود ہے جس پر اعتماد کرتے ہوئے یہ کہنا چاہیے کہ یہ پانچ محرم الحرام سنہ ۱۱۶۶ھ کو مکمل ہو گیا تھا۔ نکات الشعراء میں نہ تو ترقیمہ ہے اور نہ کوئی دوسری داخلی شہادت، جو اس کے زمانۂ تکمیل کی نشاندہی کر سکے۔ ہم زیادہ سے زیادہ اتنا کہہ سکتے ہیں کہ سنہ ۱۱۶۵ھ میں یہ تذکرہ زیرِ تسوید تھا اور اگر بعض اہم قرائن کے پیشِ نظر ہم سنہ ۱۱۶۵ھ کو اس کا نقطۂ تکمیل تسلیم کر لیں تو یہ حقیقت بھی سامنے آئے گی کہ نکات الشعراء کو تذکرہ ریختہ گویاں پر جو تقدم حاصل ہے وہ چند یوم یا چند ماہ سے زیادہ نہیں۔ نکات الشعراء سنہ ۱۱۶۵ھ میں زیرِ تسوید تھا اور تذکرہ ریختہ گویاں اس وقت مکمل ہوا جب سنہ ۱۱۶۶ھ کو گزرے ہوئے صرف چار دن ہوئے تھے۔ ان دونوں تذکروں کے سنین میں تقدمِ زمانی کی بحث کو زیادہ اہمیت نہیں دینی چاہیے۔ اہمیت ہے اس طرزِ نظر کی جس کے عمل اور ردِ عمل نے یہ دونوں

Marfat.com

تذکرے مظاہر ہیں !!

گردیزی نے بڑے معصوم اور نیازمندانہ انداز میں اپنی تذکرہ نگاری کے محرکات سے دیباچے میں بحث کی ہے۔ ان کی نظر سے بعض تذکرے گزرے تھے جن میں معاصرین کے ساتھ ستم ظریفی روا رکھی گئی تھی اور ہم سروں کی نکتہ چینی کی گئی تھی۔ اس کے علاوہ اچھے شاعروں کو ان میں جگہ نہیں ملی تھی۔ انھیں ایک ایسا تذکرہ لکھنے کی ضرورت محسوس ہوئی جو انصاف پر مبنی ہو۔ میر نے بھی نکات الشعراء کے سبب تالیف پر روشنی ڈالی ہے لیکن انھوں نے ذہانت سے کام لیا اور کہا کہ وہ تذکرہ اس لئے لکھ رہے ہیں کہ صفحۂ روزگار پر ریختہ گویوں کا نام اور کام باقی رہے۔ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ ان کا تذکرہ کسی اور جذبے کی غمازی کر رہا ہے ـــــ وہی جذبہ جس پر گردیزی بھی بہ جبیں نظر آتے ہیں۔

میر نے جس زمانے میں دہلی کو اپنا وطن ثانی بنایا۔ وہاں کے شعراء ذہنی طور پر دو الگ الگ حلقوں میں تقسیم ہو رہے تھے۔ ایک حلقہ خان آرزو کے تلامذہ پر مشتمل تھا اور دوسرے حلقے میں وہ لوگ شامل تھے جو یا تو مرزا مظہر جانِ جاں کے شاگرد تھے یا ان کے معتقد۔ مرزا مظہر کو ایک روحانی پیشوا کی حیثیت سے جو مقام حاصل تھا، اس کا علم سب کو ہے۔ اس حلقے میں شعر گوئی کا کیا معیار تھا، یہ الگ بات ہے۔ کہنا صرف یہ ہے کہ اس حلقے کو حسنِ قبول حاصل کرنے کے لئے مرزا مظہر کی نسبت ہی کافی تھی۔ ایسے قرائن نہیں ملتے جن سے ہم یہ شبہ بھی کر سکیں کہ یہ حلقہ میر کی حوصلہ افزائی کرتا تھا۔ اس کے برعکس، اس حقیقت کے جگہ جگہ اشارے ملتے ہیں کہ میر اور حلقۂ تلامذۂ مظہر ایک دوسرے سے کشاں کشاں رہے۔ میر جنھیں اپنے ملکۂ شعر گوئی کا عرفان اور اپنے حسنِ فکر کا بجا طور پر ناز تھا، اسے کیونکر برداشت کر سکتے تھے کہ ان کی شاعرانہ عظمت نہ تسلیم کی جائے۔ انھیں مرزا مظہر جانِ جاں

Marfat.com

جیسے کسی بزرگ کی پشت پناہی تو حاصل نہیں تھی لیکن خان آرزو کی "قرابت قریبہ" بھی کمتر درجہ کی چیز نہیں تھی۔ خان آرزو کا شمار عمائدین میں ہوتا تھا ان کے بارے میں خود میر کا یہ خیال تھا کہ "ہمہ اُستادان مضبوط فن ریختہ شاگرد آں بزرگوار اند۔" میر نے اپنا رشتہ خان آرزو کے حلقۂ تلامذہ میں سے جوڑا۔ وہ اپنے گھر شعر گوئی کی مجلسیں منعقد کرنے لگے اور رفتہ رفتہ اس حلقے کے سربراہ بھی ہو گئے۔ یہ صرف مراختہ کی مجلسوں میں بلکہ نجی کی ملاقاتوں میں بھی معاصرین کے افکار پر نکتہ چینی کی جاتی تھی اور یہی نکتہ چینی ان دونوں تذکروں کو وجود میں لانے کا سبب بنی۔

یہ دونوں تذکرے معاصرانہ چشمک کے مظاہر ہیں اور ایک کا مطالعہ دوسرے کے مطالعے کے بغیر نامکمل رہے گا۔ ان دونوں کو صدائے احتجاج کی حیثیت حاصل ہے۔ میر نے نکات الشعراء کے ذریعہ انعام اللہ خاں یقین اور مرزا مظہر جانِ جاں کے دوسرے تلامذہ کو ان کی حیثیت سے بلند مقام دیئے جانے پر احتجاج کیا ہے، اور گردیزی نے تذکرۂ ریختہ گویاں میں حلقۂ میر کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کے ازالے کی کوشش کی ہے۔ ہمعصروں پر اظہار رائے کرنا یوں بھی بڑا نازک کام ہے اور جب اظہار رائے میں معاصرانہ چشمک کا عمل دخل ہو تو اس میں عدم توازن کا راہ پا جانا ناگزیر سا ہو جاتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ نکات الشعراء اور تذکرۂ ریختہ گویاں دونوں میں اعتدال و توازن کی کمی ملتی ہے۔ فرق اتنا ہے کہ میر کا موقف بڑی حد تک صحیح تھا اس لئے عدم توازن کے باوصف ان کے تذکرے میں ایک وقار ملتا ہے۔ گردیزی کا احتجاج انفعال آشنا ہے اور یہ اپنی شکست کی آواز معلوم ہوتا ہے۔ وہ شاعری کی بساط پر جن مہروں کی مدد سے میر کو مات دینا چاہتے تھے وہ درماندہ و پاشکستہ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ گردیزی کے تذکرے کی قدر و قیمت کم سے کمتر ہوتی گئی اور میر کا نکات الشعراء زیادہ سے زیادہ اہمیت حاصل کرتا گیا

Marfat.com

اس اجمال کی تفصیل کہ یہ تذکرے معاصرانہ چشمک کا نتیجہ ہیں یہ ہے۔ میر نے صرف یہی نہیں کیا کہ احسن اللہ بیان، خواجہ محمد ظاہر خاں ظاہر، شیو سنگھ ظہور، سیتارام عمدہ اور سلسلۂ مظہر جان جاں کے بعض دوسرے شعراء کا ذکر نہیں کیا بلکہ انعام اللہ خاں یقین، میر محمد باقر حزیں اور محمد فقیہہ دردمند کے ساتھ جو مظہر جان جاں کے ارشد تلامذہ میں تھے اور جن کی شاعرانہ حیثیت مسلّم ہو چکی تھی، انصاف نہیں کیا۔ اس زمانے میں مظہر جان جاں شاعری ترک کر چکے تھے اور ان کے حلقۂ تلامذہ کی قیادت انعام اللہ خاں یقین کے حصے میں آ چکی تھی۔ میر نے سخت ترین حملہ یقین ہی پر کیا کہ میر کارواں کو زیر کرنا سب سے بڑی جیت ہوا کرتی ہے۔ میر نے چن چن کر اس حلقے کے شعراء کو ہدف طعن و تشنیع بنایا۔ خاکسار جو براہ راست جان جاں کے شاگرد نہیں تھے لیکن ان کے معتقدوں میں تھے، ان کے ذکر میں بڑے لطیف پیرایے سے مظہر جان جاں کا نام شامل کر لیا گیا ہے تاکہ لوگ یہ سمجھ لیں کہ مظہر جان جاں کی تقلید خاکسار جیسے لوگ کرتے ہیں! اسی طرح قدرت اللہ قدرت کے ترجمے میں "عاجز از سخن است" کا جملہ لکھ دیا گیا۔ مصطفےٰ خاں یک رنگ جو تذکرے کی تسوید کے وقت زندہ نہیں تھے میر نے ان کو بھی نہیں چھوڑا۔ چونکہ ان کا تعلق مظہر جان جاں سے رہ چکا تھا اس لیے ان کے بعض اشعار کی اصلاح کر دی۔ جب یک رنگ مورد عتاب ٹھہرے تو ان کے شاگرد کیوں بخشے جاتے، میر صلاح الدین عرف کھن پاکباز کے ترجمے میں "مزاجش خالی از وحشت نیست" کا جملہ بھی جگہ پاتا ہے۔

نکات الشعراء میں میر نے ان شعراء کو بھی اچھے الفاظ سے یاد نہیں کیا جن سے بوجوہ وہ خوش نہیں تھے۔ محمد علی حشمت کے ترجمے میں "اشعار پا بیبازی گفت گیہا دارد" جیسے جملے ملتے ہیں کیونکہ یہ اکثر میر جیسے شاعروں پر بیجا اعتراضات کیا کرتے تھے۔ کتریں سے ان کی نہیں بنتی تھی (کتریں نے میر کی ہجو بھی لکھی ہے)

Marfat.com

اس لئے ان کے ترجمے میں یہ جملہ لکھا گیا" بندہ شعر معقول او نہ شنیدہ ام"۔ عاجز اپنے اُستاد کمترین کی وجہ سے ہدفِ ملامت بنتے ہیں۔

میر نے جن شعراء کی تعریف کی ہے یا جن کے ساتھ ہمدردانہ رویہ اختیار کیا ہے، انھیں مندرجہ ذیل گروہوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:۔

(الف) خان آرزو کے تلامذہ

(ب) میر کے اعزا اور تلامذہ

(ج) میر پر جن کے احسانات تھے

(د) جن سے میر کے ذاتی روابط تھے اور جو میر کے مداح تھے۔

ٹیک چند بہار اور حسن علی شوق خان آرزو کے سامنے زانوے تلمذ تہہ کر چکے تھے اس لئے ان کی تعریف کی گئی۔ محمد حسین کلیم اور محمد محسن محسن میر کے قریبی رشتہ داروں میں اور عبدالرسول نثار اور میاں جگن ان کے تلامذہ میں تھے اس لئے ان کے ساتھ اچھا رویہ اختیار کیا گیا۔ ہاں بندرا بن راقم ان کی شاگردی سے نکل گئے تھے اس لئے بڑے اچھے انداز میں ان پر سرقے کا الزام عائد کیا گیا اور انھیں نو مشق کہا گیا۔ میر درد کے بیٹے میں ان کے شاندار مستقبل کی بشارت دی گئی اس لئے ان کی تعریف کی گئی۔ اسی بنیاد پر درد کے شاگرد ہدایت اللہ ہدایت بھی تعریفی کلمات کے مستحق قرار پائے۔

اسد یار خاں انسان، سعادت علی سعادت، شرف الدین پیام اور نجم الدین سلام میر کے محسنوں میں تھے، اس لئے ان کو اچھے الفاظ سے یاد کیا گیا۔ کرم اللہ درد، اشرف علی فغاں، میر حسن اور عارف وغیرہ سے ان کے ذاتی مراسم تھے، اس لئے ان کی مدح لازم تھی۔ یہی نہیں زیہ گمان کے ساتھ بھی ہمدردانہ رویہ روا رکھا گیا ہے کیونکہ خود ان کے الفاظ میں میر گمانی

Marfat.com

"بامن آشنا است"۔

اس تفصیل سے یہ واضح کرنا مقصود نہیں ہے کہ میر نے جن کی مذمت کی ہے وہ لائق تحسین تھے یا جن کی تعریف کی گئی ہے وہ مذمت کے قابل تھے میں صرف یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ اس طرح کی تحسین و تنقیص کا محرک صحیح جذبۂ تنقید نہیں بلکہ یہ تذکرہ محض معاصرانہ چشمک کی وجہ سے منصۂ شہود پر آیا ورنہ میر کی تنقیدی بصیرت ایسی نہیں تھی کہ وہ میاں جگن اور میر گھاسی کی تعریف کرتے اور بندرابن راقم اور قدرت اللہ قدرت کی تنقیص! نکات الشعرا میں شمالی ہند کے صرف چند شعرا ملتے ہیں جن کی میر نے تحسین کی ہے لیکن سبب تحسین واضح طور پر نہیں معلوم ہو سکا، یا جن کی تنقیص کی گئی ہے مگر محرک تنقیص کا پتہ نہیں چلتا۔ جب تک تنقیص و تحسین کے واضح اسباب کا علم نہیں ہو جاتا، انھیں مستثنیات میں شمار کرنا چاہیے۔

اسی طرح کی افراط و تفریط گردیزی کے یہاں بھی ملتی ہے مگر ذرا سنجیدہ لب لہجہ میں۔ چونکہ گردیزی فکر و نظر کے لحاظ سے میر کے عشر عشیر بھی نہیں تھے اس لیے نہ تو ان کی تحسین میں کوئی وقعت ہے اور نہ تنقیص میں کوئی وزن۔ ان کا سارا زور عبارت آرائی میں صرف ہو کر رہ گیا۔ یہی کیا کم ہے کہ وہ مسجع اور مقفیٰ جملوں میں اُن شعرا کی تعریف کر لیتے ہیں جنھیں میر نے ہدفِ ملامت بنایا تھا۔ گردیزی کے یہاں اگر کوئی خوبی ہے تو یہی لب و لہجہ کا اعتدال۔ وہ میر کی طرح جارح اور حملہ آور نہیں، وہ اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کر پاتے کہ میر کے لئے ہلکے قسم کے تعریفی جملے استعمال کریں اور ان کا صرف ایک شعر مثال میں پیش کر سکیں یا انعام اللہ یقین کے لئے خوب صورت الفاظ صرف کر کے ان کے کلام کا طویل اقتباس پیش کر لیں۔ درحقیقت میر نے اپنی پسند اور ناپسند کو جیتی جاگتی صورت میں اور موثر طور پر صفحۂ قرطاس پر منتقل کر دیا، گردیزی اپنے دل کی بھڑاس بھی نہیں نکال سکے۔

Marfat.com

—— اور جن کے پاس تخلیقی صلاحیت نہیں ہوتی، ان سے اس سے زیادہ کی توقع بھی نہیں کی جا سکتی![1] ـ

قرائن یہ بتاتے ہیں کہ نکات الشعرا اور تذکرہ ریختہ گویاں بیک وقت زیر تسوید تھے اور دونوں کے مصنفین کو ایک دوسرے کے مجوزہ مشمولات کا کسی نہ کسی ذریعے سے علم ہوتا رہتا تھا۔ ختم پہلے کس نے کیا، یہی سوال اب تک حل نہیں ہوا لیکن میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ اس سوال کی چنداں اہمیت نہیں ـ

میر نے یہ تذکرہ بڑی رواداری میں لکھا۔ ان کے سامنے شعرا کی ترتیب کا کوئی اصول نہیں تھا۔ انھوں نے نہ تو شعرا کی تقسیم طبقات کے لحاظ سے کی اور نہ ان کا ذکر حروف تہجی یا حروف ابجد کی ترتیب سے کیا۔ شعرائے دکن کا ذکر یکایک ایک مختصر سی تمہید کے ساتھ وسط کتاب میں آجاتا ہے اور پھر اس کے بعد کسی تمہید کے بغیر شمالی ہند کے شعرا جگہ پاتے ہیں۔ شعرائے دکن والے حصے کی بات کسی قدر سمجھ میں آجاتی ہے۔ یہ حصہ عبدالولی عزلت کا رہین منت معلوم ہوتا ہے۔ عزلت ۱۱۶۴ھ کے وسط میں دہلی آئے۔ ان کی ملاقات میر سے بھی ہوئی۔ میر نے ان کی بیاض سے بھرپور استفادہ کیا[2]۔ جوں ہی میر کو عزلت کی بیاض ملی ہو گی انھوں نے

(۱) یہاں اس حقیقت کا اعادہ بے محل نہ ہوگا کہ صاحب مجموعۂ نغز قدرت اللہ قاسم کا سلسلۂ تلمذ و تتبع (شاعری میں بھی اور مسلک میں بھی) مظہر جان جاں سے ملتا ہے۔ خود گردیزی سے قاسم کا تعلق بڑا گہرا رہا ہے۔ ایسی صورت میں میر کے نکات الشعرا کے سلسلے میں قاسم کے بیانات کی اہمیت ختم ہو جاتی ہے۔ یہ خیال حقیقت سے قریب ہے کہ میر کے خلاف جو غبار گردیزی نکالنا چاہتے تھے وہ قاسم نے نکالا۔

(۲) میر نے سعدی کے ترجمے میں اس کی وضاحت کی ہے کہ ان کا تعلق دکن سے ہے، شیراز سے نہیں، بہت ممکن ہے کہ یہ بات میر کو اور گردیزی کو بھی عزلت کی بیاض سے معلوم ہوئی ہو۔

Marfat.com

اس کی مدد سے اپنے تذکرے میں شعرائے دکن کا حصہ شامل کر لیا اور پھر شمالی ہند کے باقی شعراء کا ذکر مکمل کیا۔ میر کی اس روش سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ وہ جلد از جلد اس کام کو جیسے تیسے ختم کر لینا چاہتے تھے۔ ذکرِ میر میں انھوں نے اپنی جن مصروفیات اور مہمات میں شرکت کی تفصیل فراہم کی ہے۔ اس سے یہی اندازہ ہوتا ہے کہ زیر بحث زمانے میں انھیں دہلی میں جم کر کام کرنے کا موقع نہیں ملا۔

نکات الشعراء کی خصوصیات پر اہلِ نظر نے بہت کچھ کہا ہے، یہاں ان کا اعادہ تحصیل حاصل ہوگا۔ اس کی سب سے بڑی خصوصیت تو یہی ہے کہ یہ ہمارے ایک ایسے شاعر کے رشحاتِ قلم ہیں جس نے غزل کی تقدیر بدل دی۔ ایسے شاعر کا ایک ایک جملہ بلکہ ایک ایک حرف ہمارے کام آ سکتا ہے اور پھر نکات الشعراء میں تو میر کی شخصیت بھرپور طریقے سے جلوہ گر ہوئی ہے اس لئے اس کے مطالعے کی اہمیت کبھی کم نہیں ہوگی۔ یہ دراصل دوسرے شاعروں کا تذکرہ کم اور خود میر کا اپنا تذکرہ زیادہ ہے۔

نکات الشعراء کو اگرچہ قبولِ عام ملا لیکن اس کے قلمی نسخے تعجب خیز حد تک کمیاب ہیں۔ انجمن نے اسے دو بار شائع کیا۔ پہلی بار ۱۹۲۲ء میں مولوی حبیب الرحمٰن خاں شیروانی کے مقدمے کے ساتھ اور دوسری بار ۱۹۳۵ء میں مولوی عبدالحق کے حواشی اور مقدمے کے ساتھ۔ شیروانی مرحوم کے مقدمے میں اس بات کا کوئی اشارہ نہیں ملتا کہ یہ نسخہ انجمن کو کہاں سے ملا تھا اور اس کی کتابت کب اور کہاں ہوئی تھی۔ مولوی عبدالحق نے اپنے مقدمے میں نسخے کی تفصیل دی ہے لیکن قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں اشاعتوں کا متن ایک ہی خطی نسخے پر مبنی ہے۔ ناکمل اور مبہم عبارتیں بھی دونوں میں مماثل ہیں۔ ہاں کہیں کہیں ایسے اختلافات ضرور ملتے ہیں جن سے شبہ ہو سکتا ہے کہ دونوں اشاعتوں کا متن دو مختلف خطی نسخوں

Marfat.com

مبنی ہے لیکن یہ اختلافات الفاظ کے حذف و اضافہ تک محدود ہیں جنھیں سہوِ کتابت پر بھی محمول کیا جا سکتا ہے، یہاں دوسری اشاعت کے چند جملے نقل کیے جاتے ہیں۔ جن الفاظ پر خط کھینچ دیا گیا ہے، وہ نسخۂ شیروانی یعنی اشاعت اول میں محذوف ہیں :-

ص ۱ :- مسمی بہ نکات الشعرا است

ص ۸ :- پسر غنی بیگ

ص ۱۸ :- بندہ از احوال او

ص ۵۰ :- حُسنِ سلوک او عام

اسی طرح نسخۂ شیروانی کے بعض الفاظ اشاعت ثانی میں محذوف ہیں مثلاً اس کے ص ۲۴ پر "با او یک دو ملاقات کردہ بودم" ہے اور اشاعت ثانی میں "با او یک ملاقات کردہ ام" ہے۔ اس طرح نسخۂ شیروانی کے ص ۱۴۳ پر "شعر بمشورت من می گوید" ہے اور اشاعت ثانی میں لفظ شعر محذوف ہو گیا ہے۔ کہیں کہیں کئی جملے محذوف ہو گئے ہیں لیکن یہ سارے محذوفات سہوِ کتابت کے ذیل میں آ جاتے ہیں۔ دونوں اشاعتوں میں ایک ہی مفہوم کی دو مختلف روایتوں کی مثالیں نہیں ملتیں اور نہ جملوں کی ساخت اور ترتیب کا کوئی فرق ملتا ہے۔ اس لیے یہ گمان ہوتا ہے کہ دونوں اشاعتیں ایک ہی خطی نسخے پر مبنی ہیں، ہاں اگر دونوں اشاعتیں دو دو الگ الگ نسخوں پر مبنی ہیں تو اتنی بات یقینی ہے کہ ان میں سے ایک نسخہ منقول عنہ اور دوسرے کو نقل کی حیثیت حاصل ہے۔ بہرحال کہنا یہ مقصود ہے کہ نکات الشعرا کے خطی نسخوں کی کمی کی وجہ سے اب تک ان عبارتوں کی تصحیح نہیں ہو سکی جو متداول اشاعتوں میں مبہم تھیں (۱)۔

---

(۱) رضا لائبریری رام پور میں نکات الشعرا کا ایک ناقص نسخہ موجود ہے آزاد لائبریری علی گڑھ میں (باقی حاشیہ ص ۱۸ پر)

Marfat.com

پیرس کے قومی کتب خانے میں نکات الشعرا کا ایک خطی نسخہ موجود ہے۔ اگر
اس کے کاتب نے دکن کے اکثر شعرا کا ذکر جان بوجھ کر حذف کر دیا ہے۔ پھر بھی
کئی حیثیتوں سے اہم ہے۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اس میں ترقیمہ موجود ہے
جس سے پتہ چلتا ہے کہ اس کی کتابت سنہ ۱۱۷۸ھ میں سورت میں ہوئی تھی۔
نکات الشعرا کی اشاعت ثانی جس خطی نسخے پر مبنی ہے، اس کی کتابت سنہ ۱۱۷۲ھ
میں ہوئی تھی، نسخۂ پیرس کی کتابت اس کے چھ سال بعد ہوئی۔ سنہ ۱۱۷۲ھ وا
نسخہ سید عبدالولی عزلت کی فرمائش پر لکھا گیا تھا، ان کا سورت سے گہرا تعلق تھا
یہ بعید از قیاس نہیں کہ نسخۂ پیرس کی کتابت کے سلسلے میں عزلت کا تعاون و مشو
شامل رہا ہو۔ نسخۂ پیرس کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے مطالعے سے
وہ بیانات واضح ہو جاتے ہیں جو مطبوعہ نسخہ میں کسی وجہ سے مبہم اور غیر واضح
رہ گئے ہیں۔ اس طرح مطبوعہ نسخہ کی تصحیح و توثیق کے لئے اسے قدیم ترین ماخذ کی
حیثیت حاصل ہو جاتی ہے۔ دونوں نسخے کے متن میں کہیں کہیں معمولی اختلافات
بھی ہیں جو اس حقیقت کی نشاندہی کرتے ہیں کہ میر نے تذکرے پر نظر ثانی کی تھی
لیکن ان دونوں میں اصل متن کی نقل کون ہے اور کون اصلاح شدہ متن کی نقل،
اس کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

نسخۂ پیرس میں ۸۵ اوراق ہیں۔ پہلے ورق کا بالائی حصہ ضائع ہو گیا ہے مگر
اچھی بات یہ ہے کہ اس کی وجہ سے کتاب کا متن متاثر نہیں ہوا۔ پہلے صفحے پر دو
عبارتیں ہیں، ایک ناقص اور ایک مکمل۔ پہلی عبارت سے کتاب کا نام واضح ہوتا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷) ایک تذکرے کے چند اوراق ملتے ہیں لیکن ان نسخوں کو متن کی تصحیح کے لئے
ترجیح نہیں دی جا سکتی۔

Marfat.com

کتاب کے مصنف کا نام ضائع شدہ حصے میں رہا ہوگا مگر "تلمیذ تدوۂ اہل معانی، سراج الدین علی خاں صاحب آرزو" کا فقرہ واضح ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ کاتب میر کو خاں آرزو کا شاگرد سمجھتا تھا۔ دوسری عبارت سے اس کتاب کی ملکیت واضح ہوتی ہے۔ عبارت یہ ہے:

"ایں کتاب تذکرۂ میر راحاجی میر جعفر محمد قبلہ میر گوہر علی رحمت نمود، بتاریخ بست یکم ماہ شعبان ۱۲۱۴ھ ہجری کہ از گجرات آمدہ بودند۔"

صفحہ ۲ سے اصل کتاب شروع ہوتی ہے۔ اس صفحے پر مقدمہ ہے اور امیر خسرو کے ترجمے کے ابتدائی فقرے۔

اس کا ورق نمبر ۲ (صفحات ۳ و ۴) غائب ہے۔ ورق نمبر ۳ سے آخر کتاب تک اوراق مسلسل ہیں۔ آخری صفحے پر یہ ترقیمہ ہے:

"بتاریخ ہفدہم شہر شوال روز چہارشنبہ ۱۱۰۰ھ ہجری در بندر سورت بموجب خواہش جمیع دوستاں بہ اتمام رسید"

نسخۂ انجمن میں ۱۰۲ شعراء کا ذکر ملتا ہے اس میں صرف ۷۷ شعراء کو جگہ ملی۔ کاتب نے دکن کے اکثر شعراء کا ذکر یہ کہہ کر حذف کر دیا:

"واکثر مذکور شعرائے متقدمین و آیہ یَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ۝ درشان شاں ست۔ مؤلف ایں تذکرہ اذکار شاں را معہ شعرہائے بے ہودہ و پوچ لا یعنی نوشتہ بود۔ چوں کاتب را تصدیع بود، اوقات بیہودہ خود را ضائع نمود و جیس احمد گرانی۔ تاہم بجاآوری الکف نمود بقول قدیم مشتے نمونۂ خروارے۔"

کاتب نے جن شعراء کا ذکر حذف کیا ہے، ان کی فہرست یہ ہے:

Marfat.com

شعوری ، فضلی ، صبائی احمد آبادی ، محمود ، سالک ،
ملک ، لطفی ، فخری ، ہاشم ، ہاتفی ، اشرف ،
غواصی ، خوشنود ، جعفر ، عبدالرحیم ، عبدالبر ،
عزیزاللہ ، سعدی ، بیچارہ ، حسن ، مرزا داؤد ،
خواجم قلی خاں ، میر گھاسی ، عشاق ۔

ان کے علاوہ ورق ۲ کے غائب ہوجانے سے عبدالقادر بیدل، سراج الدین علی خاں آرزو اور مرزا معز فطرت موسوی کے ترجمے بھی معدوم ہوگئے۔ گویا ۱۰۳ شاعروں میں ۲۰ شعرا کا ذکر نسخۂ پیرس میں نہیں ہے۔ اس میں ایک نئے شاعر عطا بیگ ضیا کے ترجمے کا اضافہ ہے[1]۔ اس طرح شامل تذکرہ شعرا کی تعداد ۸۷ ہوجاتی ہے۔

اس ترتیب نو میں نسخۂ انجمن ہی کو بنیاد بنایا گیا ہے، کیونکہ یہ مکمل بھی ہے اور قدیم تر بھی۔ نسخۂ پیرس سے متن کی تصحیح کی گئی ہے۔ متن کی تصحیح و توثیق میں کہیں کہیں تذکرۂ شورش کے اس خطی نسخے سے بھی استفادہ کیا گیا ہے جو کتب خانہ رشیدیہ جون پور میں محفوظ ہے۔ شورش نے میر کے بیانات کو کہیں کہیں من و عن نقل کرلیا ہے اور اس کا حوالہ بھی دے دیا ہے۔ اس طرح اس کی مدد سے نکات الشعرا کے

---

(۱) صاحب گلشن سخن" کے ایک بیان سے مترشح ہوتا ہے کہ ان کے سامنے تذکرۂ میر کی کوئی ایسی روایت تھی جس میں جنوں کا ترجمہ بھی شامل تھا لیکن جو شعر انھوں نے تذکرۂ میر کے حوالے سے جنوں کی طرف منسوب کیے ہیں وہ دراصل جنون الہ آبادی کے ہیں (دیکھیے ریاض الفصحا، گلزار ابراہیم، تذکرۂ عشقی) عشقی نے جنون الہ آبادی کے بارے میں لکھا ہے کہ "جوانے طالب العلم مستعد است" ص ۱۷۰ — ۱۶۹
ان تذکروں کے بیانات کی روشنی میں صاحب گلشن سخن کا بیان قابل اعتنا نہیں رہ جاتا۔

Marfat.com

بعض حصّوں کا متن تیار کیا جا سکتا ہے۔ نسخۂ شورش میں میرؔ کے جو بیانات نقل ہوئے ہیں وہ مطبوعہ نسخوں کے متن سے زیادہ مماثل ہے۔ اگرچہ نسخۂ انجمن کے متن کو بنیاد بنایا گیا ہے لیکن کہیں کہیں نسخۂ پیرس کے الفاظ کو متن کے لئے ترجیح دی گئی ہے اور نسخۂ انجمن کے الفاظ حاشیے میں لکھ دیے گئے ہیں۔

متن کی ترتیب میں ذیل کا طریقۂ کار اختیار کیا گیا ہے:۔

(الف) جو حروف یا فقرے یا جملے نسخۂ انجمن میں ہیں لیکن نسخۂ پیرس میں نہیں ہیں ان پر خط کھینچ دیا گیا ہے۔

(ب) نسخۂ پیرس کے اہم اضافوں کو متن میں شامل کر لیا گیا ہے۔ امتیاز کے لئے یہ اضافے قلابین (   ) میں درج کیے گئے ہیں۔

(ج) اختلاف نسخ کی وضاحت حاشیے میں کی گئی ہے۔ مختلف نسخوں کے لئے یہ علامتیں کام میں لائی گئی ہیں:

نکات الشعراء کی پہلی اشاعت	=	شیروانی
نکات الشعراء کی دوسری اشاعت	=	انجمن
نکات الشعراء کا نسخۂ پیرس	=	پیرس
تذکرۂ شورش نسخۂ جون پور	=	شورش

(د) نسخۂ انجمن اور نسخۂ پیرس کے اشعار کا متن بھی کہیں کہیں مختلف ہے لیکن اصل کتاب میں نسخۂ انجمن کا متن دیا گیا ہے۔

(ﮦ) دونوں نسخوں کے اشعار کی تعداد میں بھی اختلاف ہے۔ اس کی وضاحت کے لئے یہ طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ نسخۂ پیرس میں جن اشعار کا اضافہ ہے۔ انھیں متن میں شامل کر لیا گیا ہے اور امتیاز کے لئے ان کا اندراج قلابین میں ہوا ہے۔

Marfat.com

جو اشعار نسخۂ انجمن میں لیکن نسخۂ پیرس سے غیر حاضر ہیں، ان کے شروع کے الفاظ پر خط کھینچ دیا گیا ہے۔

میں اپنے عزیز دوست مرزا سعید الظفر چغتائی، استاد شعبۂ طبعیات مسلم یونی ورسٹی علیگڑھ کا شکر گزار ہوں۔ ان کی کوششوں سے اس نسخے کا عکس مجھے ملا۔ موصوف ۱۹۶۳ء میں گورکھپور یونیورسٹی چھوڑ کر اعلیٰ تعلیم کے لئے فرانس روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچتے ہی انھوں نے پیرس کے قومی کتب خانے میں محفوظ اُردو مخطوطات کا مطالعہ کیا اور ان کی تفصیلات سے مجھے مطلع کیا۔ میری درخواست پر انھوں نے نکات الشعراء کا عکس بھی فراہم کر دیا۔

اس کتاب کی ترتیب و اشاعت میں میرے رفیق کار ڈاکٹر احمر لاری اور شعبۂ اُردو، دہلی یونیورسٹی کے اُستاد ڈاکٹر عبدالحق صدیقی کا خلوص بھی شامل رہا ہے۔ میں ان کا شکر گزار ہوں۔

جناب نسیم احمد، مالک دانش محل، لکھنؤ کا شکریہ ادا کرنا میرے فرائض میں داخل ہے جن کی توجہ سے اس کتاب کی اشاعت کی نوبت آئی۔

محمود الٰہی

شعبۂ اُردو، گورکھپور یونی ورسٹی
۲۷؍ دسمبر ۱۹۷۰ء

13000 1

Marfat.com

مقدّمۂ مصنّف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد حمد سخن آفریں کہ اوست سزاوار تحسین و درود نامحدود بر آں شفیعؑ المذنبین و علیٰ آلہ اجمعین کہ مقصود بود از آسمان و زمین ۔

پوشیدہ نماند کہ در فن ریختہ کہ شعریست بطور شعر فارسی بزبان اُردوئے معلّیٰ شاہ جہان آباد دہلی، کتابے تا حال تصنیف نشدہ کہ احوالِ شاعران ایں فن بصفحۂ روزگار بماند۔ بنائً علیہ ایں تذکرہ کہ مسمّیٰ بہ نکات الشعراء است، نگاشتہ می شود۔

اگرچہ ریختہ از دکن(۱) است، چوں از آں جا یک شاعر مربوط برنخواستہ، لہذا شروع بنام آنہا نکردہ و طبع ناقص مصروف ایں ہم نیست کہ (از) احوال اکثر آنہا ملال اندوز گردد مگر بعضے از آنہا نوشتہ خواہد شد، ان شاء اللہ تعالےٰ۔

امید کہ بدست ہر صاحب سخنے بیاید، بنظر شفقت بخشاید۔

---

(۱) انجمن : در

Marfat.com

امیر خسرو

حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ[1]۔ مجمع کمالات وصاحب حالات (د) فضائل او اظہر[2] من الشمس است۔ احوال امیر مذکور در تذکرہ ہا مسطور، نوشتنِ ایں احقر العباد فضولیست۔

اشعار ریختہ آں بزرگ بسیار دارد۔ دریں خود تردّدے نیست۔ ازانجملہ یک قطعہ تیمناً نوشتہ آید:۔

زرگر پسرے چو ماہ پارا   کچھ گھڑیئے سنواریئے پکارا
نقدِ دلِ من گرفت وبشکست   پھر کچھ نہ گھڑا نہ کچھ سنوارا

بیدل

مرزا عبدالقادر بیدل۔ شاعر پر زور فارسی، صاحب دیوان پنجاہ ہزار بیت ومثنویات وغیرہ۔ اوائل[3] جوانی نوکر شاہزادہ محمد اعظم شاہ بود۔ بعد از چندے ترک روزگار گرفتہ فقر کش کرد۔ از مذاق شعراو دریافتہ می شود کہ بہرۂ کلی از عرفان داشت۔ احوالش مفصلاً در تذکرہ ہا مرقوم است۔ دو شعر ریختہ بنام او شنیدہ می شود، شاید بتقریبے گفتہ باشد، از دست:۔

---

(۱) پیرس: قدس سرہ۔

(۲) اس فقرے پر نسخۂ پیرس کا صفحہ ۲ ختم ہوتا ہے۔ اس کے بعد کی عبارت نہیں ملتی، کیونکہ اس نسخے سے ورق ۲ غائب ہے۔

(۳) شورش: در اوائل۔

Marfat.com

مت پوچھ دل کی باتیں وہ دل کہاں ہے ہم میں
اس تخم بے نشاں کا حاصل کہاں ہے ہم میں
جب دل کے آستاں پر عشق آن کر پکارا
پردے سے یار بولا بیدل کہاں ہے ہم میں

آرزو

سراج الدین علی خاں آرزو۔ آب و رنگ باغ نکتہ دانی، چمن آرائے گلزار معانی۔ متصرف ملک زور طلب بلاغت، پہلوان شاعر عرصہ فصاحت، چراغ دودمان صفائے گفتگو کہ چراغش روشن باد، سراج الدین علی خاں آرزو سلمہ اللہ تعالیٰ ابتدا۔ شاعر زبردست قادر سخن عالم و فاضل تا حال ہمچو ایشاں بہ ہندوستان جنت نشان ہم نرسیدہ بلکہ بحث در ایران می رود۔ شہرۂ آفاق، در سخن فہمی طاق، صاحب تصنیفات دہ پانزدہ کتب و رسالہ و دیوان و مثنویات۔ حاصل کمالات ایشاں از حیزۂ بیان بیروں است۔ ہمہ استادان مضبوط فن ریختہ ہم شاگردان آں بزرگوار اند۔ گاہے برائے تفنن طبع دو سہ شعر ریختہ فرمودہ۔ ایں فن بے اعتبار را کہ ما اختیار کردہ ایم، اعتبار دادہ اند، تبرکاً نوشتہ آمد:۔

جان تجھ پر کچھ اعتماد نہیں　　زندگانی کا کیا بھروسا ہے

مے خانہ بیچ جا کر شیشے تمام توڑے
زاہد نے آج اپنے دل کے پھپھولے توڑے

رکھے سیپارۂ گل کھول آگے عندلیبوں کے
چمن میں آج گویا پھول ہیں تیرے شہیدوں کے

وعدے تھے سب خلاف جو تجھ لب سے ہم سنے　　اک سچ بھی دیکھو، جھوٹا نکل گیا

Marfat.com

ہر صبح آ دتا ہے تیری برابری کو کیا دن لگے دیکھو خورشید خاوری کو

معز فطرت موسوی

مرزا معز فطرت موسوی خاں کہ موسوی خاں خطاب است۔ معز و فطرت و موسوی ہر سہ تخلص می کند۔ احوال او من وعن در تذکرۂ سراج الدین علی خاں صاحب کہ استاد و پیر مرشد بندہ است، مسطور ہمچو مسموع است کہ این شعر ریختہ شاعر مرقوم گفتہ، واللہ اعلم۔

از زلفِ سیاہ تو بدل دھوم پڑی ہے
در خانۂ آئینہ گھٹا جھوم پڑی ہے

مظہر جانجاں

مرزا جانِ جاں، مظہر تخلص، مرد یست مقدس، مطہر، درویش، عالم، صاحب کمال، شہرۂ عالم، بے نظیر، معزز، مکرم۔ اصلش از اکبر آباد است، پدرِ او مرزا جان نام داشت۔ از فرط[1] شفقت (پدری) مرزا جانِ جاں می گفت۔ ازیں سبب ہمیں اسم موسوم است[2]۔ بندہ بخدمت او (شاں) رفتہ سعادت اندوز گشتہ است۔ اکثر اوقات در یاد الٰہی صرف می کند[3] (و) خوش تقریر بمرتبۂ است کہ در تحریر نمی گنجد۔ دیوان مختصر شعر فارسی او (شاں) بنظر فقیر مؤلف آمدہ است۔ از (شعر) سلیم و (کلام) کلیم پایۂ کمی ندارد۔

---

(۱) نسخۂ پیرس کا ورق ۳۲ یہاں سے شروع ہوتا ہے

(۲) پیرس : گشت

(۳) پیرس : می کنند

Marfat.com

اگرچہ شعر (ہندی) گفتن دون مرتبہ است لیکن گاہے متوجہ ایں فن بے حاصل نیز می شود[1]۔ (و) انعام اللہ یقین و حزیں کہ شاعر (ان) ریختہ اند، شاگردان اوینا[2]۔ غرض مرزا (جانِ جاناں مظہر) عجب کسے است، (من کلامہ):-

خدا کے واسطے اس کوں نہ ٹوکو یہی ایک شہر میں قاتل رہا ہے

جواں مارا گیا خوبوں کے اوپر میرزا مظہر
بھلا تھا یا برا تھا، زور کچھ تھا، خوب کام آیا

(غزل)

(اوس گل کو بھیجنا ہے مجھے خط صبا کے ہات
اس واسطے لگا ہوں چمن کی ہوا کے ہات)

(کب چھوٹتا ہے، پھر کے جو مفلس گرو رکھے
اب تو پھنسا ہے آن دل اس بیوفا کے ہات)

مرتا ہوں میرزائی گل دیکھ ہر سحر
سورج کے ہات چونری و پنکھا صبا کے ہات

(آزاد ہو رہا ہوں دو عالم کی قید سے
بینا لگا ہے جب سیتیں مجھ بے نوا کے ہات)

(مظہر چھپا کے رکھ دل نازک کتیں ترے
یو شیشہ چڑھتا ہے کسی میرزا کے ہات

کسی کے خون کا پیاسا، کسی کی جان کا دشمن
نہایت منظہ لگتا ہے سجن نے بیڑہ پان کو

---

(۱) پیرس: می شوند

(۲) پیرس: اوشان اند

Marfat.com

ہم نے کی ہے توبہ اور دُھومیں مچاتی ہے بہار
ہائے کچھ چلتا نہیں کیا مفت جاتی ہے
آتش کہو، شرارہ کہو، کوئلا کہو مت اس ستارہ سوختہ کو دل
گر گل کو گل کہوں تو ترے رو کوں کیا کہوں
بولوں نگہ کو تیغ تو ابرو کوں کیا

اشتیاق

شاہ ولی اللہ اشتیاق۔ مردے بود ذی علم۔ از اولاد شیخ (۱)
الف ثانیست۔ نبیسۂ شاہ محمد گل، مولد او سرہنداست۔ در کوٹلہ فیرو
سکونت داشت۔ درویش متوکل، گاہے فکر ریختہ می کرد (وایں اشعار) از و
لڑکوں کے پتھروں کی لگے کیونکہ اس کو چوٹ
ہر ایک گرد باد ہے مجنوں کو ڈھول کو
چھوڑکر تجکو ہمیں اور سے جو لاگ لگی
نہیں مہندی یہ ترے تلووں سیتی آگ
بتاں جو ہجر کی باتیں ہمیں سناتے ہیں پھر ان کا دوس نہیں یہ خدا کی باتیں

اُمید

قزلباش خاں اُمید۔ مردے مغلے بود، شاعر غرّاے فارسی، نکتہ پرداز، بذلہ
کوچک دل، عزیز دلہا، یار باش، خوش اختلاط، ہمیشہ خنداں و شگفتہ رو (۲) ... از نتائج

(۱) نسخے میں مجد ہے۔

(۲) نسخہ میں الفاظ واضح نہیں ہیں۔

Marfat.com

خود را بخوشی و خرمی) بسر (می) برد۔ داخل ذیل امرا (و خوانین) برد۔ در ہر سیر و تماشا می رفت و صحبتہا (با یاران یک دل و صاحب طبع) می داشت۔ چنانچہ یک روز در عرس سید حسن رسول نما صاحب قدس سرہ العزیز بندہ نیز بتحریک یاران موافق رفتہ بود (م) ۔ واو ہم تشریف می داشت ۔ چوں مرا از دور دید، گفت کہ خوش باشد کہ من ہم دریں ایام دو شعر ریختہ موزوں کردہ ام بشنوید، از وست:۔

در و دیوار سے اب حسرت ہے　　　یار بن گھر میں عجب صحبت ہے
تیری آنکھوں کو دیکھ ڈرتا ہوں　　　الحفیظ الحفیظ کرتا ہوں

مرزا گرامی

مرزا گرامی ۔ پسر غنی بیگ کشمیری است کہ قبول تخلص می کرد۔ نقل احوال او در تذکرۂ خاں صاحب مرقوم است ۔ چوں دید کہ ہنگامۂ ریختہ گرم شد، خودش نیز شعر ریختہ گفت و بطورے کہ داشت و آں این است:۔

حاضری بن محل نہیں کھاتا
بیگمی ہے پنیر منعم کا

مخلص

رائے آنند رام مخلص تخلص مشہور ۔ از شاہ جہان آباد است ۔ (و) وکیل نواب وزیر اعتماد الدولہ مغفور و مرحوم ۔ شاعر مقررے فارسی ۔ در عنفوان جوانی مشق سخن بخدمت مرزا بیدل می کرد (و) دریں ایام اشعار خود را از نظر خاں صاحب سراج الدین علی خاں می گزرانید (و) از مدت آزار نفث الدم داشت ۔ قریب یک سال است کہ در گذشت ۔ احوالش در تذکرۂ خاں صاحب

Marfat.com

مذکور مفصل مسطور است :-

دھوم آونے کی کس کی گلزار میں پڑی ہے
ہاتھ از گچھے کا پیالہ نرگس لئے کھڑی ہے

آبرو

میاں نجم الدین عرف شاہ مبارک متخلص بآبرو۔ وطن گوالیار۔ نبیسہ حضرت محمد غوث گوالیاری است، نور اللہ مرقدہ(۱)۔ از ابتدائے جوانی در شاہ جہان آباد آمدہ۔ چنانچہ مشق سخن ہم اینجا کردہ۔ شاگرد خاں صاحب سراج الدین علی خاں است از چشم پوشی روزگار دجّال۔ شعار یک چشمش از کار رفتہ بود۔ شاعر نادرہ گوئے ریختہ۔ می گویند کہ طبعے شوخے داشت۔ غرض مستغنی(۲) وقت خود بود کہ عہد محمد شاہ(۳) پادشاہ باشد۔ خدایش مغفرت بہ کند (چند اشعار متفرق) از دست :-

آیا ہے صبح نیند سے اُٹھ رسمسا ہوا
جامہ گلے میں رات کا پھولوں بسا ہوا

جوانی کے زمانہ کی میاں کیا زیادتی کہیے
کہ اس ظالم کی جو ہم پر گھڑی گذری سو جگ بیتا

بوسہ لبوں کا دینے کہا، کہہ کے پھر گیا
پیالہ بھرا شراب کا افسوس گر گیا

قول آبرو کا تھا کہ نہ جاؤں گا اس گلی
ہو کر کے بے قرار دیکھو آج پھر گیا

مشتاق عذر خواہی نہیں آبرو تو کیا ہے
یہ روٹھ روٹھ چلنا، چل چل کے پھر ٹھٹھکنا

فرہاد کا دل کوہ کو مے کا بھرا پیالا ہوا
مستی سے جس کے شوق کی ہر سنگ متوالا ہوا

---

(۱) پیرس : قبرہ
(۲) پیرس : مستثنیٰ
(۳) پیرس : در عہد محمد شاہ بادشاہ باشد

Marfat.com

دل کے اوپر بہار میں احوال سخت دیکھ ۔۔۔ دے مارتی ہے باغ میں سر کو کلی اُٹھا
یہ سبزہ اور یہ آب رواں اور ابر یہ گھرا ۔۔۔ دوانا نئیں کہ میں گھر میں رہوں اب چھوڑ کے صحرا
گر یہ ہے مُسکرانا تو کس طرح جئیں گے ۔۔۔ تم کو تو یہ ہنسی ہے پر ہے مرن ہمارا
یارو ڈرو کمر سے مڑوڑو نہ بھر کے انگ
آجا کہیں لچک تو ابھی لاگ جائے لنگ
دُور خاموش بیٹھ رہتا ہوں ۔۔۔ اس طرح حال دل کا کہتا ہوں
سر سے لگا کے پاؤں تلک دل ہوا ہوں میں
یہاں لگ ہنر میں عشق کے کامل ہوا ہوں میں
دل کب آوارگی کو بھولا ہے ۔۔۔ چاک اگر ہو گیا بگولا ہے
آغوش میں بھواں کی کرتی ہیں قتل آنکھیں
کوئی پوچھتا نہیں ہے مسجد میں خوں ہوا ہے
کرتے تو ہو تغافل پر حال آبرو کا ۔۔۔ دیکھو تو تم بھی پیارے بے اختیار رو دو
نہیں یہ تارے بھرے ہیں شک کے نقط ۔۔۔ اس قدر نسخۂ فلک ہے غلط
اگر بجائے اس قدر، کس قدر می گفت، ایں شعر بآسماں می رسید۔
مجھ ناتواں کی حالت وہاں جا کے ہے اُڑ کر
میرا یہ رنگ رو ہے گویا لکھی کبوتر
عالم آب سیں آساں نہیں اے شیخ گزر
خوف سے غرق کے یہاں بحر ہے کشتی میں سوار
خوب تیری شکل آسکتی نہیں تصویر میں
مدتیں گزریں مصور کھینچتا ہے انتظار

Marfat.com

کریں جو بندگی ہو ویں گنہ گار بتوں کی کچھ نرالی ہے خدائی
آبرو کے قتل پر حاضر ہوا کس کر کمر خوں کرنے کوں چلے عاشق پہ تہمت باندھ کر
زندگی ہے سراب کی سی طرح بائو بندی حباب کی سی طرح
تجھ اوپر خون بے گناہوں کا چڑھ رہا ہے شراب کی سی طرح
کون چاہے گا گھر بسے تجھ کو مجھ سے خانہ خراب کی سی طرح
کیوں چھپا ظلمت میں گر تجھ لب سے شرمندہ نہ تھا جان کچھ پانی رہے ہے چشمۂ حیواں کے بیچ
مجلس زنداں میں مست لے جا دل بے شوق کو
شیشۂ خالی کو کیا عزت ہے میخواروں کے بیچ
کچھ ٹھہرتی نہیں کہ کیا ہوے گی اس دل بے قرار کی صورت
نہ تھا کچھ اور میرے شوق کا حسن و صفا باعث
یہی پیاری طرح موجب ہوئی کا فر ادا باعث
تم اور گل رخاں سے اب آنکھ جو لگائے
بادام کو پیارے پھولوں کے بیچ باسا
دل تو دیکھو آدم بے باک کا عشق سے پتلا بھرا ہے خاک کا
سجن اوروں کا تشنہ ہو کے سنتا اور سب کہتا
مگر ایک آبرو کی بات جب کہتے تو پی جاتا
انسان ہے تو کبر سے کہتا ہے کیوں انا
آدم کو تو سنا ہے کہ ہے خاک سے بنا
رہتے ہیں جیو میں مصرع دلچسپ کی طرح گھر بار ہو ہے سروقدوں کا برلے بیت
کیوں ملامت اس قدر کرتے ہو بے حاصل ہے یہ
لگ چکا اب چھوٹنا مشکل ہے اس کا دل ہے یہ

Marfat.com

(قطعہ)

زلف کی شان مکھ اوپر دیکھو — کہ گویا عرش میں لٹکتی ہے
کیا ہوا مر گیا اگر فرہاد — روح پتھر سے سر پٹکتی ہے
تمھاری لوگ کہتے ہیں کمر ہے — کہاں ہے، کس طرح کی ہے، کدھر ہے
یوں آبرو بناوے دل میں ہزار باتیں — جب روبرو ہو تیرے گفتار بھول جاوے
اب دین ہوا زمانہ سازی — آفاق تمام دہریا ہے

جیونا مثل حباب اس جگ میں دم کا پیچ ہے
یہ گرہ کھل جا تو دیکھو زندگانی ہیچ ہے

زندگانی تو ہر طرح کاٹی — مر کے پھر جیونا قیامت ہے

اٹھ چیت کیوں جنوں مستی خاطر بسنت کی
آئی بہار تجکو خبر ہے بسنت کی

جہاں تجھ خو کی گرمی تھی نہ تھی کچھ آگ کو تیزی
مقابل اس کے ہو جاتی تو آتش لڑ یار کھاتی

لٹک چلنا سجن کا بھولتا نہیں اب تلک مجکو
طرح وہ پانوں رکھنے کی مری آنکھوں میں پھرتی ہے

اس کی کنجی زبان شیریں ہے — دل کا قفل ہے بتاشے کا

حسن سے جو پہ خوبرویاں میں وفا کی خو نہیں
پھول ہیں سب پر ان پھولوں میں [illegible]

قیامت کیا تم ٹک ایک منس کے بولے
مجھے بات کی بات میں مار ڈالا

Marfat.com

مضمون

میاں شرف الدین، مضمون تخلص، مردے بود نوکر پیشہ۔ متوطن جاجمؤ کہ قصبہ است متصل اکبر آباد۔ حریف (و) ظریف، ہشاش (و) بشاش، ہنگامہ گرم کن مجلسہا، ہرچند کم گو بود لیکن بسیار خوش فکر و تلاش لفظ تازہ زیادہ۔ دیوانش ہمہ جہت دو صد بیت خواہد بود۔

از شروع جوانی بہ شاہ جہان آباد آمدہ در زینت المساجد سکونت داشت۔ آخر الامر ہمیں[1] جا فوت کرد۔ از احفاد حضرت شیخ فرید شکر گنج بود، نور اللہ مرقدہ، چنانچہ خود میگوید (فرد)

کریں کیوں نہ شکر لبوں کو مرید
کہ دادا ہمارا ہے بابا فرید

شاگرد خان صاحب سراج الدین علی خاں است۔ چو دندان او بسبب نزلہ ہمہ افتادہ بودند، خان صاحب مذبور[2] اورا شاعر بیدانہ می گفتند (فقیر[3] اورا در اواخر زمان او دریافتہ بودم) بسیار گرم اختلاط (بود) اگرچہ برودت پیری غلبہ داشت۔ اغلب کہ خدا عاقبتش بخیر مبدل کردہ باشد۔ (درین[4] ولا از دیوان او منتخب نمودہ، نوشتہ شدہ)۔ از وست:۔

۱۔ پیرس: ہمیں

۲۔ پیرس: مرقوم

۳۔ انجمن: فقیر زمان آخر اورا دریافتہ بودم۔

۴۔ یہ عبارت پیرس سے لی گئی ہے۔ انجمن کی عبارت مبہم ہے۔ مولوی عبدالحق نے حاشیہ میں لکھا ہے کہ کتابت کی غلطی سے اصل عبارت مسخ ہوگئی ہے۔ بہر حال نسخۂ پیرس کی عبارت واضح اور بامعنی ہے۔

Marfat.com

جو دو پیالہ سحر کو بھر کے اور دو شام کو لے گا
وہ تخت اپنے میں جوں خورشید چاروں جام کو لے گا

ہم نے کیا کیا نہ ترے غم میں اے محبوب کیا — صبر ایوبؑ کیا، گریۂ یعقوبؑ کیا

(ایہام)

ایک تو تھا ہی وہ مہرو خود پسند — ہو گیا دیکھ آرسی کے تین دو چند
ہنسی تیری پیارے پھُلجھڑی ہے — یہی غنچہ کے دل میں گُل جھڑی ہے

(ایہام)

میکدہ میں گر سراسر فعل نامعقول ہے — مدرسہ دیکھا تو واں بھی فاعل و مفعول ہے

(ایہام)

ناحق ستم کسی پر وہ شوخ کد کرے ہے
دیتا ہے ٹانگ اس کو جو فعل بد کرے ہے

(ایہام)

جھوٹے سینوں سے یوں ہوا معلوم — تیری آنکھوں کے (ٹک) دو پلکے ہیں
میرا پیغام وصل اے قاصد — کہیو سب سے اسے جدا کر کر

اتفاقاً من اشعار ایشاں را انتخاب می زدم، میاں محمد حسین کلیم کہ احوال او شاں نیز خواہد آمد ان شاء اللہ تعالیٰ، او شاں نیز نشستہ بودند۔ من ایں شعر را پیش مشارٌ الیہ خواندم و شعر ایں قسم (در دیوانش نوشتہ) بود:

میرے پیغام کو تو اے قاصد — کہیو سب سے اسے جدا کر کر

(گفتند کہ اگر بجائے 'پیغام' کو 'پیغام وصل' می گفت، ایں بیت رتبہ'[۱]

---

(۱) انجمن میں یہ عبارت ناقص ہے جس کی وجہ سے یہ گمان لیا گیا ہے کہ یہ شعر بھی میر کی اصلاح ہے لیکن اب اس مکمل عبارت سے صحیح بات سامنے آتی ہے۔ نادرہ نسخہ سے بھی واضح ہوتا ہے کہ یہ اصلاح محمد حسین کلیم کی ہے نسخہ کے الفاظ یہ ہیں: "میاں محمد حسین کلیم اصلاح نمودہ اند از نوشتہ تحقیق معلوم شدہ"۔

Marfat.com

اعلیٰ بہم می رسید[1]) چوں ایں حرف موافق سلیقۂ شعرا بود، لہذا ہمچناں نوشتہ آمد[2]۔

کرے ہے دار بھی کامل کو سرتاج ہوا منصور سے نکتہ یہ حل آج

کیا سمجھ بلبل نے باندھا ہے چمن میں آشیاں
ایک تو گل بے وفا اور تس پہ جورِ باغباں

اگر پاؤں تو مضموں کو رکھوں باندھ کروں کیا جو نہیں لگتا میرے ہاتھ

مہ رو نے بوجھ ہجر کا مشکل ہوا ہے جینا
یارو خدا کرے خیر بھاری ہے یہ مہینا

خط آ گیا ہے اس کے بیری ہوئی سفید ریش
کرتا ہے اب تلک بھی وہ ملنے میں شام و صبح

چلا کشتی میں آگے سے جو وہ محبوب جاتا ہے۔
کبھی آنکھیں بھر آتی ہیں کبھی جی ڈوب جاتا ہے

مرا یہ اشک قاصد کی طرح یک دم نہیں تھمتا
کسی بے تاب کا گویا لیے مکتوب جاتا ہے

مضمون تو شکر کر کہ ترا اسم سُن رقیب غصّہ سے بھوت ہو گیا لیکن جلا تو ہے

شاعر مسطور بجائے 'اسم' 'نام' موزوں کردہ بود۔ اسم اصلاح خاں صاحب است (وچہ[3]) اصلاح زیرا کہ اہل دعوت اسم می خوانند نہ نام، فافہم۔

یکرنگ

مصطفیٰ خاں، یک رنگ (تخلص) شاعر ریختہ، معاصر میاں آبرو۔

---

(۱) نسخے میں می رسند ہے۔ (۲) پیرس: شد

(۳) انجمن: وہ چہ (کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے)

Marfat.com

می گویند کہ بسیار چسپاں اختلاط و آشنائے درست بود۔ از احوال او خوب اطلاع ندارم۔ از وست:

(قطعہ)

لب شیریں سے بے زبانوں کو | بولنا تلخ کام ہے تیرا
ہاتھ اٹھا جور اور جفا سے تو | یہی گویا سلام ہے تیرا
ترک عاشق نیں ننگ و نام کیا | کام اپنا جو تھا تمام کیا
اس قدر کیا ہے حمایت غیر کی | ہم بھی تو تم سے کبھی تھے آشنا
جب سیتی گل رخوں سے یار ہوا | خلق کی میں نظر میں خوار ہوا
خلق یک رنگ کی ہوئی دشمن | جب سے تیرا وہ دوستدار ہوا

در مرثیہ امام حسین صلوٰۃ اللہ علیہ (۱) نیز گفتہ است:

(مرثیہ)

زخمی برنگ گل ہیں شہیدانِ کربلا | گلزار کے نمط ہے بیابان کربلا
کھانے چلا ہے زخم ستم ظالموں کے ہاتھ | دھو ہاتھ زندگی ستی مہمان کربلا
اندھیر ہے جہاں میں کہ اب شامیوں کے ہاتھ | ہے سر بریدہ شمع شبستان کربلا

(ریختہ)

سنتا نہیں ہے بات کسی کی تو اے سجن | تجکو ترا غرور نجانوں کرے گا کیا
خون دل کا مجھے شراب ہوا | جگر سوختہ کباب ہوا
اِتا ہے مست اپنے حسن کی مے سے سجن میرا
کہ کھاتا ہے بیاں کرنے سیتی لغزش سخن میرا
نہ کر گوہر سیتی ہرگز برابر | اگر معلوم ہے رتبہ سخن کا
مت بوجھ پیارے اپنا دشمن | کوئی دشمن بھی ہو سے اپنی جان کا

---

(۱) پیرس: حضرت ابا عبداللہ الحسین

Marfat.com

اگر آوے مرے گھر وہ پیارا　　کروں اس ماہ کو پتلی کا تارا
مرا دشمن ہوا یکرنگ وہ شوخ　　ہوگیا کیوں عشق میں ہنیں آشکارا

کم نہیں کچھ بوئے گل سیتی فغان عندلیب
برگ گل سے ہے گی نازک تر زبانِ عندلیب

زبانِ شکوہ سے ہے ہندی کا ہر بات　　کہ خوبوں نیں لگائے ہیں مجھے ہات
مسخّرِ حُسن کے شاہ و گدا ہیں　　رکھے ہیں خوبرو ظاہر کرامات
خیال چشم و ابرو کر کے تیرا　　کوئی مسجد گیا کوئی خرابات

یاد آتی ہے تازگی بہار　　دیکھ ہر خشک خار کی صورت
سچ کہے جو کوئی سو مارا جاوے　　راستی ہیگی دار کی صورت

باعتقاد فقیر بجائے (لفظ) سچ عرف حق اولیٰ است (برائے مناسبات درست می افتد)

پھر گیا ہائے ہم سے وہ مہرو　　سرد مہری سیتی ہوا کی طرح
ہوا نہ راحتِ جاں مہرباں حیف　　مری محنت گئی سب رائیگاں حیف
بنا بر مصلحت ہے یہ جو تم سے　　رہا ہے روٹھ دن دو چار یکرنگ
محبت کا عجب یکرنگ ہے رنگ　　کبھی عاشق کبھی معشوق ہیں ہم
برنگ شمع دائم تجھ لگن میں　　سجن روتے پھرے ہم انجمن میں
تا گلے تیرے لگوں اے یار میں　　روٹھتا ہوں اس سبب ہر بار میں

کیوں کھینچتے ہو تیغ سجن ہم میں دم نہیں
پنہاں نگہ تمہاری یہ گپتی سے کم نہیں
کہتے ہیں ہم پکار سنو کان دھر سجن　　گو غیر سے ملوگے تو دیکھوگے ہم نہیں
تجھ زلف کا یہ دل ہے گرفتار بال بال
یک رنگ کے سخن میں خلاف ایک مو نہیں

Marfat.com

دل مرا لے کے جو دبدھا میں پڑے ہو اس بھانت
کیا سجن اس کا کوئی جگ میں خریدار نہیں
پارسائی اور جوانی کیوں نکے ہو ایک جاگہ آگ پانی کیوں نکے ہو

(فرد، ایہام)

اس پری پیکر کو مت انسان بوجھ شک میں کیوں پڑتا ہے اے دل جان بوجھ

(ایہام)

برگِ حنا او پر لکھو احوال دل میرا شاید کبھی تو جا لگے اس دلربا کے ہاتھ
جو کوئی توڑتا ہے غنچۂ گل دل کو میرے شکستہ کرتا ہے
نہ کہو یہ کہ یار جاتا ہے میرا صبر و قرار جاتا ہے
گر خبر لینی ہے تو لے صیاد ہاتھ سے پھر شکار جاتا ہے
لگے ہے جا کے کانوں میں بتوں کے سخن یک رنگ کا گویا گہر ہے
کیا جانئے وصال تیرا ہو کسے نصیب ہم تو ترے فراق میں اے یار مر گئے
نہ تو ملنے کے قابل اب رہا ہے نہ مجھ کو وہ دماغ اور دل رہا ہے
اب تو تمہیں بنا ہے ہی ہم سے سجن پڑے
ہم سب طرف سے ہار تمہارے گلے پڑے
یک رنگ پاس کیا ہے سجن اور رکھ بساط
رکھتا ہے دو نین جو کہو تو نظر کرے
جس کے درِ دل میں کچھ تاثیر ہے گر جواں بھی ہو تو میرا پیر ہے
چشم پیارے کی دیکھ مژگاں میں گویا سبزے کے بیچ آہو ہے
اس کو مت بوجھو سجن اوروں کی طرح مصطفیٰ خاں آشنا یک رنگ ہے
اگر شعر من می بود مپش مصرع ایں قسم[1] موزوں کردم:

---

[1] پیرس: چنیں می کردم

Marfat.com

مت تلوّن اس میں سمجھے آپ سا
(اُلفت[1] نے سانوری کی رُسوا کیا ہے ہم کو جامے کو اپنے ہم نے گویا اگر میں باسا)

(اہلِ دل کے تیں ضرر ہے خرمی سیں دیکھ لے
کھلکھلا کر جو ہنسا غنچہ، پریشاں ہو گیا)

(مداح خوش قدوں کا یک رنگ ہے عزیزاں
اس سیں ہوا ہے اوس کا ہر جائے بول بالا)

(میرے دل سے اُٹھیں کیوں نہ بھبھوکے
خیال از بسکہ ہیں اوس شعلہ خو کے)

(رقیب اس طور جلتے ہیں مجھے دیکھ گویا رشتے تیں ہیں اوس شمع رو کے)

(جن صاحبوں کو کام نہ تھا عشق سے کبھی
یک رنگ اس جہاں میں وہ آرام کر گئے)

(نہ ہو سرکش جو مقصد پر نظر ہے (۲)..... سرکشی میں بے ثمر ہے)

(رکھے ہے .... (۳) سفر یار و گرہ میں جس کے زر ہے)

(جدائی میں تیری اے صندلی رنگ (۴).... میں زندگانی دردِ سر ہے)

ناجی

محمد شاکر ناجی (تخلص)، جوانے بود (ہ) آبلہ رو، سپاہی پیشہ، مزاجش بیشتر مسائل بہ ہزل بود۔ معاصر[5] میاں آبرو (بودہ) بندہ با او یک[6] ملاقات کردہ ام۔

---

(۱) آخری نو شعر نسخۂ پیرس کے حاشیے پر درج ہیں۔

(۲، ۳، ۴) نسخے میں الفاظ واضح نہیں ہیں۔

(۵) ہمعصر با میاں آبرو۔ (۶) شیروانی : یک دو ملاقات کردہ بودم

Marfat.com

(شعر ہزل خود را خود می خواند)[1] و مردماں را بخندہ می آرد و خود نمی خندید گر گاہے تبسمے می کرد۔ وطنش شاہ جہان آباد جوان از جہاں رفت (خدا اش رحمت کند) اشعار جستہ جستہ او انتخاب[2] کردہ نوشتہ می شود۔ (من کلامہ) :-

رواکب ہے مجھ اوپر تیغ کو ہردم علم کرنا
میری تقصیر کچھ کی ہے ثابت یا ستم کرنا

بلند آواز سے گھڑیال کہتا ہے کہ اے غافل
کٹی یہ بھی گھڑی تجھ عمر سے اور تو نہیں چیتا

نمکیں حسن دیکھ کر پی کا
رنگ گل کا لگا مجھے پھیکا

دیکھ ہم صحبت کی دولت سے نہ رکھ چشم کرم
لب صدف کے تر نہیں ہر چند ہے گوہر آب

برمتامل پوشیدہ نیست کہ مثل مصرع این چنیں می بایست (اصلاح مؤلف) مصرع :

مت رکھے چشم کرم دولت سے اپنے خورد کی

گر سلیماں کا تخت دیں، مت لے
کہ سب آخر کو جائے گا برباد

تیری نگاہ کی کثرت سے اے کماں ابرو
ہمارے سینہ میں تو دوا ہوا ہے تیر دل کا

پیالہ پوسے ہے سو نو ردل سے
کھولے سب لب ہزار زور دل سے

کر لے کرم اے مہرباں تجھ ہم کہاں اور تم کہاں
نہیں دیکھ سکتا آسماں پھر ہم کہاں اور تم کہاں

---

(۱) انجمن : شعر ہزل خود را می داند

(۲) پیرس : منتخب۔

Marfat.com

تکلیف کھینچے حد سے زیادہ رکھے جو فیض
گو نام کو ہما ہے پہ کھاوے کیا اپنے ہا[illegible]

ملنے کو نو خطاں کے واعظ بُرا کہے ہے   مجہول ہیں یہ باتیں ہم خوب جانتے ہیں

عید ہوتی تھی جو کوئی افطار کرتا جس کے گھر
اب بتا دیں سلے کا روزہ دیکھ کر مہمان کو

آج تو ناجی سجن سے کر تو اپنا عرضِ حال   مرنے جینے کا نہ کر وسواس ہونی ہے سو ہو

غم نہیں گر دلبری سے دل کو لے جاتا ہے وہ
پاس میرے تب تو آتا ہے جو دل پاتا ہے وہ

کیا فردا کا وعدہ سرو قد نے   قیامت کا جو دن سنتے تھے کل ہے

ہوا جب آئینہ میں جلوہ گر تب میں لیا بوسہ
جو آیا اپنے قابو میں تو پھر منہ دیکھتا کیا ہے

موجی ہے اپنے دل کا مجھی نہ دے کہے سے
اور اب مخالفوں میں وہ بات ہی ڈبوئی

نہ جانا یہ کہ اس پر کئی مرے ہیں   عبث کرنے گیا میں گور پر گو[illegible]

نرگس کے تئیں میں ہرگز لاتا نہیں نظر میں
دیکھیں ہیں میں نے آخر پیارے تمہاری آنکھیں

دیکھ دلبر تیری کمر کی طرف   پھر گیا مانی اپنے گھر کی طرف

حشر میں پاکباز ہیں ناجی   بدعمل جائیں گے سقر کی طرف

مجکو باتوں میں لگا معلوم نہیں کیا کہہ گیا   لے چلا جب دل کے تئیں منہ دیکھتا میں رہ گیا

ڈوب گئے کئی ملک جب کھولی لبِ دریا پہ زلف
حیف ناجی کو نہ پوچھا کس لہر میں بہہ گیا

Marfat.com

دنیا کے در بدر مقدور رجب تک ہو نہ جا
سخت حاجت ہو تو جا' لاچارگی ہے جا عزیز

ا ہیئے اشراف کو مفلس ہو مجلس میں نہ جا
گو کہ وہ بلا نہ ہو پر بوجھتے ہیں سب حقیر

اں دل بند ہو ناجی کا دراں، آوے خلل کرنے
رقیب لاولد ناصح گویا لڑکوں کا باوا ہے

ر رکھیں ہیں جب سیں وو پیارے نیں تلیں (۱)
پڑا ہے نوخطاں کا دل خلل میں

ور آنکھوں کے دیکھی آج اوری   زمانہ کچھ کا کچھ پھر جائے پل میں
ط لا کفر ہے اسلام دیں پر   مسلمانی رکھی ہے حق کے کلیں
فس ہے شہر دیوانوں کے حق میں   (بن آئی اسیر) (۲) مجنوں کے جنگل میں
دل رسوا کرے ہے آدمی کو   بڑا دشمن ہے اسے ناجی بغل میں)

پیام

(شرف الدین) (۳) علی خاں پیام۔ شاعر قرار داد شاعران فارسی عہد خود بود۔
صاحب دیوان ریختہ نیز (مست)۔ از خاک پاک اکبر آباد است۔ بندہ
ملاقات کردم (۴) چنانچہ با میاں نجم الدین علی سلام (تخلص) از خاندان صدق اوست

---

(۱) نسخۂ پیرس کے حاشیے پر یہ غزل درج ہے۔

(۲) نسخے میں الفاظ واضح نہیں ہیں۔ متن کی تکمیل دیوان شاکر ناجی (مرتبہ ڈاکٹر فضل الحق) سے کی گئی ہے

(۳) انجمن: اشرف الدین۔

(۴) پیرس: کردہ ام۔

Marfat.com

حقیر را اخلاص دلیست۔ ہمیشہ اتفاق باہم نشستن و فکر شعر کردن و گپ زدن[1] اکثر می افتد۔ احوال او ہم نوشتہ خواہد شد، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ از دست (پیام):

بات منصور کی فضولی ہے ورنہ عاشق کو آہ سولی ہے

(قطعہ)

دلّی کے کج کلاہ لڑکوں نے کام عشّاق کا تمام کیا
کوئی عاشق نظر نہیں آتا ٹوپی والوں نین قتل عام کیا

احسنُ اللہ

میاں احسن اللہ۔ مردے بود معاصر[2] میاں آبرو۔ طبعش بسیار مائل بایہام بود۔ ازیں جہت شعر او بے رتبہ ماند۔ دیگر احوالش معلوم من نیست۔ از دست[3]

یہی مضمون خط ہے احسن اللہ
کہ حسن خوبرویاں عارضی ہے

سعادت

میاں سعادت علی، از سادات امروہہ بود۔ مردے سلیم الطبع، کم سخن، متواضع، سعادت تخلص می کرد۔ فی الجملہ چاشنی درویشی داشت۔ شعر او خالی از لطف نیست۔ با بندہ ربط بسیار داشت۔ (چند ابیات) از دست (سعادت):-

کسی سے پوچھوں دل مرا چوری گیا زلفوں میں رات
ایک جو شانہ ہے سو وہ تیل میں ڈالے ہے ہات

---

(۱) پیرس: و اختلاط داشتن (۲) پیرس: ہم عصر

(۳) پیرس: من کلامہ

Marfat.com

ہوش کھو دیتی ہیں میرا اس کی آنکھیں مے پرست
بسکہ ہوں کم ظرف دو پیالوں میں ہو جاتا ہوں مست

کیا صید آہوئے دل آسواری سے میاں تم نے
کمر کی ڈاب نہیں کھولی گویا چیتے کی ڈوری تھی

واللہ جو سر لوح تیرا نام نہ ہوتا — ہرگز کسی آغاز کا انجام نہ ہوتا
یار سے جو رقیب لڑتے ہیں — یہ ہمارے نصیب لڑتے ہیں
اہلِ زر کے سیم تن ہوتے ہیں رام — صید ہو ہیں جب نگہ دیکھیں ہیں دام
پپیہے کی طرح دارو کے شیشے — زبانِ حال سے کہتے ہیں پی پی

بے نوا

بے نوا تخلص۔ احوال او بہ تحقیق نمی پیوندد۔ در وقت محمد شاہ بادشاہ سنکرن نامی جوہری جوتی فروشے را کشتہ بود۔ باعث[1] او بلوا شد، چنانکہ جوتی فروشاں در جامع مسجد مانع خطبہ گشتند۔ ظفر خاں روشن الدولہ[2] طرہ باز شہرت دارد۔ جوہری مذکور را پناہ داد۔ آخر ہنگامہ برپا شد و جنگ عظیم درمیان امرایان عظام افتاد۔ بسیار از طرفین بقتل[3] رسیدند (و) ظفر خاں روشن الدولہ تاب[4] نیاوردہ گریخت۔ ازیں سانحہ ایں قسم خفت کشید کہ از آں باز ازنا [illegible][5] [illegible] آں قصہ را شاعر مسطور در مخمس بست[6] کہ [illegible]

---

(۱) پیرس: بجہت دزدی خران جوتی فروشاں جمیع جوتی فروشاں شہر [illegible]
خواست کہ بر منبر رود خطبہ ادا نماید، مانع گشتند۔

(۲) پیرس: نواب طرہ باز خاں روشن الدولہ جوہری مذکور (را) زیر ظل عاطفت خود پناہ داد

(۳) پیرس: کشتہ شدند — (۴) پیرس: تاب نیاوردہ گریخت

(۵) پیرس: [illegible] — (۶) پیرس: بستہ است

Marfat.com

(مخمس)

یہ کیا ستم ہے اے فلک ہرزہ نابکار مریخ بھر کے تیز کیا ہے خنجر کی دھار
جوتی فروش مرد مسلمان دیندار مردود جوہری نے لیا ہے ستم سے مار
سنگِ جفا سے چور کیا لعل آبدار

(جوتی فروش بیچ پڑی آ کے کھلبلی کیتوں کی کشتی ڈھیلی ہوئی اور عقل ٹلی
بے حد شمار مرحلہ سے جوتیاں چلی کیا نئی و کیا پرانی پشوری و گھیتلی
لاہوری، سیف خانی، چرن منڈی، پٹی دا)

کتنوں کو مارجی سے قضا نے گرا دیا کتنوں کو جی بچا کے بہت ہڑ بڑا دیا
کاغذ پہ سب نوا نے یہ سن کر چڑھا دیا لگتے ہی مار جوتیوں طرہ گرا دیا
تا حشر ہر زباں پہ رہے گا یہ یادگار

عطا

عطا نام او باشئے گزشتہ است (۱) در عہد عالمگیر بادشاہ۔ (دو بیت) از وست :۔

اے در نبرد حسن تو کشتہ بچار چشم زیر مژہ نہفتہ چو آہو بچار چشم
(در کوئے عشق خواجہ عطا بھیڑ بھاڑ ہے تو بھی گھسر پھسر کر و در بر گھسار چشم)

جعفر زٹلی

میر (محمد) جعفر، بہ جعفر زٹلی مشہور است۔ نادرۂ زماں واعجوبۂ دوراں خود بود (۵)۔ زبان گزندہ داشت۔ وضیع وشریف ہمہ ازو ملاحظہ می کردند

---

(۱) پیرس: در جہان آباد دہلی در عہد بادشاہ عالمگیر بودہ۔

Marfat.com

چیزے می دادند۔ چوں[1] بخانۂ کسے می آمد دو کاغذ ہمراہ گرفتہ می آمد، بر یک پارچہ (کاغذ) ہجو صاحب خانہ و (پارچۂ) دیگر مدح او را۔ اگر[2] مدارا ازو می دید، مدح می خواند و گرنہ[3] پرچۂ کاغذ ہجو را بال شہرت می داد۔ (چنانچہ) ہجو (شاہزادہ) محمد اعظم شاہ پسر عالمگیر پادشاہ کہ در رقعات عالمگیری بہ عالی جاہ امتیاز دارد، کردہ:-

(ھجو اعظم شاہ)

چہارم پسر ڈومنی کا جنا برج میں رہے جوں ......

القصہ شعر ہزل بسیار دارد۔ چوں پیش اعظم شاہ باریاب شد، ایں شعر در مدح او بداہتاً[4] گفت:

(مدح)

نگین سلیماں کہ تابندہ بود
ہمیں اسم اعظم بر آں کندہ بود

صلہ[5] لائق بہ جائزہ ایں مطلع یافت۔ (چوں اشعار ہائے میر مذکور، در ہر شہر و ہر مکان مشہور اند، برائے ایں نوشتہ نہ شد)

نقل ست کہ روزے بخانۂ مرزا (عبدالقادر) بیدل آمد و بر روئے مرزا (معزیٰ الیہ) ایں مصرع خواند:

چہ عرفی چہ فیضی بہ پیش تو پیش

مرزا ازیں معنی بسیار (خفہ شد بلکہ) تر آمد (شد) و زود رخصت کرد (شد)۔

---

(۱) پیرس: چوں بخانہ کسے می رفت دو کاغذ ہمراہ خود می برد۔

(۲) پیرس: اگر صاحب خانہ بہ مدارات و سلوک پیش .... مدح او را می خواند۔

(۳) پیرس: و اگر کم بختی صاحب خانہ آمد و ہیچ مدارات و مراعات .... پارچہ کاغذ ہجو را بر آوردہ پیش او خواندہ بر خواستن
در تمام شہر اشتہار می دادند و او را بہ رسوائی خاص و عام می کردن

(۴) پیرس و شیروانی: بدیہتہ (۵) پیرس: شاہزادہ صلہ لائق باو بخشید

Marfat.com

سودا

مرزا (محمد) رفیع (سلمہ اللہ) المتخلص بہ سودا اکر جوانیست، خوش خلق (و) خوش خوے، گرم جوش، یارباش، شگفتہ روے۔ مولد او شاہ جہان آباد است، نوکر پیشہ، غزل و قصیدہ و مثنوی و قطعہ و مخمس و رباعی ہمہ را خوب می گوید۔ سرآمد شعرائے ہندی اوست۔ بسیار (خوش فکر و) خوشگو است۔ بالاگردان ہر شعرش طرف لطف رستہ رستہ، در چمن بندی الفاظش گل معنی دستہ دستہ، ہر مصرع برجستہ اش را سرو آزاد بندہ، پیش فکر عالیش طبع عالی شرمندہ۔[۱] شاعر ریختہ، چنانچہ ملک الشعرائی ریختہ او را شاید۔[۲] قصیدہ در ہجو (اسپ)[۳] گفتہ (مسمّی) بہ "تضحیک روزگار"۔ دور از حد مقدور در او صنعتہا بکار بردہ مطلعش اینست:۔

(بیت)

ہے چرخ جب سے ابلق ایام پر سوار   رکھتا نہیں ہے دست عناں کا بیک قرار

اکثر اتفاقات[۴] طرح غزل باہم می افتد۔ غرض از مغتنمات روزگار است۔ حق تعالےٰ[۵] اسلامتش دارد۔ از دست:۔

بیکس کوئی مرے تو جلے اس پہ دل مرا   گویا ہے یہ چراغ غریبوں کی گور کا

ٹوٹے تری نگہ سے اگر دل حباب کا   پانی بھی پھر پئیں تو مزا ہے شراب کا

---

(۱) بیرس: در حضور طبع عالیش فکر عالی شرمندہ

(۲) بیرس: چنانچہ باید ملک الشعرائیست کہ وصفش در تحریر باید

شورش: چنانچہ می باید ملک الشعرائی او را شاید

(۳) انجمن: اسپ

(۴) بیرس: و اکثر اوقات طرح غزل فارسی می کند

(۵) بیرس: حق تعالےٰ دیرگاہ بسلامت دارد۔

Marfat.com

موجِ نسیم گرد سے آلودہ ہے نپٹ — دل خاک ہو گیا ہے کسی بے قرار کا

آہ کس طرح تیری راہ میں گھیروں کہ کوئی — جادہ رہ ہو نہ سکے عمر چلی جاتی کا

زباں ہے عمر ہیں قاصر شکستہ بالی کے — کہ جن نے دل سے مٹایا خلش رہائی کا

سودا قمارِ عشق میں شیریں سے کوہکن — بازی اگرچہ پا نہ سکا سر تو کھو سکا

کس مونھ سے پھر تو آپ کو کہتا ہے عشق باز

اے روسیاہ تجھ سے تو یہ بھی نہ ہو سکا

نہ کھینچ اے شانے ان زلفوں کو یہاں سودا کا دل اٹکا

اسیر ناتواں ہے یہ نہ دے زنجیر کو جھٹکا

پرے رہ برق خارِ آشیاں میرے سے کہتا ہوں

اُڑے گا دھجیاں ہو کر ترا دامن جو یہاں اٹکا

سودا ہوے جب عاشق کیا پاس آبرو کا

سُنتا ہے اے دیوانے جب دل دیا تو پھر کیا

موجِ آتش ہے سیلِ آنکھوں کا — دل کا شاید کہ آبلہ پھوٹا

نہ جیا تیری چشم کا مارا — نہ تری زلف کا بندھا چھوٹا

پھرے ہے شیخ یہ کہتا کہ میں دنیا سے منھ موڑا

الٰہی ان نے اب داڑھی سوا کس چیز کو چھوڑا

جو گزری ہم پہ مت اس سے کہو ہوا سو ہوا — بلا کشانِ محبت پہ جو ہوا سو ہوا

مبادا ہو کوئی ظالم ترا گریباں گیر — مرے لہو کو تو دامن سے دھو ہوا سو ہوا

ترا جیو مجھ سے نہیں ملتا مرا دل رہ نہیں سکتا — غرض ایسی مصیبت ہے کہ میں کچھ کہہ نہیں سکتا

ترے آگو سحر آنکھوں سے آنسو کیوں کہ چلتے ہیں

جو تو دریا پہ گزرے ہے تو پانی بہہ نہیں سکتا

Marfat.com

(قطعہ)

تجھ بن عجب معاش ہے سودا کا ان دنوں
تو بھی ٹک اس کو جا کے ستم گار دیکھنا
نے حرف و نے حکایت و نے شعر و نے سخن
نے سیر و باغ و نے گل و گلزار دیکھنا

(خاموش اپنے کلبۂ احزاں میں روز و شب   تنہا پڑے ہوئے گرد دیوار و در دیکھنا)
یا جا کے اس گلی کو جہاں تھا ترا گزر   لے صبح تا بشام کئی بار دیکھنا
تسکین دل نہ اس میں بھی پائے تو پھر شغل   پڑھنا یہ شعر گر کبھی اشعار دیکھنا
کہتے تھے ہم نہ دیکھ سکیں تجکو غیر پاس   پر جو خدا دکھائے سو ناچار دیکھنا

کسی دیندار و کافر کو خیال اتنا نہیں آتا   سحر کیا ہو چکی سودا کے جیو پر شام کیا ہوگا
سودا سے یہ کہا میں دل میں اس طرح سے کھونا   کہنے لگا کہ ناداں کیا پوچھتا ہے ہونا

گل میرے مشہد پہ کب بھیجے ہے وہ ابرو کماں
طرح غنچہ کے کھلے جب تک نہ پیکاں تیر کا
سودا سے میں یہ پوچھا دل میں بھی دوں کسی کو
وہ کر کے بیاں اپنی روداد بہت رویا

کیوں اسیری پر مری صیاد کو تھا اضطراب   کیا قفس آباد ہو گئے کون سے گلشن خراب
ہندو ہیں بت پرست مسلماں خدا پرست   میں پوجتا ہوں اس کو جو ہو آشنا پرست
کل رخصت بہار تھی شبنم صفت میں زور   رویا ہر ایک گل کے گلے لگ چمن کے بیچ
یا تبسم یا نگہ یا وعدہ یا گاہے پیام   کچھ بھی اے خانہ خراب اس دل کو بہلانے کی طرح
منعم نہ مر بنائے عمارت کی فکر میں   یہ سب حویلیاں تھیں جہاں تک ہے اب اُجاڑ
کتنا شگفتہ رو ہے کہ مانند آرسی   چھاتی کے جس کے روبرو کھل جائیں میں کواڑ

Marfat.com

گزری جس غم سے مجھے زندگیِ دو روزہ　　رکھے اس غم کو خدا شہر محرم سے دور

(قطعہ)

عقل نیں ایک دن آکر یہ کہا سودا سے　　خواہ نزدیک ہمارے رہو خواہ ہم سے دور
لیکن اتنا ہے کہ وہ کام نہ کریو پیارے　　جس کا ثمرہ رکھے تم کو دلِ عالم سے دور

انکار قتل سے تو کرے ہے سجن ہنوز　　میلا نہیں ہوا ہے ہمارا کفن ہنوز
کس کے ہیں زیرِ زمیں دیدۂ نمناک ہنوز　　جا بجا سوتے ہیں پانی کے تہِ خاک ہنوز
(سودا کا تو نے حال نہ دیکھا کہ کیا ہوا　　آئینہ لے کے آپ کو دیکھے ہے تو ہنوز)

اے لالہ گو فلک نے دیے تجکو چار داغ　　چھاتی مری سراہ کہ اک دل ہزار داغ

کون کہتا ہے مت اوروں سے ملا کر مجھ سے مل
جس کے ملنے پر خوشی تیری ہو مل پر مجھ سے مل

رنگِ گل بے طرح دہکے ہے سُن اے ابرِ بہار
آشیاں میرا چھڑک لگتی ہے اب گلشن کو آگ

قاتل کے دل سے آہ نہ نکلی ہوس تمام　　ذرہ بھی ہم تڑپنے نہ پائے کہ بس تمام

تسلی اس دیوانے کی نہ ہو بھولی کے پتھروں سے
اگر سودا کو چھیڑا ہے تو لڑکو مول لو چھڑیاں

ظاہر میں دیکھنے کا کچھ اسباب ہی نہیں　　آوے نظر تو خواب میں سو خواب ہی نہیں
مجکو نہیں ہے دل میں ترے راہ کیا کروں　　بے اثر ہے عشق وا آہ کیا کروں
کس کی ہیں یہ چمن میں صبا بدشرابیاں　　ٹوٹی پڑی ہیں غنچوں کی سب ہی گلابیاں
نہ پوج سنگ و گل اے شیخ اس صدا کو مان　　مت صنم کی پرستش کر آ خدا کو مان

نہ غنچے گل کے کھلتے ہیں نہ نرگس کی کھلی کلیاں
چمن میں لے کے تم بازو کھلی ہیں انکھڑیاں بلبل

Marfat.com

عاشق کی بھی کٹتی ہیں کیا خوب طرح راتیں — دو چار گھڑی رونا دو چار گھڑی باتیں

بلبل خاموش ہوں جوں نقش دیوار چمن — نے قفس کے کام کا ہرگز نہ درکار چمن

نوک سے کانٹوں کی ٹپکے ہے لہو اے باغباں — کس دل آزردہ کے دامن کش ہیں یہ خار چمن

جیتے تک تو دے کے لوں جو تو ہو کارگر کہیں — اے آہ کیا کروں نہیں بکتا اثر کہیں

ہوتی نہیں ہے صبح نہ آتی ہے مجکو نیند — جس کو پکارتا ہوں سو کہتا ہے مر کہیں

جادو بھری ہیں چشم آئینہ کو تو دیکھ — دھڑکے ہے دل مرا کہ نہ پلٹے نظر کہیں

غیر کے پاس یہ اپنا ہی نہیں — جلوہ گر یار مرا ورنہ کہاں ہے کہ نہیں

جرم ہے اسکی وفا کا کہ جفا کی تقصیر — کوئی تو بولو میاں منہ میں زباں ہے کہ نہیں

دل کے ٹکڑوں کو بغل بیچ لئے پھرتا ہوں — کچھ علاج اس کا بھی اے شیشہ گراں ہے کہ نہیں

اس درد دل سے موت ہو یا دل کو تاب ہو
قسمت میں جو لکھا ہے الٰہی شتاب ہو

اس کشمکش سے دام کی کیا کام تھا مجھے — اے الفت چمن ترا خانہ خراب ہو

بہار باغ ہو مینا ہو جام صہبا ہو — ہوا ہو ابر ہو ساقی ہو اور دنیا ہو

روا ہے کچھ تو بھلا اے سپہر نا انصاف — ریا سے زہد چھپے راز عشق رسوا ہو

جو مہرباں ہیں سودا کو مغتنم جانیں — سپاہی زادوں سے ملتا ہے دیکھئے کیا ہو

الٰہی ہے سکت نعم البدل کی تجکو دینے کی — مجھے اسکا عوض تو کچھ نہ دے پر پھیر دے دل کو

بوؤں میں تخم گل کو جہاں وہاں زقوم ہو — پالوں جو عندلیب قفس میں تو بوم ہو

اپنے چمن کو فائدہ کیا تجھ سے اے نسیم — یہ جا ہے وہ کہ یہاں دم عیسے سموم ہو

کعبہ کی زیارت کو اے شیخ میں پہنچوں گا — مستی سے مجھے بھولی جس دن رہ میخانہ

مت ہنس مرے رونے پر آسمان میں کہتا ہوں
ٹپکے ہے ابھی کوئی قطرہ اثر آلودہ

Marfat.com

نسیم بھی ہے چمن میں اور اب صبا بھی ہے
ہماری خاک سے پوچھو تو کچھ رہا بھی ہے

قدم سنبھال کے رکھ خار دشت پر مجنوں
کہ اس نواح میں سودا برہنہ پا بھی ہے

سودا جہاں میں آکے کوئی کچھ نہ لے گیا — جاتا ہوں ایک میں دل پر آرزو لئے

غیرت عشق آن کر سودا تو پروانوں سے سیکھ
شمع سے اپنا ہی ملنا دیکھ جل جاتے ہیں وہ

کس قدر اب کے ہوا مست ہے ویرانہ کی
کسی لڑکے کو نہیں سدھ کسی دیوانہ کی

سودا کو جرم عشق پہ کرتے ہیں آج قتل — پہچانتا ہے تو یہ گنہگار کون ہے
بدلا ترے ستم کا کوئی تجھ سے کیا کرے — اپنا ہی تو فریفتہ ہووے خدا کرے
اس حال کے نبھنے کا کچھ اسلوب نہیں ہے — یہ کج روشی ہم سے فلک خوب نہیں ہے
کہتا تھا بنا گوش تری زلف کے آگے — میں صبح قیامت ہوں مری شام یہی ہے

قاصد کے تئیں میں اپنے جو کچھ کہ دوں بجا ہے
جیتا پھرے تو اجرت ورنہ یہ خوں بہا ہے

جس دن تیری گلی کی طرف تک پون بھی
میں آپ کو جلا کے کروں خاک تو سہی

پہنچی نہ آہ تجھکو مرے حال کی خبر — قاصد گیا تو ان نے بھی اپنی ہی کچھ کہی

عشرت سے دو جہاں کی یہ دل ہاتھ دھو سکے
تیرے قدم کو چھوڑ سکے یہ نہ ہو سکے

جس سرزمیں پہ جا کے روؤں تیری یاد میں — دہقاں کچھ اس زمیں میں بجز دل نہ بو سکے

Marfat.com

نہ ضرر کفر کو نہ دین کا نقصان مجھ سے
باعثِ دشمنی اے گبر و مسلماں مجھ سے

اس کی خو سے نہیں محرم انھیں رونے سیتی کام
کیا کیا چاہتے ہیں دیدۂ گریاں مجھ سے

آ گیا رات میں جوں دُزدِ حنا تیرے ہاتھ
ورنہ جا پاؤں کو لاگا ہی تھا چوری چوری

تجھ تیغ تلے کہہ تو دستم سے کہ سر دھر دے
پیارے یہ نہیں ہے ہو ہر کا رے دھر دے

دل کے تئیں ایک عالم کہتا ہے خدا کا گھر
اے عشق اسے آتش دے ہے تو سمجھ کر دے

کھلنے تو لگا ہے دل جوں غنچہ ہمارا ابھی
لیکن نہ صبا تجھ سے گا ہے بدم سر دے

سینہ کو رستموں کی نگہ تیری توڑ دے
آنکھوں کی ہر پلک صفِ محشر کو موڑ دے

مرجاں کا نخل ہوں نہ پھلوں برگ و بار سے
ٹپکے ہمیشہ خوں مری شاخسار سے

خنجر طلب ہے مرگ سے ہر آہوئے حرم
دل پھر گیا ہے کس کی مژہ کا شکار سے

زاہد چلا ہے کعبہ کو اور برہمن کنشت
بندہ ہیں اس کے ہم جو کسی دل میں گھر کرے

جگ میں شرابِ غور کی تشہیر کے لئے
سودا جو محتسب ہو تو زاہد کو خر کرے

دولاب کی ہے حق بطرفِ مستی سے فریاد
پیمانہ کسی کے گلے کا ہار نہ ہووے

ہر دست خدائی میں تو یہ سب کہے منادی
ظالم ہو جو کوئی سو طرحدار نہ ہووے

کر ذبح شتابی مجھے صیاد کہ یہ صید
ہاتھوں ہی میں تیرے کہیں مردار نہ ہووے

میں کہتا ہوں دل اپنے سے کہ ننگ و نام سے گزرے
نہ ہوں گر اس میں یہ باتیں تو کیا آرام سے گزرے

مومن نہیں زنار سے میرے آگاہ
اس رشتہ کو ہے سبحۂ اسلام میں راہ

اس بت کا برہمن ہوں کہ صوفی یا شیخ
کہتے ہیں جسے دیکھ کے اللہ اللہ

در منقبت(۱) جناب پاک مرتضوی صلوات اللہ علیہ گفتہ:-

---

(۱) ہیرتھا: در منقبت ..... آب نفس رسول زوج بتول مظہر العجائب و مظہر الغرائب اسد اللہ الغالب علی ابن طالب صلوٰۃ اللہ و سلامہ گفتہ۔

Marfat.com

رُباعی

ایوان عدالت میں تمہارے پاشاہ — کچھ ظلم کو ہے دخل عیاذاً باللہ
شیشہ کا جو وہاں طاق سے پڑتے ہی پانوں — پتھر سے نکلتی ہے صدا بسم اللہ

کلیم

محمد حسین کلیم تخلص ۔ از شاہ جہان آباد است ۔ مردے سپاہی پیشہ، شاعر مقررے ریختہ بوضع خود ۔ صاحب دیوان قصائد و مخمس ور باعی ۔ طرزش بطرز کسے آنا نیست ۔ اکثر بزبان میرزا بیدل حرف می زند ۔ در فہم شعر تہ دار او ناز عاجز ۔ سخنان پشت دست بر زمین می گزارد ۔ (و) طبع رواں او مانند سیل روانست و فکر رسائش[1] آں سوے آسماں، بازوے فکرتش زور ریں کش کمان معنی را، شعر پیچدار، پر تاثیر اوتیر کاکل ربا ۔

اگرچہ کلیم[2] در فارسی گذشتہ است، اما کلیم ریختہ پیش فقیر انیست ۔

قطع نظر[3] از آنکہ بندہ را بخدمت او قرابت قریبہ است، یک اخلاص تہ دلی دارم واکثر (سے)، بحال ایں[4] ہیچمدان شفقت (و مہربانی) می فرماید، حق تعالیٰ سلامت (و شادکام) دارد، (بحق محمد و آلہ) ۔ از دست[5] :-

آتی ہے دل پہ قلقل مینا سے اب شکست — وے دن گئے کلیم کہ[6] شیشہ سنگ تھا

---

(۱) پیرس : و فکر رسائش باج از شعراے متقدمین ہندی می گیرد

(۲) پیرس : اگرچہ در فارسی طالب کلیم گذشتہ اما در ہندی کلیم وقت خود است

(۳) پیرس : بندہ را با او قرابت قریبہ است بلکہ خلاص تہ دلی است

(۴) پیرس : من

(۵) پیرس : من کلامہ

(۶) پیرس : جو

Marfat.com

درازیِ شبِ ہجرانِ زلفِ یار کلیم
نہ مجھ سے پوچھ کہ کاٹی ہے رات آنکھوں میں (۱)

ہوچکی حشر گئی دوزخ و جنت میں خلق
رہ گیا میں ترے کوچے میں گرفتار ہنوز (۲)

ہر تارِ پیچ زلف کے عالم کی جان ہے
گویا یہ اژدہا تھا کہ سب کو نگل گیا

قربان اس اکڑ کے عجب یہ مروڑ ہے
آشفتہ ہوگئیں پہ نہ زلفوں سے بل گیا

میں بانکپن سے تیرے نہیں ڈرنے کا رقیب
گر دل میں ہے تو مجکو بھی للکار دیکھنا

کیا رقیب پر وہ درکے آج میں ماری ہے میخ
حلقۂ در کے نمط گھر سے اسے بیروں کیا

نہ کچھ بُرا ہوا پرویز کا نہ شیریں کا
ترے ہی سر پہ ٹلے فرہاد جو ہوا سو ہوا

نشاں مجھ دل کا مت پوچھو یہ مجنوں
کہیں اس طرف ویرانہ کے ہوگا

نقاب اپنے رخ کا جو تو باز کرتا
تو گل اپنی خوبی پہ کیا ناز کرتا

وفا کا ہوں پر بستہ نہیں توڑ پنجرا
چلا جاتا جنگل کو پرواز کرتا

تجھے برق خار سے کام کیا جو حیا ہے حق کو تلف نہ کر
یہ ازل کے دن سے نصیب ہے کفِ پائے آبلہ دار کا

لگا جب غیر سیتی ہم طبق ہونے وہ مہماں کش
وہ اپنے ہاتھ دھوتا تھا، میں اپنے ہاتھ ملتا تھا

کیا ہوا زلف سے گرہ کھولی
میرے سر کا تو یہ گرہ نہ گیا

قبر میں بھی لئے ہمراہ گیا اپنے کلیم
آہ کیوں دردِ دل اپنا نہ کسی کو سونپا

وہی ایک ہے جو ان دونوں گھروں میں خلق ڈھونڈے ہے
بس اے زاہد اگر مسجد سے بُت خانہ ہوا تو کیا

سر بھی ہے تیغ بھی ہے لگا نا ہی تو لگا
کیوں نہ جان پھر کے کہ یہ جیو چھپا گیا

---

(۱) پیرس : مجھی سے پوچھ

(۲) پیرس : دیکھتا ہوں

Marfat.com

تا صبح تجھ بغیر عجب میرا رنگ تھا — روشن تھی شمع آہ دل اس پر پتنگ تھا

زبان موج سے یوں بحر کہتا تھا حبابوں سے — کہ اپنا سر ہی کھاتا ہے جہاں میں جن نے سر کھینچا

اے شمع تیری باری ہے شب کو کہ شام تک — اپنے دنوں کو جلتا میں رونا تھا رو چکا

عمر رفتہ کا نہ پایا کھوج ہرگز اے کلیم — آپ کو جوں شمع میں ہر انجمن میں گم کیا

تو نہ آیا باغ میں شمشاد غم سے خم ہوا — طوق قمری کا فغاں سے حلقۂ ماتم ہوا

کس پریشانی میں قدم رکھا ہے پیچ و تاب سے — جادہ آتا ہے نظر جوں زلف کچھ برہم ہوا

وہ نازک تن لطافت سے کسی کو نہیں نظر آتا

مقرر ایک بار تو ہے نہ کیا بات انساں ہوگا

وہی دیر، وہی بت، وہی نالہ — یہی انشاء اللہ تعالیٰ

چھپا ہے آ مری چشم پر آب میں دریا — کہیں نہیں دیکھا ہے اب تک حباب میں دریا

پاس ناموس محبت ہے مجھے از بس کلیم — باغ میں جاؤں نہ ہرگز بے رضائے عندلیب

دنیا نہ کر جوانوں سے یہ بوڑھا چل چلا — مدت سے ہم تو چھوڑے بیٹھے ہیں تجھے ...

ہمیں تو پانوں پہ بھی سر کے رکھنے کو نہ فرمایا

ملیں ہم خاک میں اور لے تیرا دامان یا قسمت

رکھتا ہے زلف یار کا کوچہ ہزار پیچ — اے دل سمجھ کے جائیو ہے راہ مار پیچ

برق نظارہ سے از بسکہ جلا ہوں نکلے — نگہ گرم جو کوئی ڈھونڈے ...

لالہ و گل سے مجھے کام کیا میری وحشت — مجھ او پر لائی ہے ...

زلف کو خواب میں دیکھا تھا جنوں نے شب کو — صبح بیدار ہوا پائی گلے میں زنجیر

بوسہ تو کچھ نہ تھا اسے مری جان اس قدر — کس پر رکھے ہو تم سے برا مان اس قدر

سوز غم کھا چکا ہے دل اس پر بسکہ جلا — کہتا ہے مجھ کو زخم ہے اک آرزو ہنوز

جو صبا آتی ہے اس کوچہ سے سینہ خراش — یہ کوئی دل روتا جاتا ہے نہیں جاتا ہے بس

Marfat.com

ہم گم ہوئے ہیں ضعف سے جوں بو میانِ باغ
پھرتا ہے رنگ گل کہ ہمارا کرے سراغ

جوں کعبتین گھر میں مرے گل ہی ہے بساط
یک مشت استخواں ہوں اور شش جہت سے داغ

جو دینا تھا مانگے بغیر از دیا ہے — سکے وہ زباں جو کر اس پر ہو سائل

پوچھ مت غم کی داستاں اے دل — کہ پڑا ٹوٹ آسماں اے دل

ہم سے پوچھو ہو پیوتے ہو شراب — ایسے کیا شیخ و پارسا ہیں ہم

تم جام دو پیارے کیوں کر کریں نہیں ہم — خونِ جگر تھا تو بھی پی ہی گئے دو میں ہم

تو یار مل کے ہم سے جب ایک ہو گیا ہو — کس کو بعید مانیں کس کو کہیں قریں ہم

تم ہو تو ہم کہاں ہیں، ہم ہیں تو تم کہاں ہو — یا تم ہی سب ہو ہم میں یا سب کے سب ہمیں ہم

طریق عشق میں مجنوں و کوہ کن کے نہ کہہ — ہزاروں ہو گئے غارت سو ایک دو معلوم

مانند سرو ہوں کہ نہ گل ہے نہ بر مجھے — بیکار باغ ہوں نہ سزاوارِ باغ ہوں

جب اصل مذاہب کو واعظ سیتی ہم پوچھا — تب ہم سے لگا کہنے قصے و حکایتیں

رنگ اڑا مرجھا گیا اور جھڑ پڑا شرمندہ ہوا
تجھ سیتی گل پر ہوئی کیا کیا خرابی باغ میں

(قطعہ)

جمعہ کو کہتا تھا واعظ سے کھڑا رندِ مست
کچھ نظر میں تجھے بھی سود و زیاں ہے کہ نہیں

یہ سخن ہے کہ نہ پی مے سو وہاں پیوے گا
یہاں تو پی لیجیے کیا جانے وہاں ہے کہ نہیں

نے و طنبور میں یہ سوز تو معلوم اے مطرب — کسی کا دل ہوا ہے شاید اس پردہ میں آ نالاں

Marfat.com

کسی سے بھی نہ ملئے ایک گوشہ میں پڑے رہیئے
یہ فرصت یہاں تو نہیں ملتی ہے مرجانے میں ہو تو ہو

تیر ہے یا سناں ہے تیری نگاہ　　ہو گئی پار مجھ جگر کے آہ

تری جناب میں آیا ہوں یا الہٰ نہ پوچھ
یہی کہ بخش دے اور مجھ سے کچھ گناہ نہ پوچھ

کوئی گُل کا میں عاشق نہیں یہ داغ مجھے بس ہیں
جاتا ہوں میں گلشن سے بلبل نہ ہو آزردہ

اب دم شمردگی سے مجھے کاروبار ہے　　ہر دم مرے حساب میں روزِ شمار ہے
غرورِ حسن ممکن نہیں کس کی داد کو پہنچے　　غرض تم سُن چکے احوال ہم فریاد کو پہنچے

تو اے باران رحمت آ وجِ میں آ موج سے اپنی
کہ یک قطرہ میں میری کشت کا بھی کام ہو جائے

جہاں میں یہ میں نہیں جانتا کہاں تو ہے　　پر اتنا جانوں ہوں سب تو ہی تو جہاں تو ہے
میں کہتا تھا ساقی ایاغ اب کہاں ہے　　پھر دیر کے تئیں دماغ اب کہاں ہے
اس کے ابرو کی اگر تصویر کھینچا چاہیئے　　او دل اپنے قتل پر شمشیر کھینچا چاہیئے
دل پھر رہا ہے آبلۂ پا کی جوں کلیم　　جز خارِ دشت کے میرا غمخوار کون ہے

(رُباعی)

گُل رو تو چمن میں اچپلی سے نہ گیا　　یہ دل بھی گلی سے بے کلی سے نہ گیا
جو کوئی کہہ گیا چھوڑ گیا دل کو یہاں　　کوئی واں سے تری گلی سے نہ گیا

ہر چند لگاتے ہیں بستاں گل مہندی　　تیرے ہی قدم تلے گئی ذِل مہندی
ہیہات ہیہات کیسا ہوگا وہ ہات　　جس ہاتھ میں تیرے داغ ہوئی گل مہندی

Marfat.com

میر درد

میاں صاحب میاں خواجہ میر، سلمہ اللہ تعالیٰ، المتخلص بہ درد۔ جوش بہار گلستان سخن، عندلیب خوش خوان چمن این فن، زبان گفتگویش گرہ کشائے زلف شام مدعا، مصرع نوشتہ اش بر صفحۂ کاغذ از کاکل صبح خوش نما۔ طبع سخن پرواز او سرو مائل چمنستان انداز است۔ گاہے در کوچۂ باغ تلاش بطریق گل گشت قدم رنجہ می فرماید۔ در چمن شعرش لفظ رنگیں چمن چمن، گل چین خیال او را گل معنی دامن دامن شاعر زور آور ریختہ،[1] در کمال علائقگی وارستہ۔ (مرد) خلیق (و متواضع (و) آشنائے درست۔

شعر فارسی ہم (بسیار خوب و مربوط و رنگیں) می گوید۔ اما بیشتر رباعی[2] (او) گرمی بازار (و) وسعت مشرب اوست۔ غرض از آشنائی مطلب اوست۔

متوطن شاہ جہان آباد (و) بزرگ و بزرگ زادہ (و) جوان صالح (و متقی) از درویشی[3] بہرۂ وافی دارد۔ فقیر را بخدمت (گرامی) او بندگی خاص است اگرچہ حسن سلوک او عام۔ سر حسن سلوک بپالے خود گرفتہ، اعتراز را از گوشۂ دل نہادہ۔ خلف الصدق حضرت خواجہ ناصر صاحب، سلمہ اللہ است کہ مقتدائے عالم است۔[4] ایامے کہ فقیر بخدمت آن بزرگوار شرف اندوز می شد،[5] از زبان مبارکش می فرمود(ند)

(۱) پیرس : کہ از کمال جودت طبع داد سخن دادہ

---

(۲) پیرس : رباعیات

(۳) پیرس : و از حالت فقر

(۴) پیرس : اوشان مقتدائے عالم اند

(۵) پیرس : بزبان مبارک خود

Marfat.com

که میر محمد تقی تو میر مجلس خواہی شد۔ الحمد للہ والمنۃ کہ (ایں) حرف آں سرسلسلۂ خدا پرستاں مؤثر افتاد (و) باطن آں خضر قافلۂ اہل عرفاں کہ از ظاہرش ظاہر تر است، زود کارکرد (و) مجلس ریختہ کہ بخانۂ ابندہ بتاریخ پانزدہم ہر ماہ مقرر است (وابستہ) بذات ہمیں بزرگ است زیرا کہ پیش ازیں ایں مجلس بخانہ اش مقرر بود۔ از گردش روزگار بے مدار برہم خورد۔ از بس کہ بایں احقر اخلاص دلی داشت۔ گفت کہ ایں مجمع را شما اگر بخانۂ خود معین بکنید، بہتر است۔ نظر بر اخلاص آں مشفق عمل کردہ آمد۔ خدا اش (تا) ابد الآباد سلامت دارد۔ از دست :

(شعر درد)

کبھو خوش بھی کیا ہے جیو کسی رندِ شرابی کا
بھڑا نے منھ سے منھ ساقی ہمارا اور گلابی کا

نہ بجھے شعلے بھی کتنے، کتنی ہی موجیں مٹیں یارب
کبھو دل کی بھی ہوگا کام آخر اضطرابی کا

شرار و برق کی سی بھی نہیں یہاں فرصتِ ہستی
فلک نہیں ہم کو سونپا کام جو کچھ تھا شتابی کا

زمانہ کی نہ دیکھی جرعہ ریزی درد کچھ تو نے
ملا یا مثلِ مینا خاک میں خوں ہر شرابی کا

اکسیر پہ ہوس اتنا نہ ناز کرنا
ہے کیمیا سے بہتر دل کا گداز کرنا

ہم جانتے نہیں ہیں اے درد کیا ہے کعبہ
جیدھر کو جھکیں وہ ابرو اودھر نماز کرنا

جگ میں آکر ادھر اودھر دیکھا
تو ہی آیا نظر جدھر دیکھا

جان سے ہوگئے بدن خالی
جس طرف تو نے آنکھ بھر دیکھا

نالۂ و فریاد آہ اور زاری
آپ سے ہو سکا سو کر دیکھا

ان لبوں نے نہ کی مسیحائی
ہم نے سو سو طرح سے مر دیکھا

جگ میں کوئی نہ ٹک ہنسا ہوگا
کہ نہ ہنسنے میں رو دیا ہوگا

---

(۱) انجمن : واللہ

(۲) پیرس : داشتہ قبول نمود

Marfat.com

دیکھیے غم سے اب کے جیو میرا — نہ بچے گا، بچے گا کیا ہو گا
دل کے پھر زخم تازہ ہوتے ہیں — کوئی غنچہ کہیں کھلا ہو گا
قتل سے میرے وہ جو باز رہا — کسی بدخواہ نے کہا ہو گا
دل بھی اے درد قطرۂ خوں تھا — آنسوؤں میں کہیں گرا ہو گا

عاشق بے دل ترا یہاں تک تو جیو سے سیر تھا
زندگی کا اس کو جو دم تھا دمِ شمشیر تھا
کی تو تھی تاثیر آہِ آتشیں نے اس کو بھی
جب تلک پہنچے ہوا پہنچے خاک کا یہاں ڈھیر تھا

حرص کرواتی ہے روبہ بازیاں سب ورنہ یہاں
اپنے اپنے بوریے پر جو گدا تھا شیر تھا

شیخ کعبہ ہو کے پہنچا ہم کنشتِ دل میں ہو
درد منزل ایک تھی ٹک راہ کا ہی پھیر تھا

اگر یوں ہی یہ دل ستاتا رہے گا — تو اک دن مرا جیو ہی جاتا رہے گا
میں جاتا ہوں دل کو ترے پاس چھوڑے — مری یاد تجھ کو دلاتا رہے گا
خفا ہو کے اے درد مر تو چلا تو — کہاں تک غم اپنا چھپاتا رہے گا
تو اپنے دل سے غیر کی اُلفت نہ کھو سکا — میں چاہوں اور کو تو یہ مجھ سے نہ ہو سکا
گو نالہ نارسا ہو نہ ہو آہ میں اثر — میں نے تو در گزر نہ کی جو مجھ سے ہو سکا
جوں شمع روتے روتے ہی گزری تمام عمر — تو بھی تو درد داغِ دل اپنا نہ دھو سکا
انداز وہ ہی سمجھے مری دل کی آہ کا — زخمی جو کوئی ہوا ہو کسی کی نگاہ کا
ہر چند فسق میں ہیں ہزاروں ہی لذتیں — لیکن عجب مزا ہے فقط جیو کی چاہ کا
دل اس مژہ سے رکھیو نہ تو چشمِ راستی — اے بے خبر بُرا ہے یہ فرقہ سپاہ کا

Marfat.com

شاہ و گدا سے اپنے تئیں کام کچھ نہیں ‌ ‌ نہ تاج کی ہوس نہ ارادہ کلاہ کا
تو ہی نہ اگر ملا کرے گا ‌ ‌ عاشق پھر جیو کے کیا کرے گا
اپنی آنکھوں میں اس کو دیکھوں ‌ ‌ ایسا بھی کبھی خدا کرے گا
مژگانِ تر ہوں یا رگِ تاک بریدہ ہوں ‌ ‌ جو کچھ کہو سو ہوں غرض آفت رسیدہ ہوں
کھینچے ہے دور آپ کو میری فروتنی ‌ ‌ افتادہ ہوں پہ سایۂ قدِ کشیدہ ہوں
اے درد جا چکا ہے مرا کام ضبط سے ‌ ‌ میں غمزدہ تو قطرۂ اشکِ چکیدہ ہوں
نہ ملئے یار سے تو دل کو کب آرام ہوتا ہے ‌ ‌ وگر ملئے تو مشکل ہے کہ وہ بدنام ہوتا ہے
یہ حسن و عشق مل سمجھیں گے یا آپس میں خوں ہوگا
پران دونوں کے الجھیڑے میں میرا کام ہوتا ہے
یارب پھر اتنی تو اب در گزر کرے ‌ ‌ کوئی خانماں خراب کسو دل میں گھر کرے
نہ خانۂ خدا ہے نہ ہے یہ بتوں کا گھر ‌ ‌ رہتا ہے کون اس دلِ خانہ خراب میں
میں اور مجھ سے درد خریداریٔ بتاں ‌ ‌ ہے ایک دل بساط میں سو کس حساب میں
ہم تجھ سے کس ہوس کی فلک جستجو کریں ‌ ‌ دل ہی نہیں رہا ہے جو کچھ آرزو کریں
مٹ جائیں ایک دم میں کثرت نمائیاں ‌ ‌ گر آئینے کے سامنے ہم آ کے ہو کریں
ہر چند آئینہ ہوں پر اتنا ہوں ناقبول ‌ ‌ منہ پھیر لے وہ جس کے مجھے روبرو کریں
تر دامنی پہ شیخ ہماری نہ جا ابھی ‌ ‌ دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں
ہے اپنی یہ صلاح کہ سب زاہدانِ شہر ‌ ‌ اے درد آ کے بیعتِ دستِ سبو کریں
اس نے کیا تھا یاد مجھے بھول کر کہیں ‌ ‌ پاتا نہیں ہوں تب سے میں اپنی خبر کہیں
آ جائے ایسے جینے سے اپنا تو جیو تنگ ‌ ‌ جیتا رہے گا کب تلک اے خضر مر کہیں
مدت تلک جہاں میں ہنستے پھرا کئے ‌ ‌ جی میں ہے خوب روئیے اب بیٹھ کر کہیں
پھرتے تو ہو بنائے سج اپنی جدھر تدھر ‌ ‌ لگ جاوے دیکھیو نہ کسی کی نظر کہیں

Marfat.com

ایک دل سو وہ بھی ہو ہی چکا صرفِ داغ سب
بہتا پھرے ہے خوں میں کہیں کا جگر کہیں

(قطعہ)

پوچھا میں درد سے کہ بتا تو سہی مجھے
اے خانماں خراب ترا بھی ہے گھر کہیں

کہنے لگا مکانِ معین فقیر کو
لازم ہے کیا کہ ایک ہی جاگہ ہو ہر کہیں

درویش ہر کجا کہ شب آمد سرائے اوست
تو نے نہیں سنا ہے یہ مصرع مگر کہیں

مست ہوں پیرِ مغاں کیا مجھ کو فرماتا ہے تو
پائے بوسِ خم کروں یا دست بوسِ سبو

ٹال دینا اس کو نت ہر طرح جو قبلہ نما
پھر نے مجھے ہر پھر کے آ رہنا اسی کے روبرو

ربط ہے نازِ بتاں کو تو مری جاں کے ساتھ
جی ہے وابستہ مرا ان کی ہر ایک آن کے ساتھ

اپنے ہاتھوں ہی سے میں زور کا دیوانہ ہوں
رات دن کشتی ہی رہتی ہے گریباں کے ساتھ

گر مسیحا نفسی ہے یہی مطرب تو خیر
جیو ہی جاتے ہیں چلے تیر ہر ایک تان کے ساتھ

جی کی جی ہی میں رہی کچھ بات نہ ہونے پائی
ایک بھی اس سے ملاقات نہ ہونے پائی

دید و وا دید تو ہوئی دور سے میری اسکی
پر جو میں چاہا تھا وہ بات نہ ہونے پائی

قطعہ

اٹھ چلے شیخ جیو تم مجلسِ رنداں سے شتاب
ہم سے کچھ خوب مدارات نہ ہونے پائی

جی میں مرکوز جو تھی آپ کی خدمت گاری
سو تو اے قبلۂ حاجات نہ ہونے پائی

فرصتِ زندگی بہت کم ہے
مغتنم ہے یہ دید جو دم ہے

دین و دنیا میں تو ہی ظاہر ہے
دونوں عالم کا ایک عالم ہے

اپنے نزدیک باغ میں تجھ بن
جو شجر ہے سو نخلِ ماتم ہے

درد کا حال کچھ نہ پوچھو تم
وہی رونا ہے نت وہی غم ہے

مرا جی ہے جب تک تری جستجو ہے
زباں جب تلک ہے یہی گفتگو ہے

تمنا ہے تیری اگر ہے تمنا
تری آرزو ہے اگر آرزو ہے

Marfat.com

غنیمت ہے یہ دید وادید یاراں / جہاں آنکھ مند گئی نہ میں ہوں نہ تو ہے
روندے ہے نقش پا کی طرح خلق یاں مجھے / اے عمر رفتہ چھوڑ گئی تو کہاں مجھے
اے گل تو رخت باندھ اٹھاؤں میں آشیاں / گلچیں تجھے نہ دیکھ سکے باغباں مجھے
پتھر تلے کا ہاتھ ہے غفلت کے ہاتھ دل / سنگ گراں ہوئی ہے یہ خواب گراں مجھے
آنکھوں کی راہ ہر دم اب خون ہی رواں ہے / جو کچھ ہے دل میں میرے منہ پر مرے عیاں ہے
آہوں کی کشمکش میں کہیں دیکھیو نہ ٹوٹے / تارِ نفس سے اے دل وابستہ میری جاں ہے
یہ راہ خاکساری میں سب سے قطع کی ہے / نقش جبیں سے میرا ہر نقش پا جہاں ہے
مت موت کی تمنا اے درد ہر گھڑی کر
دنیا کو دیکھ تو سہی تو تو ابھی جواں ہے

کب ترا دیوانہ آوے قید میں تدبیر سے / جوں صدا نکلا ہی جاتا ہے خانۂ زنجیر سے
درد اپنے حال سے تجھے آگاہ کیا کرے / جو سانس بھی نہ لے سکے سو آہ کیا کرے
فرسودگی ہے رشتۂ تسبیح کا حصول / دل میں کسو کے آہ کوئی راہ کیا کرے
دل دے چکا ہوں اس بت کافر کے ہاتھ میں / اب میرے حق میں دیکھیے اللہ کیا کرے
ماہی سے کچھ نہ ہو سکے بیان شست کی خلش / جو سانس بھی نہ لے سکے سو آہ کیا کرے
گر خاک مری سرمۂ ابصار نہ ہووے / تو کوئی نظر قابل دیدار نہ ہووے
پھر موت کسو طرح سے نزدیک نہ پھٹکے / دنیا میں یہ جینے کا جو آزار نہ ہووے
گزرے نہ ترے سامنے سے کوئی کہ دم میں / شیشہ کی طرح دل کی نگہ پار نہ ہووے
دل دیجے ستمگار سے اظہار محبت / ایسا کہیں پھر دیکھیو زنہار نہ ہووے
دیکھ لوں گا میں اسے دیکھیے مرتے مرتے / یا نکل جائے گا جی نالہ ہی کرتے کرتے
لا گلابی دے مجھے ساقی کہ یاں مجلس بیچ / خالی ہوئی جاتی ہے پیمانے کے بھرتے بھرتے
درد جوں نقش قدم تھا سر راہ اس کے / مٹ گیا اوروں نے ہی پانوں کے دھرتے دھرتے

Marfat.com

اپنے بندوں پہ جو کچھ چاہو سو بے داد کرو | یہ نہ آجائے کہیں جیو میں کہ آزاد کرو
کوئی دم جو چُپ رہا تھا میں جانا کر مرگیا | اے وائے دَرد تو نیں پھر اب نالہ سر کیا
ساقی ہوائے ابر میں رُو رُو کے تجھ بغیر | ایسا ہوا کبھی نہ کہ دامن نہ تر کیا
وحدت نے ہر طرف ترے جلوے دکھا دیے | پردے تعینات کے جو تھے اُٹھا دیے
یارب تھی کیا خرام وہ جن نے ایک آن میں | کتنے ہی مُردے حشر سے آگے جِلا دیے

سیلاب اشک گرم نے اعضا میرے تمام
اے دَرد کچھ بہا دیے اور کچھ جلا دیے

سجّاد

میر سجاد، از اکبر آباد است۔ مرد طالب علم مستعد و شاعر خوب ریختہ (است) شاگرد میاں آبرو (است) سجاد تخلص می کند۔ بسیار آدمی خوب است۔ سخن او بپایہ استادی رسیدہ (و) چنیں خوشگو و معنی یاب اگرچہ در بند لفظ تازہ است لیکن بر زبان خامہ او خیلہائے معنی سپاہی[1] می کند۔ لب و دہن ہر کم بغلے نیست، کہ پیش او چوں کاغذ سفید بشود (و) فکر رنگین او چمن تلاش را سایہ ابر بہارے (است) ہر مصرع بندش را طرف لطف باچنارے (و) ہر بیت بحر خفیفش[2] بر جگر نشتر زن۔ زبان (لطافت)[3] بیانش رگ (جان) سخن۔ بے انصافی امر علٰحدہ است وگرنہ تہ داری شعر او نمایاں است۔ ہر کہ واقف موشگافی طبع او ست می داند کہ[4] شعر سوختہ سپدارش بوے آتش دیدہ می ماند۔

قبل ازیں بخانۂ او مجلس یاراں (و) ریختہ (خوانی) می شد۔ بندہ نیز می رفتم۔

---

(۱) پیرس: سپاہی | (۲) پیرس: حقیقتش
(۳) انجمن: طاقت | (۴) پیرس: و

Marfat.com

اکنوں بسبب عوارضات طرفین ربط(۱) گرنہ ماندہ است۔ (خدا سلامت دارد) از دست:۔

کافر بتوں سے داد نہ چاہو کہ یہاں کوئی　　مر جا تم سے ان کے تو کہتے ہیں حق ہوا

اگرچہ باطل باطل است لیکن بجائے کافر کہ اول پیش مصرع واقع است

باعتقاد فقیر لفظ باطل حق است۔

گر تیرے کل کے آنے میں کھوئے نہیں تو اس　　سجاد کیوں پھرے ہے سخن آج فوق ہوا

ساقی بغیر جام کے جیو کا بچاؤ نہیں　　جیوں فیل مست آوے ہے ابر سیہ بلا

کیوں مشت گل کبھی دل کی نہ رونے میں بہہ گئی

سجاد مجھ کو باقی ہے چشموں سے یہ گلا

غم نہیں گر گم ہوا بالوں میں تیرے جا کے دل

پیچ پر تجھ زلف کے گویا کہ اس کو بل دیا

تجکو اے سجاد غیر از خنجر بیداد کے

اور بھی کچھ ظالموں کی دوستی نے پھل دیا

جو دل ہو کلوں سے اٹکتا ہوا　　وہ کانٹا ہے جیو میں کھٹکتا ہوا

بتاں تو چاہے سجاد تجکو　　کریں پر کیا خدا نے جو نہ چاہا

گر ٹک زمیں پہ لونڈے کی پیٹھ کو لگا دیں

جانیں ہم اپنے دل میں رستم کے تئیں پچھاڑا

آتش غم نے ہم کو سرد کیا　　دل پھپھولا ہوا وہ درد کیا

بتوں کی کبھی یہ یاد دورنہ ہے　　ہمیشہ رہے نام اللہ کا

(۱) پیرس: اتفاق کمتری افتد

(۲) پیرس: من کلامہ

Marfat.com

اب پلا دے ٹک آن کر ساقی — عمر کا بھر چکا ہے پیمانہ

عشق میں جائے گا کہیں مارا — بے طرح دل ہوا ہے آوارا

مقبول اس جہاں کا ہرگز غنی نہ دیکھا — راجا وہی ہے جو کوئی یہاں سے گیا ہے اتا

سجاد کوئی دیکھے بے تابیاں تو دل کی — ہے زندگی ہماری یہ موت کا نمونا

یار سے دل ملا وہ غیر ستی — نہ دل اپنا ہوا نہ یار اپنا

لاؤ تے ہو میرے آگے کیا دوا — خون دل اپنا پیوں میں یا دوا

دل میں تو خطرہ نہ لا ہرگز طبیب — دیکھ کر میرے مرض کو لا دوا

جان و دل سب قبول ہے جانا — پر گلی میں تری مجھے آنا

میں نے جانا تھا کہ تسکین کرے گا دو حرف — شوق کے لکھنے کا سجاد نے دفتر کھولا

بیٹھے اگر خوشی سے آکر چمن میں بلبل — کریاں میں غلغلہ ایسا لگے کہ اٹھ جا

خط کتروا کے آج قینچی نے — ہم سے ملنے میں جائے ہے کتر

تیری شمشیر سے جدا ہو کر — سر مرا مجھ کو تن نہیں دیتا

کیا کرے پاؤں بھی کہ جنگل میں — کچھ نہیں آبلوں سے چل سکتا

مرے دیکھ کر حال زاماں کا — پھٹے کیوں نہ سینہ گریباں کا

سب کی نظر سے گر کر ایک دم میں پست ہو جا
گر مے کشوں میں آوے زاہد تو مست ہو جا

قاتل کی تیغ آگے جاتے ہیں ہم ندھڑکے — ہرگز ہمارے دل میں سر کا نہیں ہے دھڑکا

شتابی پلا دے کہ جاتا ہے ابر — جو کچھ باقی ساقی رہی ہو شراب

سجاد مہرباں کرے کوئی اس کو کس طرح — غصہ ہوا ہے یار میں کچھ ان دنوں غضب

چین دے ہے نہ چین لے ہے آپ — دل ہوا ہے ہمارے جیو کچھ پاپ

کبھی منزل یہ ہوئی نہیں پوری — بہت اس راہ کو گئے ہیں ماپ

Marfat.com

ہر کام کا اگرچہ ہوتا ہے سہل اوّل ۔۔۔ پر عشق کی ستم ہے کوئی ابتدا نہایت
ایک دکھ ہے عاشقی کے پیچھڑ میں ۔۔۔ پانوں کے نزدیک سا راہِ دور دست

جلنے سے صدق دل کے سبب بچ گیا خلیل
وہ بات ہے کہ سانچ کو ہرگز نہیں ہے آنچ

دل آبادی میں تنہا کھینچ مت رنج ۔۔۔ کہ ویرانے میں دیوانوں کا ہے گنج
بند میں مت رہ دیوانے عقل کے ۔۔۔ کر گریباں چاک چھاتی کھول کر

غیروں کو جان خواب میں غفلت کے ڈال کر
اک رات آ کے سو رہو ہم پاس آنکھ موندھ

مر گئے پر اگر نہیں آسیب ۔۔۔ کیوں یہ رکھتے ہیں قبر پر تعویذ

مت ہو نالہ عبث کو جا کاغذ ۔۔۔ اپنے اوپر نہ حرف لا کاغذ

یہ دھواں سا فلک ستاروں ساتھ ۔۔۔ ہے نظر میں مری جلا کاغذ
آسماں ایک رقعہ وار نہیں ۔۔۔ غم کے لکھنے کو ہو بڑا کاغذ

جیتے چمن کے بیچ بٹھائے ہیں نونہال ۔۔۔ تعظیم تیری کرتے ہیں سب اُٹھ کے سرو قد

اس فصلِ گل میں جوش جنوں کا ہوا ہے قہر
جنگل میں آ بھرا ہے نکل کر تمام شہر

ہوتی نہیں ہے سرد ہمارے یہ دل کی آگ
لاگی ہے جس زمانے سے جلتی ہے دھڑ دھڑ

سبھی جلتے تھے شمع و پروانہ ۔۔۔ رات یہ دل تھے اہلِ مجلس پر
بادِ صبا سے زلفِ معطر کی ہم تلک ۔۔۔ مدت ہوئی کہ پہنچی نہیں کچھ خبر عطر
کوئی گم گیا ہوگا زلفوں کی راہ ۔۔۔ بہت رکھتے ہیں اس سفر سے عذر
دیوانہ کا نہیں مطلب دیوانہ ۔۔۔ تو کیوں نامہ یہ ہے سطروں کی زنجیر

Marfat.com

شوق جنوں میں تیرے، عوض چاک جیب کے
نرگس چمن میں دیکھے ہے آنکھوں کو پھاڑ پھاڑ

لختِ جگر ہمارا پانوں کے ساتھ کھا کر	کرتے ہو تم سے باتیں اب تم چبا چبا کر
کیوں زرق برق کر کے نہ حاضر ہو تجھ حضور
ہیں تیرے گھر کے سب یہ زری پوش خواجہ تاش

کھا گیا مجروح دل میرے کو داغ	حال کیا پوچھ گوشت کا کرتا ہے زاغ

میرے تمام حال کی تقدیر سے ہے یہ زلف	روز سیاہ و نالہ شبگیر ہے یہ زلف
خاموش اس سبب ستی رہتا ہے بیشتر	تنگ اس قدر ہے منھ کہ نکلتا نہیں ہے حرف
دَور میں رُخسار کے تیرے کہیں انصاف نہیں
خط چُرا لے جائے دل کو اور باندھی جائے زلف
جس خوبرو کے دل میں نہ عاشق سئے ہو نفاق
کہتے ہیں سارے اس کے تئیں حُسنِ اتفاق
دل کو کبھی پیار دلا کر کے کر کے تو سجن	لاگا نہیں گلے سے مرے آکے آج لگ
جب تک ترے بارن کو نہ عاشق بدن لگائے
لگتا نہیں ہے تب تئیں ہرگز کچھ اس کے انگ
زلفوں کے جب اُلجھتے ہیں اس ساتھ آکے بال
دیتا ہے شانہ عاجزی سے دانت تب نکال
گلی میں تری بیٹھتے ہی سجن	ان آنکھوں سے آتے ہیں آنسو نکل
تدبیر اور کچھ نہیں مجنوں کے حسبِ حال	لیلےٰ کے والدین اسے دیں شہر نکال
کیا جانتے تھے ہم سے مل کر کے اصل سے کل
اب کی بہار میں یوں ہو دیں گے فصل سے گل

Marfat.com

سجاد فکر ہم نہ کریں کیونکہ شعر کی
لگتے ہیں جا کے یار کے منہ سے سخن میں ہم

ایک دل رکھتا ہوں جو چاہے سو لے جاوے اسے
خواہ زلفیں، خواہ ابرو، خواہ مژگاں، خواہ چشم

پھر جاہیں خوبرو آنکھیں کریں، ہیں جب بناؤ
دے کے سرمہ کے تئیں ہو جاہیں ظالم سیاہ چشم

جب ہم آغوش یار ہوتے ہیں
سب مزے درکنار ہوتے ہیں

ناخدائی ٹک ایک کر ساقی
ایک کشتی میں پار ہوتے ہیں

تیر ڈوبیں کسی نشانے پر
میرے سینے کے پار ہوتے ہیں

اب تو ہم نے کیا گریباں چاک
تیرے دامن کو کس طرح چھوڑیں

برابر اپنے سجن بندگی کے کاموں میں
نہیں میں دیکھتا صاحب کے کوئی غلاموں میں

کس طرح کوہ کن پہ گزریں گی
ہجر کی یہ پہاڑ سی راتیں

از مصنف ہمچنیں ہر دو مصرع شنیدہ شد

ہجر شیریں میں کیونکہ کاٹے گا
کوہ کن یہ پہاڑ سی راتیں

ہیں شیشیاں شراب کی پیارے بھری ہوئیں
آنکھیں نشہ کے بیچ تمہاری گلابیاں

میں جو اس کی گلی میں جاتا ہوں
دل کو کچھ گم ہوا سا پاتا ہوں

سایہ میں ہم اس باغ کے ہر بلبل و گل کے ساتھ
مدت تئیں دیوار بہ دیوار رہے ہیں

دیکھوں طبیب درپئے دارو ہے کب تئیں
مرتا ہوں میں تو عشق میں جیتا ہوں جب تئیں

جو اک وجھ ہے ابروئے خمدار میں
کہاں پائی یہ ضرب تلوار میں

Marfat.com

ہر سادہ رُو مخطط ہونے کی دھن رکھے ہے

لیکن کوئی نکالے تیرا سا خط تو لکھ دیں

جب کرے ہے ترے دہن کا بیاں   منہ سے غنچے کے پھول جھڑتے ہیں

تیغ تیری کے تلے دھر جائے سر   جان اتنا کوئی جی رکھتا نہیں

تیری وحشی نگہ سے جنگل میں   بھاگتے پر غزال بیٹھے ہیں

دونوں طرف جو منہ پہ ہیں موجیں سی جاریاں

لہریں ہیں میرے شوق کی زلفیں تمہاریاں

ہیبت شعر اب مرا ہوا ہے بلند   شاعروں کو کہو کہ فکر کریں

لبِ شیریں پہ اس کے مرتا ہوں   زندگی اپنی تلخ کرتا ہوں

یہ سجاؤ کے دل کے جلنے کی قدر   نہیں بوجھتی شمع اس کو بجھاؤ

میرا جلا ہوا دل مژگاں کے کب ہے لائق   اس آبلہ پا کو کیوں تم کانٹوں پہ کھینچتے ہو

ہر چند در مثل تصرف جائز نیست زیرا کہ مثل ایں چنیں است کہ "کیوں کانٹوں پہ گھسیٹتے ہو" لیکن چوں شاعر را قادر در سخن یافتم معاف داشتم۔

دیکھ مہندی لگی ان ہاتھوں کو   پھول آکر لگے ہیں پاؤں کو

تو روزِ وصل میں لے بیٹھے پاس کن کن کو   یہ راتیں ہجر کی کاٹی تھیں ہم اسی دن کو

چھاتی ترستی ہے کھلتے وس کی گانٹھ   زر ہو غنچے کی طرح جس کی گانٹھ

سانپ کی طرح کنڈلی مارے ہے   زلف تیری ہے کوئی بس کی گانٹھ

نہ جوں زلف تیرہ ہے ہر دل کی آہ   نصیبوں سے ملتے ہیں بخت سیاہ

تجھ آنکھوں تلے اندھیرا ہے   پتلیاں یہ نہیں نین ہیں سیاہ

دل جیسے خط کے سبزے میں کھلیان ہو گئے

پڑتے ہیں ایسے جنگ میں بھی کھیت گاہ گاہ

Marfat.com

(۱)
شرمندہ ہو گئی ہے ترے منھ سے آرسی　　اب پھر کے روبرو ترے ہرگز وہ آئنہ
یار کا جامہ نہیں ہے گا عزیز　　یوسف اپنا پیرہن تہہ کر رکھے
رات اُس زلف کا وہ افسانہ　　قصہ کوتہ بڑی کہانی ہے

آ بنے ہے خدا سے پیری میں　　بُت پرستی ہے اور جوانی ہے
جو کوئی گرا سو آخر تحت الثریٰ کو پہنچا　　ظالم کے گھر کی گلیاں کچھ کم نہیں کوے سے
بے تکلف ہو سبھوں سے وہ ملے ہے سجاد　　دخترِ رز بھی عجب طرح کی مستانی ہے

اگر شعر من می بود پیش مصرع ایں قسم می گفتم۔ (مصرع)

بے تکلف ہو بیٹھ سر پہ چڑھے ہے سجاد

ہاتھ ہی میں رہے ہے طفلوں کے　　یہ تماشے کا دل کھلونا ہے
ٹک ۔۔۔ ۔ دھر کرم سنو نے　　پرانے دردمندوں کی ہو یہ لے
بختوں بازی کہیں سجن مل جائے　　لیکن ایسے کہاں نصیب مرے
عشق کی ناؤ پار کیا ہووے　　جو یہ کشتی ترے تو بس ڈوبے

(اگرچہ) ہمہ شعر سبحان اللہ لیکن فقیر را از دیدن ایں شعر تواجد دست ہم می دہد، از بسکہ از خواندن ایں شعر حظے برمیدارم۔ می خواہم کہ بہ صد جا بنویسم

تمھیں غیر سے صحبت اب آ بنی　　اسے دوستی ہم سے ہے دشمنی
بتوں کے تئیں کس قدر مانتا ہے　　یہ کافر ما دل خدا جانتا ہے
جب تک نہیں پہنچتی ترے آستاں تلک　　تب تک ہمارے خاک کی مٹی خراب ہے
کچھ یہ سجاد کے جیو پر نہ عجب بات ہے　　ورنہ دیکھے ہیں میں اس درد کے بیمار کئی
(وہ نہیں .... شیخ　　...... تو بے سے کیا اد پڑتی ہے)

---

(۱) حاشیۂ انجمن: آئے : ۔ نہ آئے

حاشیۂ پیرس: آئینہ بمعنی نمی آید ۔ ۔ آئینہ ناہ۔

Marfat.com

اے صنم زنار پہنی تجھ وفا کے واسطے — ورنہ کوئی کافر نہیں ہوتا خدا کے واسطے

عاشقوں کا خون لہو پی، پی — دم بدم تیری تیغ او گلے ہے

ماہرو بن یہ شمع محفل میں — جیسی روشن ہے سب پہ روشن ہے

سیرداری اسکی کسی سے نہ ہو — یہ ابرو تری ننگی شمشیر ہے

پاؤں جنگل میں دھرنے دیتے نہیں — کیا پھپولوں نیں سر اٹھایا ہے

ہرگز آنے نہ دیں گے غیروں کو — جان ہرچند ہم گئے ہوں گے

حشمت

میر محتشم علی خاں حشمت تخلص۔ سید صحیح النسب بود۔ سپاہی، عمدہ روزگار۔ شاعر خوب فارسی و (شعر) ریختہ فہمیدہ، سنجیدہ (بسیار رنگیں میگفت، چنانچہ ترکیب بند مشہور کہ مثل وحشی گفتہ، شاہد حال ایں مقال است و مرد افتادہ بود) باہمہ (کس) بعجز و انکسار پیش (می آمد)(۱) جنسے بود کہ در دل ہر کس جائے او خالیست از خاک پاک دہلی (شاہ جہان آباد) بود۔ در مغل پورہ سکونت داشت۔ برادر کلان او کہ میر ولایت اللہ خاں باشد از مغتنمات روزگار است۔ دیریست کہ ترک روزگار کردہ خانہ نشین است۔ گاہے فکر شعر ہم می کند۔ بر فقیر شفقت و عنایت(۳) بسیار می کند۔ خدا در حفظ خودش (بسلامت) نگاہ دارد۔ و آں(۴) مرد از نامردی روزگار ناہنجار فوراً فوت شد۔ خدایش بیامرزد (دو سہ شعر بنمونہ طبع عالی آں مرحوم بہ تحریر آمد) از حشمت است:

---

(۱) انجمن: می آید۔ شورش میں بھی "می آمد" ہے

(۲) پیرس: بندہ۔

(۳) پیرس: عنایات بسیار

(۴) پیرس: و میر محتشم علیخاں مرحوم

نکہت گل نے نہیں جگایا کسے زنداں کے بیچ
پھیر زنجیر کی جھنکار پڑی کان کے بیچ
بہار آئی دیوانہ کی خبر لو — اگر زنجیر کرنا ہے تو کر لو

کرم اللہ درد

کرم اللہ خاں دردؔ، ہمشیرزادۂ نواب عمدۃ الملک امیر خاں بہادر است۔ بسیار خوش فکر (و رنگین گو) و[1] عاشق سخن (کہ سخن او) خالی از دردمندی نیست۔ خوب[2] می گوید و خوب می فہمد۔ بندہ بخدمت او رفتہ یک ملاقات کردہ ام، طبع شور انگیزے دارد، مرد خوشے ست۔ خدایش زندہ دارد۔ از وست:

مرے سینہ میں ہر یک سانس ہو کر پھانس کھٹکے ہے
خلش دل کی نکل جاوے تو کیا آرام ہو جاوے
سامنے ہوتے رہی پھر نعش نہ پائی دل کی
بٹ گیا نوک سنا پر صف مژگاں کے بیچ

فغاں

اشرف علی خاں، فغاں تخلص، کوکہ بادشاہ احمد شاہ (ولد محمد شاہ بود و) داخل ذیل نیجۂ امرایان است۔ بسیار جوان قابل و ہنگامہ آرا۔ شعر ریختہ را بخوبی می گوید (و) گاہے فکر غزل فارسی ہم می کند۔ شاگرد

---

(۱) پیرس: و عاشق پیشہ

(۲) پیرس: الحق کہ خوب می گوید، خوب می فہمد و طبع شور انگیزے دارد۔ بندہ را یک دفعہ اتفاق ملاقات شدہ است۔ و اختلاط بسیار بمیان آمدہ است۔ مرد خوبست، خدایش سلامت دارد۔

Marfat.com

قزلباش خاں مرحوم است

دریں ایام (طبع او بہ لطیفہ گوئی بسیار مایل است)[1] چنانچہ ناگرمل را، کہ دیوان تن و دخیل پادشاہی است، گھی[2] کی منڈی کا سانڈ، گفتہ، (ہر کہ دیدہ باشد فہیدہ باشد)[3] و حکیم معصوم را در دربار معلّٰی گاو گجراتی نام کردہ۔ ہر کہ حکیم صاحب را بیند۔ داند بندہ بخدمت او بسیار مربوطم۔ از وست (کہ چند شعرش بہ تحریر قلم می آید):۔

(وہ[4] چاہے یا نہ چاہے فغاں آپ چاہیئے
اپنے کیے کو ہاں میرے صاحب نبھائیے)

ساقی نہ میں یہاں آپ سے کچھ چشم تر آیا
دل دیکھتے ہی ابر کو ناچار بھر آیا

آوارہ پریشان و شکستہ دل و بدنام
سنتے تھے فغاں جس کو وہ آج ہی نظر آیا

شمع[5] رو مت راہ دے خلوت میں پروانے کتیں
اے تیرے قربان ہم کیا کم ہیں جل جانے کتیں

مسموع گشتہ کہ روزے اشرف علی فغاں و نواب امیر خاں مرحوم در خدمت بادشاہ محمد شاہ، نور اللہ مرقدہٗ، استادہ بودند۔ بادشاہ از راہ شفقت و

(۱) انجمن : طبع او در مائل لطیفہ بسیار است۔

(۲) پیرس : ناش گھی کی منڈی کا سانڈ گذاشتہ۔

(۳) انجمن: ہر کہ دیدہ باشد و فہمیدہ باشد۔

(۴) یہ شعر پیرس کے حاشیے پر ہے۔

(۵) یہ شعر اور اس سے متعلقہ عبارت انجمن میں نہیں ہے۔

Marfat.com

مہربانی بہ فغاں فرمودند کہ دریں روزہا اگر شعر ریختہ تازہ گفتہ باشی، بخواں۔
فغاں مذکور چوں ایں شعر را تازہ گفتہ بود، بہ عرضِ اقدس اعلا رسانید، بسیار موردِ تحسین گشت۔ نواب امیر خاں گفتند کہ شعر بسیار رنگیں و مضمون روشن گفتہ اید امّا اگر بجائے لفظ "قربان ہم" "بل جائیں ہم" می بود، رتبۂ دیگر داشت۔ چوں حرف "بل جائیں ہم" برائے سوختن پروانہ مناسبات کلی داشت، حضرت ظل (سبحانی تحسین)[1] فرمودند و ہمیں حرف مکرر بزبان مبارک خود خواندند "اے تیرے بل جائیں ہم" گویا جان در قالب شعر دمیدہ شدہ۔ غفر اللہ لہٗ)

شکوہ تو کیوں کرے ہے مرے اشک سُرخ کا
کب آستیں تری مرے لوہو سے بھر گئی

ایں شعر را مرزا رفیع[2] در غزل خود قطعہ کردہ است و چہ خوب کردہ۔

حاتم

شیخ محمد حاتم، حاتم تخلص۔ از شاہجہان آباد است۔ (و) می گوید کہ من با میاں آبرو ہم طرح بودم۔ دیوانیست بحال متمکن و مقطع دشت۔ دیوانہا (مدغ) غنا ندارد و دریافتہ می شود کہ ایں رگ کہن بسبب شاعری است کہ ہیچو من دیگرے نیست یا وضع او ہمیں است۔ (بہر حال) خوب است۔ ما را با ایں ہا چہ کار۔ شعر بسیار دارد (و) دیوانش تا ردیف "یہ"

(۱) نسخے میں الفاظ واضح نہیں ہیں۔ یہ اضافہ قیاسی ہے۔

(۲) چنیں بود و ایں بیت فغاں را سودا یعنی مرزا محمد رفیع (ملک الشعرا) قطعہ کردہ و چہ خوب کردہ است:

شکوہ کرے ہے کیوں تو مرے اشک سُرخ کا
تیری کب آستین مرے لوہو سے بھر گئی

Marfat.com

بدست[1] آمدہ بود (پارہ اشعارش[2] نگاشتہ می شود) بامن ہم آشنائے بیگانہ است،
از دست :-

مثالِ بحر موجیں مارتا ہے لیا ہے جن نے اس جگ سے کنارا
آزاد کو بھلا ہے رہنا جہاں میں ننگا ہیگا لباسیوں میں جن نے لباس ننگا
پانومت دھر بوالہوس بحر عمیق عشق میں جان کو ڈوبا ہے یہاں انجان جو آکر ترا
نال کی سی طرح چاہے تھا کہ بالا دے مجھے
مدعی آخر کو اپنے زور میں آپ ہی گرا
آب حیات جاکے کسو نیں پیا تو کیا مانند خضر جگ میں اکیلا جیا تو کیا
ہجر میں زندگی سے مرگ بھلی کہ کہے سب جہاں وصال ہوا
تو نہیں تو کنج تنہائی میں ہے بوریا کا نقش ہم پہلو مرا
ہر قدم پر سرو پانی ہے سہے جو چلے وہ قامت دل جو مرا
حاتم بیکس کا تجھ بن کون ہے کون ہوگا جو نہ ہوگا تو مرا
ہائے بے درد سے ملا کیوں تھا آگے آیا مرے کیا میرا
اگر شعر من می بود، ایں چنیں[3] می گفتم
مبتلا آتشک میں ہوں اب میں
آگے آیا مرے کیا میرا
پیش گرمی ایں مصرع وخنکی آں شعر روشن است
لیا اُس گلبدن کا ہم نے بوسہ تو کیا جو ماں رقیبوں نے ہمارا

---

(۱) پیرس : دیدہ شدہ

(۲) انجمن : دپارہ اشعار آں نگاشتہ می شوند

(۳) پیرس : پیش مصراعش چنیں می گفتم

Marfat.com

شاید عمل کیا ہے رقیبوں کی بات پر لب تر دلوں کا چور بھرے ہے چھپا ہوا
نظر آتا تھا بکری سا کیا پر ذبح شیروں کو
نہ جانا میں کہ یہ قصاب کا رکھتا ہے دل گردا
ان دنوں میں دیکھ کر ہم کو اچھرتے ہیں رقیب
پیٹ ہے ان کا بھرا کل پرسوں مرتے ہیں رقیب
وصف آنکھوں کا لکھا ہم نے گل بادام پر
کرکے نرگس کو قلم اور چشم آہو کی دوات
مے پلا کر راہ کھویا ہے رقیبوں نیں اسے
آوے حاتم کی طرف جب کہ کبھو مت آوے
چھین لیتے ہیں مرے دل کو نگاہوں کے بیچ
حسن رہ زن ہے یہ پنجاب کی راہوں کے بیچ
(بات حاتم کا پکڑ پارا تا روپا شاہ
گرچہ ہے غرق سدا بحر گناہوں کے بیچ)
(تم بنا جان نہیں، جان مرے، جان کے بیچ
تم مگر آکے جلاؤ گے مجھے آن کے بیچ)
ایک دن ہاتھ لگا یا تھا ترے دامن کو
اب تلک سر ہے خجالت سے گریباں کے بیچ
(ہوئی زبان لال ترے ہاتھ سے کھاتے بیڑا
کیا فسوں پڑھ (ھ) کے کھلایا تھا مجھے پان کے بیچ)
(آج حاتم سے سجن تم نے بُرا کیوں مانا
کیا خلل اون نے کیا آکے تیری شان کے بیچ)

Marfat.com

(عشق نے چٹکی لی جب آکے مری جان کے بیچ
آگ سی بریاں کے بیچ)

(زلف و خال و چشم و خط چاروں ہیں دشمن دین کے
حق رکھے ایمان سلامت ایسے کفرستان کے بیچ

(اہل معنی جز، نہ بوجھے گا کوئی اس رمز کو
ہم نے پایا ہے خدا کو صورت انساں کے بیچ)

(گر عدو میری بدی کرتا ہے خاص و عام میں
میں اسے رسوا کروں گا باندھ کے دیواں کے بیچ)

شعر خوب ست لیکن لطیفہ مقابل شیداست کہ او در دیوان پادشاہے گفتہ بود[(۱)] بر روے امیرے کہ نامش از خاطر رفتہ است۔ در دیوان صاحب روا شدم۔ صاحب ہم عزت خود در دیوان من خواہند دید،

کوئی دیتا نہیں ہے داد بیداد کوئی سنتا نہیں فریاد فریاد

سجن نے یاد کر نامہ لکھا اور ہم رہے غافل
بجا ہے معذرت لکھنا ہمیں کاغذ خطائی پر

آج نرگس کا قلم کرکے سجن لکھتا ہوں وصف آنکھوں کا ترے کاغذ بادامی پر

جب سوں تیری نظر پڑی ہے جھلک تب سوں لگتی نہیں پلک سے پلک

دیکھ طور اس دور کا حاتم نیں کی ترک شراب
یاد کرکے سبز رویاں کو وہ اب پیتا ہے بھنگ

در لفظ سبز رویان (ہر صاحب سخن را) تامل کردن ضرور است زیرا کہ[(۲)]

---

(۱) یہ عبارت نسخۂ پیرس میں نہیں ہے۔

(۲) پیرس : چرا کہ

Marfat.com

(ایں لفظ) آشنائے گوش ایں ہیچمداں نیست۔

(ایہام)

خاصے سجن کا ملنا تن سکھ ہے عاشقوں کو
گاڑھے رقیب سارے مرتے ہیں ہات مل مل

دلوں کی راہ خطرناک ہو گئی آیا کہ چند روز سے موقوف ہے پیام و سلام

مارا ہے سنگ دل نے دکھا مجکو رنگ سُرخ
تعویذ مجھ مزار کا لازم ہے سنگ سرخ

یکرو

یکرو تخلص مردے بود شاگرد میاں آبرو (دیگرے) از احوالش اطلاع ندارم مگر دو سہ مرتبہ در مجالس ریختہ دیدہ ام۔ باآنکہ ہیچمداں فن ریختہ بود و لیکن خود را ہمہ داں می شمرد۔ از وست :۔

دل پر مرے ہیں داغ ترے ہجر کے کئی
گننے میں جن کے عمر میری سب گذر گئی

پاکباز

میاں صلاح الدین، عرف مکھن، پاکباز تخلص۔ شخصے است گوشہ نشین شاگرد میاں یک رنگ کہ احوالش نوشتہ آمد۔ بسیار کم اختلاط، گویا آشنا شدن را نمی داند۔ پسر میاں شاہ کمال، نبیرہ شاہ بلال، قدس سرہ، است اکثر بورد و وظائف مشغول می باشد۔ در مجمع شاعران ریختہ کہ

Marfat.com

بتاریخ پانزدہم ہر ماہ قرار یافتہ است،[1] اگر دماغ وفا میکند (البتہ) تشریف می آرد۔ مزاجش خالی از وحشت نیست۔ از وست:۔

جلوے تمہارے حسن کے نت ہیں، یہ ہم کہاں
تم تو سجن ہمیشہ ہو، افسوس ہم نہیں

مجھے درد و الم رہتا ہے نت گھیرے میاں صاحب
خبر لیتے نہیں کیسے ہو تم میرے میاں صاحب

بے تاب

محمد اسمعیل "بے تاب" ۔ مرد درویشے بود، شاگرد میاں یک رنگ (مصطفےٰ خاں) بسیار مربوط (و) مضبوط الاحوال ۔ دریں ایام بخانۂ جعفر علی خاں می رفت کہ از پشت اسپ بر افتاد و دستش شکست ۔ بیماری در سہ ماہ کشید آخر از ہماں آزاد مرد[2] ۔ خدا ش مغفرت بکند ۔ با فقیر نیز آشنا بودند ۔ از وست:۔

نہ ہوتا اگر کسی سے آشنا دل | تو کیا آرام سے رہتا مرا دل
تڑپ کر مرگئی بلبل قفس میں | پڑی تھی ہائے کس ظالم کے بس میں

یقین

انعام اللہ (خاں) یقین تخلص ، شاعر ریختہ ، صاحب دیوان (است) از بسکہ اشتہار دارد، محتاج بہ تعریف و توصیف نیست ۔ تربیت کردہ

(۱) پیرس : مقرر است

(۲) پیرس : برحمت الٰہی رفت

Marfat.com

مرزا (جان جاں) مظہر است۔

پدرش اظہرالدین خان نام دارد۔ باجدش (نیز) در سرہند ملاقات کردہ بودم۔ بسیار آدم (خوب) بامزہ یافتہ (شد) (و با فقیر) بسلوک (و تواضع) پیش آمدہ وضیافت فقیر کردہ۔ تا دیر نشستہ صحبت مستوفی داشتم۔ شعر فارسی بطرز (نیکو) می گوید[1]

آدم بر سر مطلب، میاں یقیں را مرداں می گفتند کہ مرزا مظہر او را شعر گفتہ می دہد و وارث شعر[2] ہائے ریختہ خود گردانیدہ۔ از قبول کردن این (معنی)[3] بندہ[4] را خندہ می آید کہ ہمہ چیز بوارث می رسد الّا شعر۔ مثلاً کسے بر شعر پدر خود یا بر مضمون او متصرف شود۔ ہمہ کس او را دزد خواہند گفت تا بہ شعر استاد چہ رسد!

القصہ پر دبوچے چند کہ یافتہ است، کہ بادشاہ نیز نمی توانم یافت، ایں قدر برخود چیدہ است کہ رعونت فرعون پیش او پشت، دست بر زمیں می گذارد (و) بعد از ملاقات ایں قدر خود معلوم شد کہ ذائقۂ شعر فہمی مطلق ندارد۔ شاید از ہمیں راہ مرداں گمانِ ناموزونیت در حق او داشتہ باشند۔ (و) جمع برایں اتفاق دارند کہ شاعری او خالی از نقص نیست۔ چرا کہ شاعر ایں قسم کم فہم نمی باشد۔

---

(۱) پیرس : می گفت

(۲) پیرس : اشعار

(۳) انجمن : معنیش

(۴) پیرس: فقیر

(۵) پیرس و شورش : شاعری او یقینی نیست۔

Marfat.com

از شخصے منقول است کہ بخانۂ عطیۃ اللہ (خاں) کہ پسر نواب عنایت اللہ خاں مرحوم باشد، (انعام اللہ خاں) یقین نشستہ بود و می گفت : ازاں روز کہ مرزا دست استادی درسرمن داشتہ است،(۱) شعرمن ترقی کردہ شخص مذکور ایں مصرع نظامی را پیش حضار مجلس بآواز بلند (بر) خواند۔ مصرع :

شد آں مرغ کو خایہ زریں نہاد

حاصل او را بیضہ درکلاہ شکست

و میاں شہاب الدین ثاقب تخلص کہ احوال(۲) نوشتہ خواہد شد نقل می کرد کہ من محض برائے امتحان بخانۂ او رفتم و یک غزل طرح کردم۔ من غزل بانصرام رسانیدم و ازو مصرعے موزوں نہ شدہ۔ (و) اللہ اعلم۔

(و) میاں محمد حسین کلیم کہ احوالش گذشت، قصیدۂ گفتہ است مسمی بہ روضۃ الشعراء۔ درو نام تمام شعراء را نقل کردہ(۳)۔ ازاں جملہ نام ایشاں را نیز آوردہ لیکن بکنایۂ غریبے کہ سخن فہم می فہمد۔ وآں اینست :۔

یقین کے شعروں پر ہیں بدگماں بعضے کہ اس کے نہیں

غلط ہے ہم نے بوجھا ہیگا مرزا جان جاناں کو

نام(۴) مرزا جانِ جان است و شاعر جانِ جاناں بستہ۔ چوں اکثر عوام نام مرزا از غلطی جانِ جاناں می گویند، شاعر مذکور نظر بر شہرت ہم چنیں موزوں کردہ

(۱) پیرس : از سر من برداشتہ اند، شعر من ترقی نہ کردہ

(۲) شورش : از سر من برداشتہ است. شعر من ترقی کردہ

(۳) پیرس : احوالش

(۴) پیرس : درج نمودہ

(۵) یہ پیراگراف پیرس میں نہیں ہے۔

Marfat.com

اگرچہ نمی بایست کہ گفتگوئے ما باخواص است۔

(۱۳۱) دربزرگ زادگی وشرافت ونجابت میاں یقین سخنے نیست۔ ازخانوادہ بزرگیست(۱)۔ بابندہ ہم آشنائی سرسری دارد۔ از وست :۔

دل میں زاہد کے جو جنت کی ہوا کی ہے ہوس
کوچۂ یار میں کیا سایۂ دیوار نہ تھا

روا گر دیجئے اس کو بھی تو کچھ عیب نہیں
آئینہ سے بھی گیا گیا دلِ حیراں میرا

یقیں اُس کے دُر دنداں کی باتیں جو کیا چاہے
صدف کی طرح دھولے آب گوہر سے دہن اپنا

کیا بدن ہوگا کہ جس کے کھولتے جامہ کے بند
برگِ گُل کی طرح ہر ناخن معطّر ہو گیا

اگرچہ اکثر شاعران ریختہ را مبدل بند یافتہ ام۔ مبدل می گویند و توارد می نامند گو یا کہ ایں شعر استاد درحق ایشان است(۲)

ہرچہ گویند بے محل گویند
در توارد غزل گویند

لیکن شعرِ یقین لفظاً لفظاً مبدل رائے آنند رام مخلص است کہ گزشت۔ طرفہ تر ایں کہ آں ہم سلیقہ سرقہ یکہ بودہ است۔ خدا داند کہ ایں معنی دراصل از کیست شعرِ ایں است :۔

---

(۱) پیرس : بزرگ است۔

(۲) پیرس : شعرائے متقدمین ایں مضمون را بفارسی بستہ اند چنانچہ نوشتہ می شود لیکن معلوم نیست کہ از کیست :۔

ناخن تمام گشت معطر چو برگ گل
بند قبائے کیست کہ وا می کنیم ما

Marfat.com

ناخن تمام گشت معطر چو برگ گل
بند قبائے کیست کہ وا می کنیم ما

از یقین است۔

آنکھ سے نکلے پر آنسو کا خدا حافظ یقیں
گھر سے جو باہر گیا لڑکا سو ابتر ہو گیا

یقیں سوز و گداز اپنے کو گر اظہار میں کرتا
خدا شاہد ہے آتش کا بھی زہرہ آب ہو جاتا

اگر مر کر نہ میں اس شوخ کی خاطر نشاں کرتا
خدا جانے وفا میری کی حق میں کیا گماں کرتا

زباں فولاد کی ہو جب جواب کوہ کن دیوے
ستم ہوتا اگر پرویز کو عشق امتحاں کرتا

سکھتے ہیں کہ تسخیریں آئینہ کو آتی ہیں
دل سے نہ ہوا جو کام آئینہ سے کیا ہوگا

نہ دیتا عیش کی خسرو کو فرصت قصر شیریں میں
جو میں ہوتا تو جائے شیر جوئے خوں رواں کرتا

ناچارے دل اپنا گیا گور میں یقیں
اس جنس کا جہاں میں کوئی قدرداں تھا

عاشق اور معشوق کی عالم سند کرتے ہیں سب
تجھ سے خونخواری کی طرز اور مجھ سے غم کھانے کی طرح

اب جو اڑ بیٹھیں قفس کے بام پر مقدور نہیں
حیف ہم آگے نہ بوجھے اپنے بال و پر کی قدر

کیا کروں مژگان تر کے ابر نے ڈالا ہے شور
آج بادل بے طرح امنڈے ہیں یہ برسیں گے زور

خال گورے کھ کا لیتا ہے مرے دل کو چرا
اس نگر میں چاندنی راتوں کو بھی پڑتے ہیں چور

دل نہیں کھنچتا ہے بن مجنوں بیاباں کی طرف
خوش نہیں آتا نظر کرنا غزالاں کی طرف

اس ہوا میں رحم کر ساقی کہ بے جام شراب
دیکھ کر چھاتی بھری آتی ہے باراں کی طرف

Marfat.com

ہمارے درد کی دارو اگر کچھ ہے تو دارو ہے
یہ سب سُن کے ساقی بات پی جانے کا کیا حاصل

جب دیکھتا ہوں تنہا تجھ کو بجن چمن میں
کس کس طرح کی باتیں آتی ہیں میرے مَن میں

مجنوں کی خوش نصیبی کرتی ہے داغ مجھ کو
کیا عیش کر گیا ہے ظالم دِوانہ پن میں

اگر بجائے خوش نصیبی، خوش معاشی می گفت، ایں شعر بسیار بامزہ می شد۔

خوباں یقین کو معذور اب تو رکھو کہ اسکے
لوہو نہیں جگر میں آنسو نہیں نین میں

دوبارہ زندگی کرنا مصیبت اس کو کہتے ہیں
پھر اُٹھنا بے وفا غول کا قیامت اس کو کہتے ہیں

نہ گزرا ہوگا مجھ سا کوئی رنگیں باؤلے پن میں
گریباں آ پڑا ہے پھٹ کے گل کی طرح دامن میں

یقیں سے جلتے بلتے کی خبر کیا پوچھ کر لوگے
پڑا ہوگا دیوانہ سوختہ سا کنج گلخن میں

کرتا ہے کوئی یار واس وقت میں تدبیریں
مرتا ہے یہ دیوانہ اب کھول دو زنجیریں

وہ ناخن ابروِ خوباں سے خوشنما تر ہے
کسو کے کام کی جس سے کوئی گرہ وا ہو

خواب میں کس طرح دیکھوں تجھ کو بے خوابی کے ساتھ
جمع آسائش کہاں ہوتی ہے بے تابی کے ساتھ

مفت نہیں لیتے وفا کو شہر خوباں میں یقیں
کس قدر بے قدر ہے یہ جنس نایابی کے ساتھ

زنجیر میں زلفوں کے پھنس جانے کو کیا کہئے
کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہئے

اگرچہ عشق میں آفت ہے اور بلا بھی ہے
نرا بُرا نہیں یہ شغل کچھ بھلا بھی ہے

Marfat.com

اس اشک و آہ سے سودا بگڑ نہ جائے کہیں
یہ دل کچھ آب رسیدہ ہے کچھ جلا بھی ہے

یہ کون ڈھب ہے سجن خاک میں ملانے کا
کسی کا دل کبھی پانوں تلے ملا بھی ہے

ایک پل بھی نہیں ٹھہرتا ہائے آنسو کی طرح
اس دلِ بے تاب کو کوئی تسلی کیا کرے

وصل کی گرمی سے مجھ کو ضعف آتا ہے یقیں
دیکھئے مجھ ساتھ خوبوں کی جدائی کیا کرے

اس سیمتن پوش سے آغوش رنگیں کیجیے
جیو میں ہے اس مصرعِ موزوں کو تضمیں کیجیے

مرنے سے عشق کے دوزخ بھی اس فرقہ کے جنت ہے
خدا ہم کو کرے محشور امتِ اہلِ محبت سے

نہ نکلا کام کچھ اس صبر سے اب نالہ کرتا ہوں
مری فریاد ہی شاید مری فریاد کو پہنچے

دیوانہ ہوں میں اپنے جیو سے مجنوں کے سلیقہ کا
مرنے لے لے کے مرنے کی طرح فرہاد کیا جانے

یار اگر منظور ہے دنیا و عقبیٰ سے گزر
منزلِ مقصود ہے دونوں جہانوں کے پرے

مجھے یہ بات خوش آئے ہے اک مجنونِ عریاں سے
کیا کیجے کہاں تک چاک ہم گزرے بیاباں سے

(۱)
فقیر نیز یک شعر دارد قریب بہمیں معنی و باعتقاد خود بمراتب ازیں شعر بہتر می داند۔ این است ۔
چاک پر چاک ہوا جوں جوں سلایا ہم نے
اب گریبان ہی سے ہاتھ اٹھایا ہم نے

از فقیر است ۔

(۱) بیرس: فقیر نیز یک شعر گفتہ است قریب بہمیں معنی و با اعتقاد خود بمراتب شعر خود را بہتر می داند و آں این است ۔

Marfat.com

نہ دے برباد خارِ آشیاں کو عندلیباں کے
صبا تو بھی ہوا خواہوں میں ہے آخر گلستاں کے
ٹک ایک انصاف کر کرتا ہے اتنی بھی جفا کوئی
کرے گا بعد میرے کس توقع پر وفا کوئی

ثاقب

میاں شہاب الدین ثاقب تخلص۔ مردے درویشے است، متوکل، شاگرد میاں آبرو۔ اکنوں[1] شعر خود را پیش خاں صاحب سراج الدین علی خاں می آرد۔ از چندے بوطن خود رفتہ (است) کہ از مضافات بارہ است۔ بافقیر آشنائی بسیار داشت (غرض) تحفۂ روزگار است[2]۔ در ہمہ چیز[3] دست دارد و ہیچ نمی داند۔ حاصل مردے[4] خوبے است، زندہ[5] باشد۔ از وست:

ثاقب کی نعش اوپر قاتل میں آکے پوچھا
یہ کون مر گیا ہے کس کا ہے یہ جنازا

---

(۱) پیرس : دریں ولا

(۲) پیرس : بود

(۳) پیرس : درہمہ چیز دست داشت۔ و ہیچ نمی دانست

(۴) پیرس : مرد خوب

(۵) پیرس : خدا زندہ دارد۔

Marfat.com

(۱)
[مخفی نماند کہ شاعران سمت ملک دکن اکثر بے رتبہ اند، مگر بعضے چنانچہ ولی محمد کہ صاحب دیوان مشہور و معروف است و سید عبدالولی عزلت و سراج و آزاد کہ معصر ولی بود و عارف علی خاں عاجز کہ سر رشتہ مربوط گوئی بدست ایشاں افتادہ است و باقی ہمہ درست حرف زدن نمی دانستند تا بہ شعر گوئی چہ نسبت۔ لہذا بر اشعار اکثر آنہا اکتفا کردہ نوشتہ می آید]

(۱) نسخۂ انجمن میں یہ پوری عبارت مبہم ہے اس لیے اس سے صرف نظر کرنا ہی بہتر سمجھا گیا

Marfat.com

ولی

ولی (محمد، ملک الشعراء) شاعر ریختہ (زبردست) صاحب دیوان) از خاک اورنگ آباد است۔ می گویند کہ در شاہ جہان آباد دہلی نیز آمدہ بود۔ بخدمت[1] میاں (شاہ) گلشن صاحب رفت و از اشعار خود پارہ خواند۔ میاں صاحب فرمود (ندکہ) ایں ہمہ مضامین فارسی کہ بیکار افتادہ اند[2]، در ریختہ (ہاے) خود بکار[3] ببر از تو کہ محاسبہ خواہد گرفت (و تحسین و توصیف فرمودند) از کمال شہرت احتیاج (بہ) تعریف ندارد[4] و احوالش کما ینبغی معلوم من[5] نیست۔ از وست:

نہ پوچھو عشق میں جوش و خروش دل کی ماہیت

برنگ ابر دریا بار ہے رومال عاشق کا

اس کے قدم کی خاک میں صد حشر ہے نجات

عشاق کے کفن میں رکھو اس عبیر کو

غرور حسن نے تجھ کو کیا ہے اس قدر سرکش کہ خاطر میں نہ لاوے تو اگر تجھ کو ولی آوے

خبرداری سے اس معشوق کے کوچہ میں جا اے دل

کہ اطراف حرم میں ہے ہمیشہ ڈر ترامی کا

---

(۱) پیرس : و در خدمت

(۲) پیرس : افتادہ بودند

(۳) پیرس : بردہ ای

(۴) پیرس : نیست

(۵) پیرس : فقیر

Marfat.com

اے غنچہ نہ کر تو فخر یہ دل — تکمہ ہے سجن کی بجتری کا

اے چھوڑ کے یار کیونکے جاوے — زخمی ہے شکار کیونکے جاوے

(جب لگ نہ ملے شراب دیدار — انکھیاں کا خمار کیونکے جاوے)

دیکھ کر تجھ نگاہ کی شوخی — ہوشِ عاشق رمِ غزال ہوا

اور مجھ پاس کیا ہے دینے کو — دیکھ کر تجھ کو روہی دیتا ہوں

کیا غم ہے اس کو گرمیِ خورشید حشر سے — بختِ سیاہ جس کے سر اوپر ہے سایہ بان

مست راہ دستے رقیب سیہ رُو کو اک بار — ڈرسے ہزار بار بلانے مہیب سے

دشمنِ دیں کا دین دشمن ہے — راہزن کا چراغ رہزن ہے

آغوش میں آنے کی کہاں تاب ہے اس کو — کرتی ہے نگہ جس تنِ نازک پہ گرانی

کہاں ہے آج یارب جلوۂ مستانہ ساقی

کہ دل سے تاب جی سے صبر سر سے ہوش لیجاوے

عالم میں ترے ہوش کی تعریف میں کی ہے — ایسا تو نہ کر کام کہ مجھ پر سخن آوے

سُن دلی رہنے کو دنیا میں مقام عاشق — کوچۂ زلف ہے یا گوشۂ تنہائی ہے

جلد چل ٹک عشق کی راہ میں گر تا پہنچے کہیں

کاہلی کو رہ نہ دے سالک کہ منزل دور ہے

پہنچتا ہے یہ دل کو ہر جاگہ — غم ترا روزیِ مقدر ہے

عجب کچھ لطف رکھتا ہے شبِ خلوت میں دلبر سے

سوال آہستہ آہستہ، جواب آہستہ آہستہ

کیونکر سیری ہو حسن سے تیرے — دھوپ کھانے سے پیٹ بھرتا نہیں

اے جان دلی وعدۂ دیدار کو اپنے — ڈرتا ہوں مبادا کہ فراموش کرے تو

یک دل نہیں آرزو سے خالی — بر جا ہے محال اگر خلا ہے

Marfat.com

گناہوں کے سیہ نامے سے کیا غم اس پریشاں کو
جسے وہ زلف دست آویز ہو روز قیامت میں

عزلت

سید عبدالولی سلمہ اللہ، عزلت تخلص۔ از (بندر) سورت اند (و) خلف الصدق حضرت سید سعد اللہ، قدس سرہ سورتی کہ مستبد (۱) عالمگیر (بادشاہ) بودند۔ درویش وضع، عالم فاضل، بزرگ متوکل۔ مشق شعر فارسی (۲) ہم کردہ اند (صاحب دیوان فارسی اند، الحاصل مجموعۂ فضل و کمال اند) لیکن مزاج او شان میلان ریختہ بسیار دارد۔ تازہ (۳) وارد ہندوستان کہ عبارت از شاہ جہان آباد است، شدہ اند۔ نسبتے تمام بسخن دارند۔ از اسالیب کلام شان واضح می گردد کہ بہرۂ بسیارے (۴) از دردمندی دارند۔ باایں ہمہ کمالِ ایں قدر دست مشرب بہم رسانیدہ اند کہ در ہر رنگ چوں آب می آمیزند۔ با فقیر (بسیار) محبت دارند، و) جوششہا می کنند۔ مرد با استقامت اند، خدا (۵) ایشاں را سلامت دارد۔ ازوست:۔

فقیروں سے نہ ہو بیزار لالا فصل ہولی میں
ترا جامہ گلابی ہے تو میرا خرقہ بھگوا ہے

(۱) پیرس : مرشد

(۲) پیرس : شعر فارسی بسیار خوب و مربوط می گویند

(۳) پیرس : از چندے وارد ہندوستان

(۴) پیرس : وافی

(۵) پیرس : حق تعالی بسلامت دارد۔

Marfat.com

جس خوش نگہ کو پہنچوں غفلت کی نیند لیوے
میں خفتہ بخت شب کا افسانہ ہو رہا ہوں

اس کو پہنچی خبر کہ جیتا ہوں کسی دشمن سیتی سُنا ہوگا
عزلت گماں یوں تھا کہ جل کر ہوا ہے راکھ
پھر دود آہ دل نیں مرا دیدہ تر کیا

بندے ہیں تیری چھب کے مہ سے جمال والے
سب گل سے گال والے سنبل سے بال والے

اے بلبل اتنی رُو کے دعا ہر سحر تو نہ مانگ
حق تیری آہ سرد چمن کی صبا کرے

نہ پوچھو یہ بگولا ہے مرا ہم قول صحرا میں
یہ قبر حضرت مجنوں ہے ڈانواڈول صحرا میں
ہوئے لیلیٰ کے سر چڑھ اشکِ مجنوں نیل کے ٹپکے
یے موتی خاک لیتا نہیں کوئی مول صحرا میں

بیاباں کے گلوں سے بوئے رنگ درد آتی ہے
اری بلبل چمن سیں دل اُٹھا آبول صحرا میں

نخل اُمید بے وفاؤں سے دل سلامت پھرے تو پھل پایا

صحیح[1] اپنا مرض الفت کا جب میں عرض کرتا ہوں
جلے دل کی تشفی کو مجھے آنکھیں دکھاتا ہے

کیا گرم ہو دیتا ہے جواب خنک اے یار
تاب اپنے دم سرد کی نہیں دل کو ہمارے

---

(۱) پیرس : صریح

Marfat.com

چین ابروئے سجن میں میرا جیو اُلجھا ہے   دل کھلے گر کبھی دونوں میں گرہ پڑ جاوے

دل میں رندوں کے پھپھولا ہوا عمامۂ شیخ   یارب اس بزم سے یہ زہر کا ٹکڑ جائے

سدھارے گل کہاں سونے پڑے ہیں گلستاں اپنے
گئی ہیں بلبلیں کیدھر جلا کر آشیاں اپنے

نہ پوچھو یہ کہ کیفی چشم یہ سُرمہ نے گھیری ہے
گریباں گیر ظالم بے سخن فریاد میری ہے

تجھ قبا پر گلاب کا لوٹا   دل بلبل گویا ابھی ٹوٹا

بجز رفاقت تنہائی آسرا نہ رہا   سوائے بیکسی اب اور آشنا نہ رہا

آزاد

آزاد تخلص، ہمعصر ولی بود۔ بسیار بصفا حرف می زد۔ از وست۔

آئیں جہاں کی ساری آزاد صفتیں پر
جس سے کہ یار ملتا ایسا ہنر نہ آیا

سراج

(میاں شاہ) سراج۔ در اورنگ آباد شنیدہ می شود۔ شاگرد سید حمزہ (است) (و) ہمیں قدر از بیاض سید[1] مسطور مستفاد می گردد۔ سخن او خالی از مزہ نیست۔ از وست

تم پر فدا ہیں سارے حسن و جمال والے
کیا خط و خال والے، کیا مدافت گال والے

---

(۱) پیرس : سید عبدالولی صاحب

Marfat.com

(مجھ زرد رنگ اور پر غصّے سے لال مت ہو
اسے سبز شال والے اودھی) رومال والے)

پی بن مجھ آنسوؤں کے شراروں کی کیا کمی
جس رات چاند نہیں ستاروں کی کیا کمی

نہیں ہے تاب مجھے سامنے ترے جاناں
کہاں سراج کہاں آفتاب عالمتاب

رفوگر کو کہاں طاقت کہ زخمِ عشق کو ٹانکے
اگر دیکھے مرا سینہ رفو چکر میں آجاوے

ہے تجھ آنکھوں کے گرفتاروں میں دل
کیوں نہ ہو مشہور بیماروں میں دل

شعلہ خو جب سے نظر آتا نہیں
لوٹتا ہے تب سے انگاروں میں دل

مجھ پریشاں کی طرف پھر کیو نکے آئے
ہے ترے گیسو کے مہکاروں میں دل

عجب وہ سرو گلزار دا خوش نہ ہوا واقع
پر بلبل نہال گل کو دست رد ہوا واقع

ہائے رہ گئی دل میں دامنگیریوں کی آرزو
سبزۂ تربت مرا ہے پنجۂ گیرا ہنوز

نہیں حقیقت میں حسن و عشق جدا
طوق قمری ہے طرۂ شمشاد

مدت سے گم ہوا دل بیگانہ اے سراج
شاید کہ جا پڑا ہے کسی آشنا کے ہات

شکر للہ ان دنوں تیرا کرم ہونے لگا
شیوۂ جور و ستم فی الجملہ کم ہونے لگا

نہیں ہوا اس شمع رو کے عشق میں داغ ایک سراج
ہیں وہ حسن آتشیں کے ایسے پروانے کئی

تجھ بھواں کے زخم کی لایا ہے تاب
خوب جا بہلا ہے تلواروں میں دل

ہے قیامت چشم و ابرو خط و خال
قید کیوں کرتے ہو لا چاروں میں دل

گلبدن شاید نظر آوے سراج
رات دن پھرتا ہے بازاروں میں دل

نہ بوجھو آسماں پر تم ستارے
ہماری آہ کی چنگاریاں ہیں

نہ جانوں آج کی شب کیوں کٹے گی
مری آنکھوں میں پلکیں آریاں ہیں

Marfat.com

(کبت بحر سراج)

محمور چشموں کی تبرید کرنے کو شبنم ہے سرد آبشوروں کی مانند
روپے کی تھالی سفیدی ہے نرگس کی زردی ہے زر کے کٹوروں کی مانند
دل کے خزانے سیں شاید لے جاوے گا جی کے جواہر کو عیاریوں سیں
ہر دم خیال اوس کا آتا ہے انکھوں کے روزن سیں چھپ چھپ کے چوروں کے مانند

عاجز

عارف علی خاں عاجز تخلص۔ دہ دوازدہ سال شدہ باشد کہ در شاہجہان آباد تشریف داشت۔ بندہ[۱] شور او شنیدہ بودم (لاکن بخدمت او نرسیدہ ام)[۲] از چندیں بسمت دکن رفتہ۔ اکنوں[۳] از زبان سید مذکور بوضوح می پیوندد کہ در برہان پور است۔ دیگر بر حسب و نسبش اطلاع ندارم۔ زبانش بزبان اوباشان است[۴] (خوب می گوید) اکثر ریختہ در بحر کبت می گوید۔ (چند ـــ از و نوشتہ می شود و اکثر[۵] قافیہ ہائے نامربوط را خوب موزوں می کند۔) از وست:

(ہماری آہ کو لستا نہ سمجھو ہے بل بند　　وہ گرز ہے کہ جو توڑے فلک کے ساتوں کمنڈ
تمہارے قد کے مقابل ہے سرو یوں بڈ ڈول　　نہال سرو کے لگ بے جوں درخت ارنڈ
ترے کلام سے دل کیوں نہ کانپے اے ناصح　　کہ تیری تلخ نصیحت ہے زہر سے گلنڈ

---

(۱) پیرس: فقیر شور او را

(۲) پیرس: حالا مدت است کہ از انجا دکھن رفتہ است

(۳) پیرس: اکنوں از زبانی سید عبدالولی صاحب شنیدہ کہ در اورنگ آباد است

(۴) پیرس: می ماند

(۵) پیرس: و اکثرے در بحر ۔۔۔۔ و کبت ریختہ می کند۔

Marfat.com

ترے رنگ تبسم سے بتوں کو دانت گلتی ہے
ترے عارض کے تل سے گُل رُخوں کو تاب ملتی ہے

ہماری آہ کے نیزے سے اے ظالم حذر کریو
کہ افلاک اُس کے زہرآلودانی کے آگے چھلنی ہے

کہاں سے قافیہ لا لا کے اپنے شعر میں ڈالا
نہیں عاجز دل میں ترے داغ یا توں شیخ چلی ہے

میرے سینے میں جب سے داغ ہجر ماہ سیما ہے
خراش زخم ناخن سے ہلال کنج بر ایما ہے

اشارے جب سے دیکھے ہم نے اُوس کے تیغ ابرو کے
ہمارا دل تو تب سے لخت لخت اور قیمہ قیما ہے

خیال اُوس اچپلی کا کیونکہ پاویں دل میں ہم عاجز
کہ جس کے ناز کے توسن کے آگے برق دھیما ہے

نہ جانے دل خیال حلقۂ زلفوں میں ہے کس کے
کہ جی جاتا ہے میرا یار ہر دم مشک ساپس کے

تری آنکھوں کے وصف اے خوش نگہ جب خوب لکھتا ہوں
قلم کو ڈال کر لیتا ہوں چن چن پھول نرگس کے[1]

مینہ کے برسنے کی یاد چلی ہے اب آنکھوں سے جان بن آنسو چلیں گے
ورد کے نیساں کے گوہر غلطاں تو ٹی میں کنکروں سے آہ رلیں گے

تخت جنوں مرا وحشی دیوانوں نے سر پر اُٹھائے ہیں شوروں سے عاجز
اب میاں مجنوں بولوں کی مور چھلوں کو خرابی سیں آپ ہی جھلیں گے

---

(۱) صرف آخری دو شعر نسخۂ انجمن میں ملتے ہیں جو نسخۂ پیرس سے غیر حاضر ہیں، باقی اشعار نسخۂ پیرس سے نقل کیے گئے ہیں۔

Marfat.com

ضیا

(مرزا عطا بیگ ضیا تخلص[1]۔ در اورنگ آباد خجستہ بنیاد سکونت دارد و از قبل ازیں مشق سخن از شاہ سراج می گرفتند، حالیا از میر غلام علی آزاد افادہ حاصل می نمایند۔ احوالش کما حقہٗ معلوم نیست لکن از بیت کہ مسموع شد ظاہر می گردد کہ خوش فکر اند، بیت:

پھول کے مونھ پر ستم سیں بار مت دم لے سموم
یہ چراغ خانۂ بلبل ہے، گُل ہو جائے گا)

احمد گجراتی[2]

احمد گجراتی۔ از وست:

ہوئے دیدار کے طالب خودی سے خود گزر نکلے
نہ پائی راہ دانش میں تمہارے نشاں سے بے خبر نکلے

نشاں[3] بے نشاں ہم ناک یک رنگی ہیں پاتے ہیں
خبر چھوڑی دوئی کا ہم نے جب سے ست نکر نکلے

بھرے دو مین کے چھنگاں چھوری ساتھ لے توشہ
کمر ہمت سے باندھے ہو ورپت کی بات پر نکلے

---

(۱) انجمن میں اس شاعر کا ترجمہ نہیں ہے۔
(۲) نسخۂ انجمن میں "احمدی" ہے۔ دونوں تذکروں میں جو سے نشان لگایا [illegible] احمد صحیح ہے۔ کاتب نے "ی" کا اضافہ کیا ہے۔ اب اس نسخے سے ان کے خیال کی توثیق ہو جاتی ہے۔
(۳) پیرس: نشان بے نشاں پانے چلے ہیں ناک یک رنگی
خبر پاؤں کی چھوڑی دوئی کا ست نکر نکلے

Marfat.com

نین کے ہاتھ کھپر لے، پھیریں درسن کی بھیکیاں کو
نہ پائی ایک در پر بھی بھکاری در بدر نکلے

رہے نادر خیالاں میں، ملے شوریدہ حالاں میں
ہوئے صاحب کمالاں میں کدھر سے آ کدھر نکلے

قاسم مرزا

(از) قاسم مرزا - او ہم ہمیں (قسم و ہمیں قافیہ) غزل گفتہ است۔ معلوم نیست کہ کجائی بود :

گلے میں سر کی لٹ سیلی سوال ہے خال کا دانا
ہوئے جوگی تو کیا یاں واں جدھر نکلے، ادھر نکلے

شعوری

شعوری(۱) جالا پوری - از وست

برسات میں نہ دیکھا نظر بھر کہ آفتاب
روشن ہے یہ کہ عاشق ہوا تجھ پر آفتاب

فضلی

فضلی(۲) - فضلی راست - مثنوی ایں ہم یک نظر دیدہ ام۔ شاعر خوبے نبود :

---

(۱) نسخۂ پیرس سے شعوری کا ترجمہ غیر حاضر ہے

(۲) نسخۂ پیرس میں فضلی کا ترجمہ نہیں ہے۔

Marfat.com

رکھا ہوں یتم جاں جاناں تصدّق تجھ پہ کرنے کو
کیا سب تن کو ہیں ورپن اجھوں درسن نپائے ہوں

ربط بین المصرعین ایں شعر سبحان اللہ عجب ربط چھپانی است کہ مطلق معلوم نمی شود کہ چہ می گوید و چہ ارادہ کردہ است۔

صبائیؔ

صبائیؔ احمد آبادی۔ از وست :۔ (۱)

زر سے ہے آشنائی، زر سے ملے ہے بھائی
زر نہیں تو ہے جدائی دنیا جو ہے سوز ر سے ہے

محمودؔ

محمود۔ (۲) از وست :۔

لوگاں کہیں پتھر سے کچھ سخت نہیں لیکن
جو کوئی پیا سے بچھڑا وہ سخت ہے پتھر سے

محمود تجھ میں دستا پورا ہنر دنا کا
ہے کیا عجب جو بھاوے تو ہو کو اس ہنر سے

سالکؔ

سالک۔ (۳) از وست :

---

(۱) نسخۂ پیرس میں صبائی کا ترجمہ نہیں ہے۔
(۲) نسخۂ پیرس میں محمود کا ترجمہ نہیں ہے۔
(۳) نسخۂ پیرس میں سالک کا ترجمہ نہیں ہے۔

Marfat.com

پھروں بے ہوش ہو کر میں برہنہ پا بدل تیرے
یقیں بوجھوں تمن پیارے کہ سالک کو لبھایا ہے

ملک

ملک[1]، از دوست:

تن من فدا کردں، اس ہشیار ساقی پر
یک قطرہ مے چکھا کر جن بے خبر کیا ہے

لطفی

لطفی[2]، از دوست:

تجھ عشق کی اگن سے شعلہ ہو جل اٹھا جیو — دل موم کے نمونے گل گل پگھل گیا ہے
جیو کا چمن جلا سو جلتی انگار لے کر — اکلا کے آگ دینے میسو جنگل گیا ہے
میں عشق کی گلی میں گھائل پڑا تھا تس پر — جوبن کا ماتا آ کر مجکو کھنڈل گیا ہے

فخری

فخری[3]:

دکھوں میں جب تجھے تو چھپا چوند لگ رہے
ہرگز کہنے نہ دیکھا نظر بھر کر آفتاب

---

(۱) نسخہ پیرس میں ملک کا ترجمہ نہیں ہے

(۲) نسخہ پیرس میں لطفی کا ترجمہ نہیں ہے۔

(۳) نسخہ پیرس میں فخری کا ترجمہ نہیں ہے۔

Marfat.com

ہاشم

ہاشم[1] :

دکھن ہور ہند کے دلبر ہمن سے بے حجاب اچھتے
کر مکھڑے چاند سے پرجن کے خط پیچ و تاب اچھتے

ہاتفی

ہاتفی[2] :-

تیری انکھیاں ہور زلف سے کافر ہوا سارا جہاں
اسلام ہور تقویٰ کہاں، زہد اور مسلمانی کدھر

اشرف

اشرف[3] :

پیا بن میرے تیں بیراگ بھایا ہے جو ہونی ہے سو ہو جاوے
بھبھوت اب جوگیوں کا رنگ لایا ہے جو ہونی ہو سو ہو جاوے

غواصی

غواصی[4] :-

جو کوئی اس مزرعِ دل پر برہ کا بیج بوتا ہے
تو ہرگز اس کے بستاں میں گل امید ہوتا ہے

---

(۱) نسخۂ پیرس میں ہاشم کا ذکر نہیں ہے۔

(۲) نسخۂ پیرس میں ہاتفی کا ذکر نہیں ہے۔

(۳) نسخۂ پیرس میں اشرف کا ذکر نہیں ہے۔

(۴) نسخۂ پیرس میں غواصی کا ذکر نہیں ہے۔

Marfat.com

خوشنود

خوشنود[۱] :۔

سب رین جاگے سحر پڑھ تو بھی سجن آیا نہیں
جب جب کے دیکھی باٹ میں درشن کو دکھلایا نہیں

جعفر

جعفر[۲] :

غمزیاں سوں دیکھو شوخ مجھے مار کر چلے
مجروح تسن پہ راہ منیں ٹھار کر چلے

عبدالرحیم

عبدالرحیم[۳] :

آیا فراق اب پیو کا سُدھ بدھ گنوا مجنوں کیا
جس باٹ وہ لیلےٰ گئی، اس باٹ مجھ جانا پڑا

عبدالبر

عبدالبر[۴] :

سجن کے ہجر کا نیزا جگر کے بیچ لاگا ہے
نہ چونکے کیونکے اب طالع کہ سنوا پنہ جاگا ہے

---

(۱) نسخۂ پیرس میں خوشنود کا ذکر نہیں ہے

(۲) نسخۂ پیرس میں جعفر کا ذکر نہیں ہے۔

(۳) نسخۂ پیرس میں عبدالرحیم کا ذکر نہیں ہے ۔

(۴) نسخۂ پیرس میں عبدالبر کا ذکر نہیں ہے۔

Marfat.com

عزیز اللہ

(۱)
عزیز اللہ
غزلے گفتہ است کہ تمام اولیا را درو ذکر کردہ است۔ مقطعش اینست:

مجھ نوجواں میں کیا سکت بولوں جو ولیاں کے صفت
عاجز عزیز اللہ اوپر دکھن کے سب پیراں مدد

سعدی

(۲)
سعدی دکھنی۔ انچہ بعض ایں را شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ گماں بردہ اند،
خطا است۔ از وست:

ہمنا تمن کو دل دیا تم نے لیا اور دُکھ دیا
تم یہ کیا، ہم وہ کیا، ایسی بھلی یہ ریت ہے
دو نین کے کھپر کروں، رُو رُو بخون دل بھروں
پیش سگ کو یت دھروں، پیاسا نجانے میت ہے
سعدی غزل انگیختہ شیر و شکر آمیختہ
در ریختہ در ریختہ ہم شعر ہے ہم گیت ہے

بیچارہ

(۳)
بیچارہ:

پیہ سے جدا ہونا نہ تھا، چا با خدا کا یوں اتھا
جز تبہ اب چارہ نہیں بیچارہ ہو رہنا پڑا

---

(۱) نسخۂ پیرس میں عزیز اللہ کا ذکر نہیں ہے۔
(۲) نسخۂ پیرس میں سعدی کا ذکر نہیں ہے
(۳) نسخۂ پیرس میں بیچارہ کا ذکر نہیں ہے

Marfat.com

حسن

حسن[۱] :

جب تے سفر پی نے کیا تب تے غریب آوارہ ہوں
پی بیگ تے آنا کریں یا مجکو لیں بلوائے ×کر

حسیب

حسیب تخلص، احوالش معلوم نیست ۔ از بیاض سید (عبدالولی) صاحب مذکور نوشتہ شدہ :

(گلبدن پھول کی مت توڑ کے ڈالی آرے
دیکھ ابھی شور کریں بلبل و الی آرے[۲])

داؤد

مرزا داؤد[۳] ۔ داؤد تخلص می کند، شاگرد سید صاحب است ۔ ایں قدرہم از زبان سید صاحب بہ تحقیق رسیدہ ۔ اللہ اعلم ۔ بارے مصرعے را درست، موزوں می کند ۔ از وست :

زلف دلبر سے مجکو سودا ہے
خلق کہتی ہے تجکو سودا ہے

میر میران

میر میران صاحب کہ سید نوازش خاں خطاب دارد و کھید[۴] تخلص اوست[۵]

---

(۱) نسخۂ پیرس میں حسن کا ذکر نہیں ہے ۔
(۲) انجمن : گلبدن پھول کی مت توڑ کے ڈالی آرے دیکھ ابھی شور کریں بلبل و مالی آرے"
(۳) نسخۂ پیرس میں مرزا داؤد کا ذکر نہیں ہے ۔
(۴) شیروانی : سید شمورش : فہمید
(۵) پیرس : می کند

Marfat.com

ہمیں قدر معلوم می شود ۔(ہمیں دو بیت شنیدہ شد)

آہ گر باغ میں وہ سرو خراماں گزرے
اشک قمری سے گلستان میں طوفاں گزرے

بسکہ ہے آتشِ غم تیز دردنے میں مرے
ناوک ناز ترا دل سے نہ سوزاں گزرے

تجرّد

میر عبداللہ تجرد (تخلص، مرد طالب علم است) سید عبدالولی (صاحب) می گویند کہ شاگرد نسبت ۔ ازوست:۔

تجھ رو میں لطف ہے سو ملک کو خبر نہیں
خورشید کیا ہے اس کی فلک کو خبر نہیں

یونس

حکیم یونس ۔ احوال او معلوم نیست (ذکر بالا نبود) از بیاض میر صاحب (معزی الیہ) نوشتہ شد:

صبح جب گلشن سے وہ گل رو گیا — باغ [illegible] باہر [illegible] گل [illegible]
ہے معطر اب تلک صحن تمام — اس زمیں اوپر کوئی گل بو گیا
سو گیا جن نے جگایا تماشے — [illegible]

(موزوں) خواجم قلی خاں

نواب[1] خواجم قلی خاں ۔ نسبت [illegible] زبان پور است

(۱) نسخۂ پیرس میں نواب خواجم قلی خاں کا ذکر نہیں ہے۔

Marfat.com

از معتقدان سید صاحب است :

موزوں نیں راہ عشق میں پھر اب قدم رکھا
ہے مصلحت سے دور بجا نوں کرے گا کیا

باقر حزیں

میر محمد باقر[1] حزیں تخلص ، شاعر ریختہ است ، صاحب دیوان ، از نصیر[2] یان مرزا جان جاں مظہر شنیدہ می شود کہ بہ بنگالہ رفت[3] ۔ دیگر احوالش تحقیق نمی گردد ، از وست :

اس بے وفا کے عشق میں کچھ مجکو جس نہیں
پانوں تلک بھی ہائے مجھے دسترس نہیں

(جس دن سے ہم سُنا ہے کہ آخر ہوئی بہار
اُس دن سے چھوٹنے کی ہیں کچھ ہوس نہیں

ویراں ہوئے خزاں سے چمن یہاں تلک کہ ہم
چاہیں کہ جل مریں تو کہیں خار وخس نہیں

بلبل پکارتی تھی اسیران گُل کے ساتھ
آئی بہار ہائے چمن میں قفس نہیں

توفیق دے کہ شور سے یکدم بھی چپ رہے
آخر میرا یو دل ہے الٰہی جرس نہیں

کیا ان دنوں میں دھوم مچاتے تھے اب کے سال
جاتی ہے یوں بہار حزیں ہائے بس نہیں

---

(۱) پیرس : محمد علی کاتب کا سہو معلوم ہوتا ہے
(۲) پیرس : انصاریان (۳) پیرس : رفتہ است (۴) نسخۂ انجمن میں صرف پہلا شعر ہے ۔

Marfat.com

یاد اب کیوں کر نہ آوے مجکو اپنا گلستاں ۔۔۔ ایک دن سکھ سے نہ گذرا جب سے چھوٹا آشیاں
ٹک تو اے گل رحم سے بلبل کی کر خاطر نشاں ۔۔۔ شوق کے مارے کوئی دم میں ابھی دیتی ہے جاں
دور سے بھی دیکھنے گل کو نہیں دیتا ہے ہائے ۔۔۔ اس قدر کرتا ہے مجھ پر جور تو اے باغباں
اے حزیں بلبل کے دل پر باغباں کے جور سے ۔۔۔ کیا کیا گزری ہوگی جس ساعت جلا ہے آشیاں)

حشمت

محمد علی حشمت ۔ از شاگردان غنی بیگ، قبول (تخلص) است ۔ اکثر بر شعرا[1] مرداں اعتراضات بے جا می کرد ۔ و جواب باصواب می یافت (و) در شعر ریختہ کہ بسیار پاجیانہ می گفت، گہہا[2] دارد ۔ حاصل، عجب ہنگامہ پردازے بود ۔ دریں ایام ہیچو اوسے ہم ہجو نمی رسد ۔ ہمراہ قطب الدین خاں در جنگ روباکشتہ شد ۔ استاد عبد الحی تاباں بود ۔ خداش بیامرزد، از وست :

جب آخر ان چمن میں ہوئی آشنائے گل ۔۔۔ تب عندلیب رو کے پکاری کہ ہائے گل
خط نئیں ترا حسن سب اوڑایا ۔۔۔ یہ سبز قدم کہاں سے آیا

تاباں

میر عبد الحی تاباں ۔ نوجوان بامزہ بود ۔ سید نجیب الطرفین، مولد او شاہجہان آباد است ۔ بسیار خوش فکر و خوب صورت (و) خوش خلق (و) پاکیزہ سیرت، معشوق عاشق مزاج ۔ تاحال در فرقۂ شعر[3] ہیچو او شاعر خوش ظاہر از

(۱) پیرس : اشعار
(۲) تیرتھ : بہم نمی نشیند
(۳) پیرس : زمرۂ

Marfat.com

(نکمن[1]) بطون عدم بعرصۂ ظهور جلوه گر نشده بود۔ زبان رنگینیش پاکیزه تر از برگ گل، گلستان سخن را نازک، داغ بلبل۔ سمند رنگینی[2] فکرش[3] با گلگون باد بهار (می) طابق النعل بالنعل است۔ هر چند عرصۂ سخن او همیں در لفظهائے گل و بلبل تمام است؛ امّا بیاہ برنگیں می گفت۔ از دیدن رنگ آتش بے اختیار از دہن من گل کمالش[4] سری زد نسبت شعر او استاد او را رتبه شاگردی او نبود۔

با فقیر یک صفائی[5] داشت۔ از چندے به سبب کم اختلاطی ایں ہیچمداں کدورتے بمیاں آمده بود۔ اجلش مہلت نداد که تلافیش کرده آید۔

آخر آخر که اوائل[6] جوانی او بود، ایں قدر مدام مست شراب کرده که ملاقات ہمه یاراں موقوف شد۔ اکثرے از دوستانش که بخانه او می رفتند، او راست طا فحج می یافتند[7] ازیں جہت یاراں دیدن او را موقوف نموده بودند[8] و آب بردن ایں ماجرا را ببیند که هشت هفت روز زود دیعت حیات سپردن او باقی ماند، یک مرتبه توبه کرده و ہمه آشنایان (و دوستان) خود رقعه ہا نوشته[9] (بایں مضمون واقعه) که عزیزان من

(۱) انجمن: مکن، شروانی میں بھی مکن ہے

(۲) پیرس: رنگینیش

(۳) پیرس: فکر عالی

(۴) پیرس: کمالیت

(۵) پیرس: صفائے کلی

(۶) پیرس، شورش: اول

(۷) پیرس: لایعقل

(۸) پیرس: لاکن بفضل و کرم الٰہی عاقبت بخیر شد که چوں ہفت ہشت روز قبل از فوت خود توبه نموده

(۹) پیرس، شورش: نوشت

Marfat.com

(از شرب شراب) توبہ کردہ ام۔ شما شاہد و خبرگیران من باشید چراکہ شراب بسبب کثرت استعمال مزاج من شدہ بود۔ از گذشتن[1] ایں از خود گذشتن من بہ من نزدیک می نماید۔ غافل از احوال من بودن از عقل بسیار دور است۔ آخرالامر ہماں شد کہ گفتہ بود۔ حاصل آفتاب تابانِ او زود بلب بام رسید، معشوق عجیبے[2] از دست روزگار رفت۔ افسوس افسوس، افسوس۔ امید قوی است کہ حق تعالیٰ مغفرتش کردہ باشد۔ از وست:

ہے سوزِ عشق یہاں تئیں مجھ میں بعد مرگ — پروانہ مرشد روح ہو شمع مزار کا
قد حلقۂ کماں اسی حسرت میں ہو گیا — تیرِ ہدف کبھی نہ ہماری ہوئی دعا
اخگر کو چھپا راکھ میں میں دیکھ کے سمجھا — تاباں تو تہِ خاک بھی جلتا ہی رہے گا
پاس تو سوتا ہے چنچل پہ گلے لگتا نہیں — نتیں کرتے ہیں ساری رات ہو جاتی ہے صبح
جیو میں آوے سو کہہ تو تاباں کو — لیکن من خیک مشت منا بقبیح
مرا بس ہو تو ہرگز خط نہ آنے دوں ترے لیکن
لکھا قسمت کا کوئی بھی مٹا سکتا ہے کیا قدرت
لگ رہی ہیں ترے عاشق کی جو آنکھیں چھت سے
تجھ کو دیکھا نہ مگر اُن نے لب بام کہیں
لے میری خبر چشم مرے یار کی کیوں کر — بیمار عیادت کرے بیمار کی کیونکر
بال اپنے کھولتا ہے جب تو اے خورشید رو
چاند سے منھ پر ترے اس آجاتا ہے ابر
آتا ہے فاتحہ کو گاہ رقیب ساتھ — لاتا ہے نار قبر پہ میری بجائے گل

---

(۱) شورش: از گذاشتن ایں از ہم گذشتن من نزدیک می نماید۔
پیرس: از گذشتن از ہم گذشتن من بہ نزدیک می نماید
(۲) پیرس: بنو مغفرت خود بیامرزد

Marfat.com

آشنا تو تجھے ہے ایسا کہ جیسا چاہیئے
پر جو کچھ دل چاہتا ہے ہائے وہ ہوتا نہیں

ساقی ہو اور چمن ہو مینا ہو اور ہم ہوں
باراں ہو اور ہوا ہو سبزہ ہو اور ہم ہوں

ایمان و دیں سے تاباں کچھ کام نہیں ہے ہم کو
ساقی ہو اور مے ہو دنیا ہو اور ہم ہوں

ملا یا خاک میں گھر کوہ کن کا ہائے خسرو نیں
یہ کیا بات آ گئی اس خانماں آباد کے دل میں

جفا تو چاہیئے اے شوخ مجھ پہ یہاں تک کر
کہ سب کہیں مجھے رحمت تری وفا کے تئیں

دیکھنا ان ماہرویاں کا تو اے تاباں نہ چھوڑ
چاہتا ہے گر ہمیشہ نور بینائی کے تئیں

میرے ہم مشربوں میں آ تاباں
رت جگے ہوں گے حضرت مضاں

جوں برگ گل سے باغ میں شبنم ڈھلک پڑے
کیا ہو کہ برگ تاک سے یوں مے ٹپک پڑے

محفل کے بیچ سن کے مرے سوز دل کا حال
بے اختیار شمع کے آنسو ڈھلک پڑے

کاٹیں ہیں بتاں تاباں جو شمع زباں میری
یہاں بات کے کہنے کی ہوتی ہے گنہگاری

سفیدی جو آئی ہے داڑھی میں تیری
سمجھ شیخ یہ تار و پود کفن ہے

شیخ جو حج کو چلا چڑھ کے گدھے پہ یارو
زور نہیں ظلم نہیں عقل کی کوتاہی ہے

رکھتا تھا ایک جیو سو تیرے غم میں جا چکا
آخر تو مجھ کو خاک میں ظالم ملا چکا

دیتا نہیں ہے ساقی اس ابر میں پیالہ
آتا ہے مجھ کو تاباں بے اختیار رونا

گلی میں اپنی روتا دیکھ مجنوں وہ لگا کہنے
کہ کچھ حاصل نہیں ہونے کا ساری عمر رو بیٹھا

تو بال کھول نہایا تھا ایک دن اب تک
ہر ایک موج کو ہے پیچ و تاب دریا میں

ہر ایک کو کیجیو تیر وں کا اپنے تو قندیل
کھلائیو نہ مرے استخواں ہما کے تئیں

بہے اشک از بسکہ آنکھوں سے میری
لب جو ہوا ہے کنار گریباں

ہاتھ بے فائدہ زنداں میں نہ دوڑا مجنوں
طوق ہے تیرے گلے میں یہ گریباں تو نہیں

Marfat.com

خوانِ فلک پہ نعمتِ الوان ہے کہاں / خالی ہیں مہر و ماہ کی دونوں رکابیاں
مرتے ہیں آرزو میں اس وقت آن پہنچو / ٹک تم کو دیکھ لیں ہم جلدی سے جان پہنچو
میں گورِ غریباں پہ جا کر جو دیکھا / بجز نقشِ پا لوحِ تربت نہیں ہے
نہ پائی خاک بھی تاباں کی ہم نے پھر ظالم / وہ ایک دم ہی ترے روبرو ہو سو ہوا
آرزو ہی رہی پہ دانۂ تاک / قطرۂ مے کبھو نہ ہو ٹپکا
مرنے کے سے تو نہیں کچھ مرے آثار ہنوز / رحم کر رحم کہ جیتا ہے یہ بیمار ہنوز
کیا ہیں فرض کہ محشر کے تئیں مجھے بخشیں / جو تو نہ ہووے تو فردوس بھی جہنم ہے
ترے پاس عاشق کی عزت کہاں ہے / تجھے بے مروت محبت کہاں ہے
مری گور پر لوگ رکھتے ہیں گل کو / تری دلربائی کی غیرت کہاں ہے
بتاں کیا کروں ناتوانی میں اپنی / مجھے بات کہنے کی طاقت کہاں ہے
میرا جواب نامہ یہاں لکھ چکے پر اب تک / قاصد پھرا نہ لے کر وہاں سے جواب نامہ
گئے نالے ترے برباد مانندِ جرس چپ رہ / اثر دیکھا تری فریاد میں دل ہم نے بس چپ رہ
تری ابرو سے نہ چھوٹے گا مرا دل ہرگز / گوشت ناخن سے بھلا کوئی جدا ہوتا ہے

تو مے پی اس قدر ظالم کہ تجھ کو کیف کم ہووے
ترا بے ہوش ہو جانا ہمارا ہوش کھوتا ہے

بتاں کے شہر ناپرساں میں کوئی کب داد کو پہنچے
مگر واں اپنے بندوں کی خدا فریاد کو پہنچے

قیامت مجھ پہ کل کی رات اس کے ہجر میں لائی
نہ آیا یار میرا آج بھی وہ رات پھر آئی

(رباعی)

ہوتا ہوں ترا جو اشتیاقی ساقی / بے خود ہو پکارتا ہوں ساقی ساقی
ہے مجھ کو خمارِ شب کا لا تب ہوئی / شیشہ میں رہا جو کچھ کہ ہے باقی ساقی

Marfat.com

خاکسار

محمد یار خاکسار تخلص، عرف کلو۔ شخصے است خادم درگاہ قدم شریف حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم۔ شعر ریختہ می گوید و خود را دور می کشد و بسیار سفلگی می کند بلکہ از تنک آبی بنائے ریختہ را آب رسانیدہ چنانچہ علی الرغم این نادرہ تذکرۂ نوشتہ است بنام معشوق چہل سالۂ خود احوال خود را اول از ہمہ نگاشتہ و خطاب خود (را) سید الشعرا پیش خود قرار دادہ۔ آتش کینہ کہ بے سبب افروختہ است چون کباہم بو می دہد۔ این قسم سپئے من رسیمان می تابد کہ (تو) گوئی پیر رسن تاب است۔ محمد معشوق کنبوہ کہ مردے است نائب میر بحر، بسیار گرم جوش و یار باش (است) چون شنید کہ خاکسار کلو[1] ہم نام دارد. بداہتاً[2] گفت، مصرع:

کتا ہے دربار کا کلو اس کا نام

چون کلو اکثر نام سگہا می گذارند لطف ہم رسانید۔ ہر کہ لابۂ او دیدا ست، می داند، فخر او ہمہ بر ریختہ است۔ طرفہ این کہ آن ہم نامربوط و خود او ہم نادرست۔ تقلید مرزا جان جان مظہر در ہر امر می کند (با وصف آنکہ ہیچ رتبہ ندارد) اگر کسے[3] تکلیف شعر کند، گوید کہ وقتے بیمار بودم۔ آہ آہ من این رنگ داشت۔ سبحان اللہ مردمان این را شعر می نامند۔ بابا! من شعر نمی گویم و با این برادران یوسف کہ ما شاعران باشیم (ربطے ندارم[4]، معاف دارید) الغرض بسیار کم فرصت و بے تہ است۔

---

(۱) پیرس : کلوا

(۲) پیرس : بدیہتہً

(۳) پیرس میں یہ عبارت نہیں ہے

(۴) انجمن میں یہ جملہ ناقص ہے، شورش سے اس کی تکمیل کی گئی ہے۔

Marfat.com

ایں چند شعرے کہ بنام او نوشتہ می آید، از فیضِ سخن است، از و نیست :-

دل شیفتہ ہو کے کیا لیا تمیں
اے خانہ خراب کیا کیا تیں

تیری زلف سیہ سے اے پیارے
مجکو یک سر ہزار سودا ہے

خاکسار اس کی تو آنکھوں کے کہے مت لگیو
مجھ کو ان خانہ خرابوں ہی نے بیمار کیا

بر تمیع ایں فن پوشیدہ نیست کہ بجائے "بیمار کیا" "گرفتار کیا" می بایست۔

تیغِ قاتل سے ہوئے محروم بے تقصیر ہم
روزِ محشر کے اٹھیں گے گور سے دل گیر ہم

کیا ہے اس خاکسار کی تقصیر
یہ مگر تم کو پیار کرتا ہے

کیا ہے حاصل تجھے ناصح مرے سمجھانے میں
آہ جوں شمع ہے راحت مجھے مر جانے میں

خاکسار عاشق سے خوار کو تقوے سے کیا
ابھی دیکھا تھا اس رند کو مے خانے میں

قیامت بھی ہوگی تو میری بلا سے
مجھے داد خواہی کی طاقت کہاں ہے

واسطے مین کے جا سیل تے یوسف گل کو
گھر ترے خانہ خرابوں سے جو ہنیاد کے

رونے سے خاکسار کے سوتا اٹھیں کو نا

اس خانماں خراب کو چھنا ندار سے
عشوہ و ناز کو ترے پیارے
یہ ترا خاکسار جانے ہے

تا نہ آتی ہے ترے بچہ سلام
ازاں سر نازنین دل با ... ـب

---

(۱) پیرس : تار

دردمند

محمد فقیہ دردمند (تخلص) ہر چند کہ یک ملاقات با او کردہ ام لیکن خوب از احوالش مطلع نیستم۔ این قدر (می) دانم کہ نظر یافتۂ[1] مرزا مظہر سطور است و اشعار او ہم بگوش فقیر نہ رسیدہ مگر چند بیت ساقی نامہ کہ در مدح ممدوح خود گفتہ۔ (از وست):

کرے کیوں نہ مشکل دو عالم کی حل | کہ جس کا یداللہ ہے بانہہ بل
کوئی آج اس کے برابر نہیں | وہ سب کچھ ہے الّا پیمبر نہیں

کدام محمد علی خانے داشت، در صفت او گوید:

پڑی اس کی خوبی کی ازبسکہ دھوم
لیا ہاتھ قدرت کا صانع نیں چوم

در شروع ساقی نامہ گوید:

ارے ساقی اے جان فصل بہار | یہی تھا ہمارا و تیرا قرار
ہمارے بسرنے کی یہ فصل نہیں | فراموش کرنے کی یہ فصل نہیں

در قسمیہ گوید:

تجھے وعدہ کر بھول جانے کی سوں
تجھے اپنی سوگند کھانے کی سوں

در فخریہ گفتہ:

تری جان کی سوں غنیمت ہوں میں | سلیقوں میں ظالم قیامت ہوں میں
مرا عقل میں کون انباز ہے | ارسطو مرا ایک دوا ساز ہے
فلک چرخ مارے گا گر صد ہزار | نہ لا دے گا مجھ سا کوئی روبکار

(۱) پیرس: نظر کردہ

Marfat.com

در اشتیاق گوید :

نہ یہ مے نہ یہ باغ رہ جائے گا
نہ ملنے کا یہ داغ رہ جائے گا

عاصمی

خواجہ برہان الدین عاصمی تخلص۔ شاعر ریختہ (است) و مرثیہ ہم خوب می گوید۔ وضعے معقولے دارد۔ در (شمشیر[1] شناسی) دستے[2] تمامے است۔ متوطن شاہ جہان آباد (است) در بہادر پورہ سکونت دارد۔ و مزاجش مائل لطیفہ گوئی بسیار است (و) در علم تاریخ مہارتے[3] خوب پیدا کردہ۔

از مغتنمات روزگار است، اگرچہ روزگار با او مساعدت نمی کند۔ (خدا سلامت دارد) از وست :

چمن کے تخت پر جس دم شہ گل کا تجمل تھا
ہزاروں بلبلوں کی فوج تھی اور شور تھا غل تھا
خزاں کے دن جو دیکھا کچھ نہ تھا جز خار گلشن میں
بتایا باغباں رو رو کے یہاں غنچہ تھا واں گل تھا
رات کو میں شمع کی مانند رو کر رہ گیا
صبح کو دیکھا تو سب تن اشک ہو کر بہہ گیا

شوق

میاں حسن علی شوق تخلص۔ از شاہ جہاں آباد است۔ سپاہی پیشہ، شاعر ریختہ۔

(۱) انجمن : شمشیر شناسیش۔ شروانی میں بھی شمشیر شناسی ہے۔

(۲) پیرس : مہارت تمام دارد۔

(۳) پیرس : مہارت

Marfat.com

شاگرد خاں صاحب سراج الدین علی خاں (است) بندہ را بخدمت او ربط کلیت اکثر اتفاق ملاقات (واختلاط) می افتد۔ از وست :

قاصد پھرا نہ وہاں سے جواب تک، تو آ چکا
القصہ اس گلی میں گیا سو جا چکا

اے یاس مجھ کو کام اجابت سے کیا رہا
وقتے کہ جب دعا ہی سے میں ہاتھ اٹھا چکا

اگر قاصد ترے کوچے سے ٹک جلدی نہ آوے گا
تو پیارے دیکھیو پھر تو کہ میرا جیو ہی جاوے گا

میں اپنی کم زبانی سے عزیزاں گرچہ مرتا ہوں
لب زخموں سے قاتل کا ادائے شکر کرتا ہوں

عبور بحر دنیا میں سبک ساری سے کرتا ہوں
حباب آسا شمار دم سے بے کشتی گزرتا ہوں

سراپا آرسی ہیں دیدۂ بیدار پر تو بھی
تری اس چشم خواب آلودہ آگے ہو نہیں سکتے

مدت سے یہ بحث درمیاں ہے
پر علم نہیں کمر کہاں ہے

کسی کو باغ دنیا سے نہ دیکھا شاد ہم جاتے
برنگ شبنم اک عالم یہاں سے چشم تر گزرا

دکھا دیدار اے پیارے کہ میں فرقت سے مر گزرا
مری فردائے محشر آج ہے میں کل سے در گزرا

ماتم میں میرے کوئی نہ رویا تو غم نہیں
تربت پہ میری شمع کا ہنسنا بھی کم نہیں

تروار کس پہ کھینچتے ہو ہم تو مر چکے
پیاسے ہو کس کے خون کے ہم میں تو دم نہیں

آ چکا خط کھی پہ تیرا نت نیا اک ناز ہے
ہو چکی آخر بہار اور اب تئیں آغاز ہے

خبر لے شوق کی ظالم تری فرقت سے مرتا ہے
بد از تلوار ہے اس پر جو کوئی دم گزرتا ہے

بجھے گی آتش دل ہم نے جانا تھا گھٹا آئی
ہوائے ابر نیں و دونی دلے یہ آگ بھڑکائی

بجز مرو ڑکے عاشق سے کچھ خیال نہیں
ہم اس کی زلف کو جانا تری ہے سودائی

کیا کیا ستم نہ تھے جو کیے چشم یار نیں
جو سختیاں تھیں مجھ کو زمانہ دکھا چکا

آج ہی ملو تو بہتر وعدہ غلط ہے کل کا
جوں طفل اشک میں تو مہماں ہوں کوئی پل کا

Marfat.com

رُسوا

رُسوا (تخلص) شخصے بود ہندو۔ حالا[1] قید مذہب نداشت۔ پیش ازیں در توپ خانۂ (بادشاہی) نوکری (می) کرد۔ از چندے ترک روزگار گرفتہ آوارۂ دشت گمراہی شدہ۔ وضع ساختہ داشت۔ اکثر[2] کہ در اثنائے راہ دیدہ شدہ است مست گذارہ یافتہ ام۔ پیشتر (ازیں) عاشق طفل[3] ہندوے بود۔ او از قضا[4] مرد۔ (و) عاشقی او بہوس مبدل گشت۔ از بسکہ شراب می خورد وحالات مستی خود بمردہاں می نمود۔ دراں پردہ عالمے را باب می راند و بسر می برد۔ عریانی[5] را لباس خود مقرر کردہ می گشت۔ آخر درہاں برہنگی جامۂ (زندگانی) گذاشت۔ (چند شعر از و نوشتہ می آید) از وست:

(شمع جل جاتی ہے جلتے دیکھ پروانے کتیں
موم دل ہے کیوں (نہ) چاہے اپنے دیوانے کتیں)

(گو زخم میرے دل کا نہ سیوے سیرا میاں
میں مرگیا تو کیا ہوا، جیوے سیرا میاں)

قفس سے دوں گئے ہم اور چمن میں جائے نہیں
اُڑیں تو پر نہیں رکھتے، چلیں تو پائے نہیں

وصل میں بیخود رہے اور ہجر میں بیتاب ہو   اس دیوانے دل کو رسوا کس طرح سمجھائیے

---

(۱) بیرس : حالیا

(۲) بیرس : کہ اکثر در اثنائے راہ مست لایعقل دیدہ شدہ

(۳) بیرس : ہندو بچہ

(۴) بیرس : او از قضائے الٰہی مرد

(۵) بیرس : وحشی مزاج شدہ، لباس عریانی اختیار کردہ بود

Marfat.com

ہر گلی میں گر پڑیں ہیں مست ہو دیوار و در — ابر رحمت برستا ہے یا برستی ہے شراب

آرام تو کہاں کہ ٹک ایک سو کے چپ رہیں — آنسو بھی نہیں رہے کہ بھلا رو کے چپ رہیں

قائم

محمد قائم متخلص بقائم۔ جوانے (خوبلے) است، خیرہ وطیرہ، حُسن پرست، نوکر پیشہ۔

مدتے داخل جرگۂ میاں خواجہ میر صاحب ماند۔ اکنوں با مرزا (محمد) رفیع (سودا) محشور است۔ بافقیر نیز آشنا است۔ (سخن او خالی از کیفیت نیست، خدا سلامت دارد) ازوست:

دریا ہی پھر تو نام ہے ہر اک حباب کا — اُٹھ جائے گر یہ بیچ سے پردہ حجاب کا

کیوں چھوڑتے ہو دُرد تہ جام مے کشو — ذرہ ہے یہ بھی آخر اسی آفتاب کا

درد دل کچھ کہا نہیں جاتا — آہ چپ بھی رہا نہیں جاتا

جا ہے ماتم کی نت مرے دل میں — اس نگر سے رہا نہیں جاتا

ہر دم آنے سے میں بھی ہوں نادم — کیا کروں پر رہا نہیں جاتا

(بلبلاں کا اگر جو درد سُنے — باغباں پھر چمن کے گُل نہ چُنے)

جس کا عاشق پتنگ سا جل جائے — شمع کیوں کر کہو کہ سر نہ دُھنے)

یہ کہیو تو قاصد کہ ہے پیغام کسی کا — پر دیکھیو لینا نہ کبھو نام کسی کا

الٰہی واقعی اتنا ہی بد ہے فسق و فجور — پر اس مزہ کو سمجھتا جو تو بشر ہوتا

بنا دے کوئی عمارت سو کس توقع پر — پڑا ہے قصر فریدوں بن آدمی سونا

نیک و بد جو تجھے کرنا ہے سو کرلے قائم — پھر اُمید نہیں ہے کہ جواں ہووے گا

کو نوحہ گر کو خاک پہ میری ہو گرم شور — تھا اک چراغ گور سو وہ بھی خموش تھا

(۱) پیرس: قائم تخلص۔

Marfat.com

ہم سے بے بال و پر اب جائیں کدھر اے صیاد

کاش تیں ذبح کیا ہوتا کہ آزاد کیا

یکدگر جب خفگی آئی تو جھگڑا کیا ہے — تجکو خواندہ بہت مجکو طرحدار بہت

بھلا اے ابر مژگاں اب تو بس کر — ابھی تو کھل گیا تھا تو برس کر

بہار عمر ہے قائم کوئی دن — اسے جوں گل ہنسا لے کاٹ ہنس کر

دامن نہ کھینچ خاک سے میری اے شعلہ خو — پر بے قرار ہے ہوس سوختن ہنوز

اے محنت آزمائے عاشق — تب خوش ہو کہ مر ہی جائے عاشق

ہمارے درد دل کے تئیں یہ کب بیدرد پوچھیں ہیں

ہم اپنے جیو سے عاجز ہیں انھوں کو عیش سوجھیں ہیں

روکے سے ہے کون تیغ مری عشق میں کہا — بولا ادھر سے داغ جگر لے سپر کر ہم

نہ دل بچا ہے نہ اب نم رہا ہے آنکھوں میں

کبھی جو روئے تھے خوں جم رہا ہے آنکھوں میں

موافقت کی بہت شہریوں سے میں لیکن

وہی غزال ابھی رم رہا ہے آنکھوں میں

وہ محو ہوں کہ مثال حباب آئینہ

بجز سرشک نکل تھم رہا ہے آنکھوں میں

صحرا پہ گر چلوں تجھے لاوے عتاب میں — کھینچوں ہوا ایک غبار کو پانی [illegible]

آوے خزاں چمن کی طرف گر میں رو کروں — غنچہ اسے گلوں کو صبا کر میں بو کروں

کھلتی ہے چشم دید کو تیری پہ جوں حباب — اپنے تئیں بن آپ نہ آیا نظر کہیں

(رہنے دو میری نعش کو ہو جائے تا غبار — لے جائے گی اڑا کے صبا پھر کہیں)

اے دل برنگ غنچہ نہ اب کر خون سے تو — اپنی گرہ سے ان کے کھلانے کو نہیں

Marfat.com

دل تو کہے سُنے سے سمجھتا بھی ہے کوئی — جو کچھ کہو سو دیدۂ خانہ خراب کو
میں رہ گزر میں پڑا ہوں برنگ نقشِ قدم — تیں چھوڑا کس کے بھروسے پہ کارواں مجھکو

قطعہ

یارو کیوں بکتے ہو بے فائدہ مجھ سے جاؤ — اتنی کہتے ہو مجھے اتنی اسے سمجھاؤ
وہ نہیں تو کہ تجھے غم ہو کسی عاشق کا — یا کوئی جیو نصیبوں ستی یا مرجاؤ
سنگ کو آب کریں پل میں ہماری باتیں — لیکن افسوس یہی ہے کہ کہاں سنتے ہو

قطعہ

میں کہا خلق تمھاری جو مکرر کہتے ہیں — تم بھی کچھ اس کا کہیں ذکر و بیاں سنتے ہو
ہنس کے یوں کہنے لگا خیر اگر ہے یہ بات — ہووے گی ویسی ہی جیسی کہ وہاں سُنتے ہو
راہ پنیڈے اسے رکھتا ہوں اگر گھیر کبھو — ہنس کے کہتا ہے مجھے کام ہے اب پھیر کبھو

جیو میں چہلیں تھیں جو کچھ سو تو گئیں یار کے ساتھ
سر پٹکنا ہی پڑا اب درو دیوار کے ساتھ
میں دیوانہ ہوں صدا کا مجھے مت قید کرو
جیو نکل جائے گا زنجیر کی جھنکار کے ساتھ

موقوف شغل گریہ مری چشم اگر کرے — اتنا رہے نہ آب کہ لب کوئی تر کرے
پہلے ہی سوجھتی تھی ہمیں اے شبِ فراق — یہ رات بے طرح ہے خدا ہی سحر کرے
تجھ سے لگی تھیں آنکھیں پھنسا مفت میں یہ دل
تقصیر تھی کسو کی گرفتار ہے کوئی

دہن کو تیرے پایا بات کہتے — ہماری جز رسی میں کیا سخن ہے
نہ لگا دل کو اس کی مژگاں سے — اپنے حق میں تو کانٹے مت بو وے
اُٹھاوے ستم یا جفا کیا کرے — بچارا یہ دل ایک کیا کیا کرے

Marfat.com

میں جاتا ہوں کعبے سے اب دیر کو ‏ بھلا یہ بھی دیکھوں خدا کیا کرے
نہ مرنے دیتے ہم قائم کو لیکن ‏ خداوندی سے کچھ چارہ نہیں ہے
یارب کوئی اس چشم کا بیمار نہ ہووے ‏ دشمن کے بھی دشمن کو یہ آزار نہ ہووے
یہ دل وہ جنس ہے کہ دیا گر کہیں اسے ‏ دھڑکا یہی رہا کہ نہ دے باز پس مجھے
مرا کوئی احوال کیا جانتا ہے ‏ جو گزرے ہے مجھ پر خدا جانتا ہے
بھٹکا پھروں ہوں یہاں میں اکیلا ہر ایک سمت
اے ہمرہان پیش قدم تم کدھر گئے
جی تج چکا ہے جور فروشوں کے ہاتھ سے
دل دیکھنے کو لے کے جو ظالم مکر گئے
افغان و آہ کشتۂ بیداد کیا کرے ‏ جو قتل ہو چکا ہو سو فریاد کیا کرے

رباعی

کیا پشم ہیں دنیا کے یہ سب اہل نعیم ‏ بے قدر کریں ہم کو جو دے کر زر و سیم
مسجد میں خدا کو بھی نہ کیجئے سجدہ ‏ محراب جو خم نہ ہو برائے تسلیم

دانا

فضل علی دانا تخلص۔ مرد بیست نوکر پیشہ، وارستہ، لطیفہ گو، شاگرد میاں مضمون۔ تلاش لفظ تازہ بسیاری کند۔ اصل او از شاہ جہان آباد است

اتفاقاً در موسم ہولی تاریخ پانزدہم کہ مجلس (در) خانۂ فقیر مقرر است، واقع شد۔ میاں دانا نیز تشریف (آورد)(۱) لیکن بہ لباس عجیبے، یک [illegible] بہ بر کردہ کہ دامنش تا بزانو بود۔ چوں رنگ ذات شریف و ریش از حد زیادہ(۲)

(۱) انجمن: داشت

(۲) پیرس: رنگ شریفش سیاہ بود و ریشش نیز سیاہ۔ مرزا محمد رفیع سودا کہ سابق مذکور شان گذشتہ شد بود، بدیدہ دیدنش (گفتند) کہ یاراں ہولی کا ریچھ آیا۔

Marfat.com

ہر دو سیاہ بود، مرزا رفیع کہ سابق گذشت، بمجرد مشاہدہ کردن او گفت کہ "یاد ہولی کا ریچھ آیا، کہ بزبان فارسی خرس ہولی می تواں گفت۔ چوں در ہندوستان رسم است کہ دراں روزہا (اکثر) اراجیف واطفال (ہندو) وغیرہم خرس وبوزنہ واسپ وشتر (وغیرہ) برائے خوشی (وبازی) ہم دیگر می سازند۔ ایں لطیفہ بسیار بہ موقع افتاد بلکہ صورت گرفت۔ (۱)

القصہ دانا عجب کسے است۔ گاہ گاہ بافقیر نیز ملاقات می کند۔ از وست:

بہر صورت خدا کو دیکھنا عنوان ہے میرا یہی توحید میں مصرع سرِ دیوان ہے میرا

دل میں ہر ایک کے سودا ہے خریداری کا یوسفِ مصر گر تو ہی ہے ارے یار عزیز

نہ چاٹے خون کو جس روز میرے اس کے فاقہ ہے۔

رگِ گردن سے میری اس کے خنجر کو علاقہ ہے

انسان

اسد یار خاں انسان تخلص می کرد و شعر ریختہ نیز می گفت۔ در عصر محمد شاہ بادشاہ کہ اکنوں بہ فردوس آرام گاہ ملقب است، بہ امارت رسید۔ بسیار بکر و فرمعاش می کرد۔

(۲) از اکبرآباد بود۔ بہ (۳) سبب ناسازی روزگار، کہ باکس نمی سازد ونخواہد ساخت، زود فوت شد۔ از وست:

نہ دیکھی ایک جھلک بھی آپ کے تن بیچ اندھوں نیں

اگرچہ ہر بنِ مو سے بدن سارا شبکا ہے

---

(۱) پیرس : درایام ہولی

(۲) پیرس : او باشندۂ اکبرآباد داشت

(۳) پیرس : دریں ایام از سبب ناسازی روزگار خانہ نشیں شدہ، فوت شد، رحمۃ اللہ (علیہ)

Marfat.com

زمیں اور آسماں اور مہر و مہ سب تجھ میں ہیں انساں
نظر بھر دیکھ مشتِ خاک میں کیا کیا جھمکا ہے

عارف

محمد عارف، عارف تخلص، متصل دہلی دروازہ می باشد، شاگرد میاں مضمون است. از بسکہ تلاش لفظ تازہ می کند۔ بعد از سالے و ماہے بیتے از و موزوں می شود۔ شعرلو خالی از لطف نیست، بافقیر نیز آشنا است، (از وست):

دختِ رز کو کہہ کر اس سے ملے ۔۔۔ ورنہ عارف انیم کھا وے گا

ہزاروں معنی باریک آویں دل میں اے عارف
اگر زلفِ سیہ کا پیچ اس کے منہ پر کھل جاوے

ہدایت

میاں ہدایت اللہ ہدایت تخلص۔ از دہلی است(۱)۔ ریختہ را بطرز (نیکو) می گوید۔ از یاران (میاں) خواجہ میر صاحب است۔ اگرچہ او در نظام عجز وانکسار پیش می آید اما کمیت خامہ او (در عرصہ(۲) سخن) بال بستہ(۳) راہ می رود۔ بندہ از دستِ او بسیار محظوظم (حق سبحانہ تعالیٰ سلامت دارد) از وست:

شہیدِ تیغ ابرو ہے اسیرِ دامِ گیسو ہے ۔۔۔ ہدایت بھی تو کوئی زور ہی شہدا شکار ہے

یاد آتی ہی زلف کی ہے قہر ۔۔۔ پھر گئی جیو پہ سانپ کی سی لہر

تیری زلفوں کی کچھ چلی تھی بات ۔۔۔ روتے ہی گذری آہ ساری رات

---

(۱) بیرس: از باشندہ شاہجہان آباد دہلی است۔

(۲) انجمن: در عرصہ میدان سخن

(۳) بیرس: نعال بستہ

Marfat.com

حیرت میں ہوں کہ تیرے تئیں اے شب فراق
ظاہر میں دیکھتا ہوں کہ عالم ہے خواب کا

قطعہ بند

بھلا بتا تُو میری جان کچھ ہدایت میں   تمہارے جور سے شکوہ کبھو کیا ہوگا
مگر یہی نہ کہ بے اختیار ہو کے کبھو   کچھ اور بس نہ چلا ہوگا، رُو دیا ہوگا

تجھ بن اے خونخوار یہاں ہر دم دم شمشیر ہے
سانس جب پلٹے ہے گویا بازگشتی تیر ہے

بیدار (۱)

(۲) میاں محمد علی بیدار۔ جوانے است بسیار مرد آدمی و خوش خلق۔ از شاہجہان آباد (است) شعر ریختہ بسیار صاف و شستہ می گوید۔ صاحب دیوان است۔ از یاران مرزا مرتضیٰ قلی بیگ فراق تخلص، کہ بسیار شاعر مربوط فارسی اند، ہست۔ اکثر در صحبتہا با فقیر بگرمی پیش می آید۔ الحاصل مرد خوب رنگیں مزاج است۔ خدا سلامت دارد۔

بارہا یار سے چاہا کہ ہوں اغیار جُدا
لیکن اُس گُل سے نہ یکدم ہوئے وہ خار جُدا

---

(۱) بیدار کا ترجمہ پیرس سے نقل کیا گیا ہے۔ اس نسخے میں بیدار کے چالیس شعر اور ایک رباعی شامل ہیں جبکہ انجمن میں صرف ایک شعر ملتا ہے۔ بیدار کے ترجمے میں بھی قدرے اضافہ ہے۔ انجمن میں ان کا ترجمہ ان الفاظ میں ہے:

"بیدار تخلص، جوانے است از یاران مرتضیٰ قلی بیگ فراق۔ مصرع ریختہ درست موزوں می کند، و مرزا مرتضیٰ قلی شاعر مربوط فارسی است۔ اکثر در صحبتہا با فقیر بگرمی پیش می آید۔ از بیدار است"

(۲) میر محمدی بیدار کا نام محمد علی بھی بتایا گیا ہے۔ دیکھیے عمدہ منتخبہ

Marfat.com

تیرے رخسار و قد و چشم کے ہیں عاشق زار
گل جدا، سرو جدا، نرگس بیمار جدا

رات کو بزم میں سب رہے درخشاں تیرے
شمع گریاں ہے جدا، دیدۂ بیدار جدا

جس چشم کو نہ ہو تیرا دیدار دیکھنا ‏ ‏ پھر اس کو کیا جہاں میں ہے اے یار دیکھنا
سرشک و داغ و غم و درد جاں ستاں دیکھا ‏ ‏ تمہارے عشق میں کیا کیا نہ مہرباں دیکھا
نہ کوہکن نے وہ دیکھا کبھو نہ مجنوں نے ‏ ‏ تمہارے عشق میں ہم نے جو اے میاں دیکھا
ہزاروں گرچہ ہیں بیمار تیری آنکھوں کے ‏ ‏ پر اون میں کوئی بھلا مجھ سا ناتواں دیکھا
کل تیری یاد میں آنسو ہی نہ کچھ گلگوں تھا ‏ ‏ پر مژہ پر مرے لخت جگر پر خوں تھا
پاس ناموس حیا تھا کہ نہ روئے اے ابر ‏ ‏ ورنہ آنکھوں میں ہمارے بھی بھرا جیحون تھا
رشک کھاتا ہے چمن دیکھ کے داماں میرا ‏ ‏ کم نہیں ابر سے کچھ دیدۂ گریاں میرا
ایسے طالع مرے بیدار کہاں ہیں جو آج ‏ ‏ اس شب تار میں آوے مہ تاباں میرا

مست ہم کو شراب میں رہنا ‏ ‏ کچھ کہو سیر آب میں رہنا
یاد میں اوس کی زلف کے اے دل ‏ ‏ کب تئیں پیچ و تاب میں رہنا

جو وہ خورشید طلعت شام کو ہو بام پر ظاہر ‏ ‏ نہ ہووے صبح محشر تک خجالت سے قمر ظاہر
چھوٹے اب اوس شعلہ خو کا مجھ سے کیونکر اختلاط
چھوڑ کب سکتا ہے آتش سے خجالت اختلاط

آتش حسرت پہ ہو جاتے ہیں لخت دل کباب
اس لب میگوں سے جب کرتا ہے ساغر اختلاط

روشن مثال شمع ہزاروں ہیں غم کے داغ
تربت پہ دل جلوں کی نہیں حاجت چراغ

Marfat.com

خاک عاشق سے ہے جو ہووے ہے نثار دامن
اے مری جاں تومت جھاڑ غبارِ دامن

رشک کھاتا ہے جسے دیکھ کے بستان ارم
اشک بیدار نے کی ایسی بہارِ دامن

تجھ بن ہے بے قرار دل اے ماہ کیا کروں
کٹتی نہیں ہے ہجر کی شب آہ کیا کروں

نہ دل نہ دلربا نہ مرے جی کہیں قرار
حیراں ہوں ایسے میں مرے اللہ کیا کروں

جلوہ گر شمع رُخ یار کہاں ہے کہ نہیں
روشن اوس نور سے وہ کون مکاں ہے کہ نہیں

کیوں اُٹھایا ہے صبا نے ترے کوچے میں غبار
کیا وہاں آج کوئی اشک فشاں ہے کہ نہیں

دل کو میں آج ناصحا اُوس کو دیا جو ہو سو ہو
راہ میں عشق کے قدم اب تو رکھا جو ہو سو ہو

(۱) صفا الماس گوہر سے فزوں ہی تیرے دنداں کو
کیا تجھ لب نے ہم رنگ خجالت لعل و مرجاں کو

دیکھ تجھ کاکل مشکیں کی ادائیں شانہ
ہاتھ اوٹھا کیوں نہ کرے تجکو دعائیں شانہ

اس کے بھر آئے ترے مرہم کاکل سے زخم
دونوں ہاتھوں ستی لیتا ہے بلائیں شانہ

چاہیے مجھ دل صد چاک کو لے جائے ہاں
گر بتاں واسطے زلفوں کے منگائیں شانہ

حسرت گیسوئے مشکیں میں مرے جو بیدار
استخواں اوس کے کا لازم ہے بنائیں شانہ

ترے کیا ہاتھ آیا اس ستم سے باغباں سچ کہہ
اوجاڑ کیوں چمن سے بلبلوں کا آشیانہ سچ کہہ

نہیں معلوم ہوتا مجکو اس دشنام دینے سے
مزا آتا ہے کیا تجھکو ارے شیریں زباں سچ کہہ

---

(۱) انجمن میں صرف یہی ایک شعر ہے، باقی اشعار نسخۂ پیرس سے نقل کیے گئے ہیں۔

Marfat.com

گریباں چاک کر اور پاؤں ننگے ہو کے دیوانا
تو ایسے حال سے بسمار جاتا ہے کہاں سچ کہہ

عاشقوں میں جو کوئی کشتۂ کاکل ہووے — اوس کی تربت پہ سدا سبزۂ سنبل ہووے
جس دن تم آکے ہم سے ہم آغوش ہو گئے — شکوے جو دل میں تھے سو فراموش ہو گئے
سلام بھی ہے زمانے میں اور دعا بھی ہے — ہمارے یار نے قاصد سے کچھ کہا بھی ہے

زلف اوس رخ پہ صبا سے جو پریشاں ہو جائے
سحر و شام بہم دست و گریباں ہو جائے

زاہد اس راہ نہ آ مست ہے میخوار کئی — ابھی یہاں چھین لیے جبہ و دستار کئی
ناتواں مجھ سے بھلا کون ہے انصاف تو کر — چشم فتاں کے ترے گرچہ ہیں بیمار کئی
نشہ میں جی چاہتا ہے بوسہ بازی کیجیے — اتنی رخصت دیجیے بندہ نوازی کیجیے
چاہیے جو کچھ سو ہو پہلے ہی سجدے میں حضور — آپ کو گر کعبۂ دل کا نمازی کیجیے

رباعی

خورشید سپہر دین رسول الثقلین — ہیں اون کے علیؓ و فاطمہؓ نور دو عین
فانوس نبوت و ولایت کے بیچ — مانند دو شمع جلوہ گر ہیں حسنینؓ

سلام

میاں نجم الدین علی سلام تخلص۔ مولد او (از دار الخلافہ) اکبرآباد است۔ خالف میاں شرف الدین علی خان پیام کہ احوال او نگاشتہ شد۔ چون یار باش و مخاطب صحیح حقیقت (و) جمعیت(۱) (و) لیاقت (و) شخصیت (و) آدمیت (و) حرمت (و) عظمت ہمہ دارد۔ فقیر را با او از تہہ دل اخلاص است۔ چنانچہ اکثر

---

(۱) شورش و پیرس: نیست

اوقات اتفاق باہم فکر شعر کردن وگپ زدن و مزاح[1] نمودن می افتد۔ جوانے خوبیست، خدا زندہ دارد۔ از وست:

حدیثِ زلف چشم یار سے پوچھ ۔۔۔ درازی رات کی بیمار سے پوچھ
بے تابہو! قسم ہے تمھیں میرے صبر کی ۔۔۔ مسلخ میں بعد ذبح تحمل نہ کیجیو

بہار

لالہ ٹیک چند بہار تخلص۔ مرد (سے) مستعدیست۔ از یاران سراج الدین علی خاں (صاحب است) صاحب[2] تصانیف بسیار، و ماغ تفصیل ندارم۔ برہمن رنگیں۔ بہار سخن از لفظ لفظش ہزار[3] ہزار رنگ معنی گل می کند۔ با فقیر ہم آشنا است۔ (خدا ہدایتش کند و اسلام نصیب ...[4])

وہی ایک ریسماں ہے جس کو ہم تم تار کہتے ہیں
کہیں تسبیح کا رشتہ کہیں زنار کہتے ہیں

اگر جلوہ نہیں ہے کفر کا اسلام میں ظاہر
سلیمانی کے خط کو دیکھ کیوں زنار کہتے ہیں

(ایتنا[5] مردم کشی کا زور بیماروں نے کب پایا
غلط کرتے ہیں ان آنکھوں کو جو بیمار کہتے ہیں)

---

(۱) پیرس : اختلاط نمودن

(۲) پیرس : تصانیف بسیار دارد

(۳) پیرس : ہزاران ہزار

(۴) نسخے میں الفاظ واضح نہیں ہیں۔

(۵) یہ شعر پیرس کے حاشیے پر ہے۔

Marfat.com

تھی زلیخا مبتلا یوسف کی اور لیلے کا قیس	یہ عجب مظہر ہے جس کے مبتلا ہیں مرد و زن

باعتقاد بندہ بجائے اشارت قریبہ وکلمہ استعجاب کہ اول مصرع دوم بکار

بردہ است اگر "حسن کیا" می گفت، ایں شعر واضح تر می شد، فافہم۔

سحر یا معجزہ ہے یہ سچ کیوں نہیں کہتا بہا	دم ترا جذر اصم سے زور کرتا ہے کرے

ہمیں واعظ ڈراتا کیوں ہے دوزخ کے عذابوں سے

معاصی گو ہمارے بیش ہوں کیا مغفرت کم ہے

سبھی کرتے ہیں دعوے خون کا قسمت ہے تو دیکھیں گے

صفِ محشر میں ہوگا کس کے دامن ہاتھ قاتل کا

ناز و استغنا، عتاب، اعراض سب جاں کاہ ہیں

قرب میں خوباں کے کیا معنی کہ دل کو ہو نشاط

نہیں معلوم کیا حکمت ہے شیخ اس آفرینش میں

ہمیں ایسا خرابات کیا تج کو سنا جاتی

محبت کی قلمرو میں جو جاوے گا تو دیکھے گا	کوئی آرے تلے چیرا کسی کو کوہ پر پٹکا

نثار

میر عبدالرسول نثار[۱] - از یاران فقیر مؤلف است - چنانچہ (شعر) بمشورت

من[۲] می گوید - سید نجیب، جوان سعادت مند، اصلش (از) اکبر آباد است - در عہد

(پادشاہت) فرخ سیر بادشاہ کہ ہنگامہ (با) نیکو سیر در اکبر آباد گرم شدہ بود،

بزرگان ایں باقتدار البسر می بردند - (مرد) بسیار آراستہ، پیراستہ، سنجیدہ فہمیدہ

(است) فقیر از وضع او بسیار محظوظ[۳] است - از وست :

(۱) خروانی میں یہ لفظ موجود ہے
(۲) پیرس : فقیر
(۳) پیرس : خوش

Marfat.com

جو ہے یعقوب یوسف دیکھنا منظور آنکھوں سے
تو اتنا پھوٹ کر مت رو کہ جاوے نور آنکھوں سے

ٹک دیکھ تو چمن کا کیسا ہے ڈھنگ تجھ بن
منہ سے اُڑا ہے گُل کے گلشن میں رنگ تجھ بن

ہر سمت صد تمنا تڑپھیں ہیں خاک و خوں میں
ہے صحن خانہ میرا میدان جنگ تجھ بن

یہاں گُل رکھے پھرے ہے دستار پر تو اپنی
وہاں عاشقوں کے سر پہ پڑتے ہیں سنگ تجھ بن

اکثر ہیں دلفگار ولیکن نہ اس قدر کتنے ہیں بے قرار ولیکن نہ اس قدر

میں وہ ہوں جس کے رشک سے گُل نے کیا سحر
ٹکڑے جگر ہزار ولیکن نہ اس قدر

ہاتھ سے ان جامہ زیبوں کے نکل جاویں گے ہم
یہ گریباں دامن صحرا کر دکھلا دیں گے ہم

یہ عزم کس مریض پہ یہ خشم کس پہ شوخ اک میں ہوں مضطرب سو تو نبض طپیدہ ہوں
قاصد یہ مقتضا نہیں غیرت کا خط لئے مشتاق پر فشانی رنگ پریدہ ہوں
طوفان خلق ہو وے گا اشک ستم زدہ ایسا نہ ہو وے یار کہ میں آب دیدہ ہوں

میر حسن

میر حسن متخلص بہ حسن ۔ جوان اہلیست ۔ نوکر پیشہ ، اکثر در بندہ خانہ بتقریب مجلس تشریف می آرد ، وضع مرد آدمیانہ دارد ۔ مشق شعر از مرزا رفیع (سودا) می کند ۔ از دست :

Marfat.com

لگتا ہے آج مجکو یہ سارا جہاں خراب — شاید کہ رہ گیا ہے کوئی خانماں خراب
قاتل اگر کہے کہ سسکتا ہے چھوڑ یو — خنجر تو ایک دم کے لئے مُنہ نہ موڑ یو

زکی

جعفر علی خاں زکی۔ مرد عمدۂ روزگار یست۔ متوطن (شاہ جہان آباد) دہلی (است)

بادشاہ محمد شاہ براو فرمائش مثنوی حقہ کردہ بود۔[1] دو سہ شعر موزوں کرد،[2] دیگر سرانجام از و نیافت۔ اکنون شیخ محمد حاتم کہ نوشتہ آمد،[3] باہتمام رسانیدو آں مثنوی خالی از مزہ نیست۔

پنج چار سال پیش ازیں، خانہ جعفر علی خاں مجمع یاراں ریختہ مقرر بود۔ خدا داند چہ واقع شد کہ برہم خورد۔

(وجعفر علی خاں) شعر ریختہ را جستہ جستہ (بسیار رنگین ومربوط) می گوید۔ آنچہ از و اشعار شنیدہ شدہ، نوشتہ شدہ۔[4] از وست

چمکتے دانت دیکھے یار کے رنگیں جمانے میں
جڑی ہیں گیتیاں الماس کی نیلم کے خانے میں

از مثنوی اوست در منقبت گفتہ

(مدح)

قضا کے ہاتھ کی صنعت گری دیکھ — نبی کے آل کی بارہ دری دیکھ
نبی کے آل پر مجھ وار جانا — اسی بارہ پلے سے پار جانا

---

(۱) پیرس : چند
(۲) پیرس وشورش : کردہ بود۔
(۳) پیرس : مذکور اوگذشت
(۴) پیرس : چندے از و نوشتہ می آید:

Marfat.com

درتعریف عشق و آبلہ می گوید :

برہ کی راہ کے گوہر پھپھولے
کہ کانٹے باٹ میں جاتے ہیں تولے

تمکین

میاں صلاح الدین تمکین تخلص - جوان رنگیں مزاج، شوخ طبع باتمکین است۔[1] درویش وضع، بکسے کار ندارد - بہرطور کہ می گذرد، بسر می برد۔ از وست :

(تمکین)

حسن اور عشق کو جس روز کہ ایجاد کیا
مجکو دیوانہ کیا، تجکو پری زاد کیا

(جو اب نہ مریئے تو پھر انتظار میں مریئے[2]
خدا خزاں نہ دکھاوے، بہار میں مریئے)

(تمام عمر شراب میں پیا کئے ساقی
ہزار حیف کہ آخر خمار میں مریئے)

جگن

میاں جگن خالہ زادۂ شیر افگن خاں حال است۔ دعوی شاگردی فقیر می کند - بارے سر بہ سخن دارد، خداش زندہ دارد :

اس دل مریض عشق کو آزار ہی بھلا
چنگا ہو تو ستم ہے یہ بیمار ہی بھلا

غریب

محمد امان اللہ[3] غریب تخلص کہ یادش بخیر (باد) یک آشنائے بامزہ داشتم[4] بسیار خوش ظاہر بود۔

---

(۱) تمکین کا ترجمہ پیرس سے نقل کیا گیا ہے - انجمن میں ترجمہ اس طرح ہے :- جوانے بے تکلف، تمکین باصطلاح یاراں شوخ طبع مرد یست۔ درویش وضع بکسے کار ندارد۔ بہر طور یکہ باشد بسر می برد۔

(۲) آخری دو شعر پیرس کے حاشیے پر ہیں۔

(۳) پیرس : محمد زماں

(۴) پیرس : آشنائے بامزہ بود

زبانش لکنت داشت، ازیں سبب گاہے الکن ہم تخلص می آورد[1]۔ چوں اکثر (ے) درباغات مغل پورہ می رفت، بندہ اورا (رند باغاتی[2]) می گفتم۔ بسبب پریشانی روزگار قریب دو (۲) سال است کہ بہ سمت بنگالہ رفت[3]

تیری بغل ہی میں دل پر داغ ہے غریب   حسرت چمن کی کاہے کو یہ باغ ہے غریب

محسن

محمد محسن، سلمہ اللہ[4]، محسن تخلص می کند۔ برادر زادۂ فقیر مؤلف است۔ ذہنش بسیار مناسب و سلیقہ اش خیلے[5] درست معلوم می شود۔ مصرع ریختہ بہ مشورت من[6] موزوں می کند۔ سنش[7] نام خدا تا بہ بست سالگی رسیدہ باشد۔ خوب خواہد[8] گفت، ان شاء اللہ۔ ازوست:

یوسف مصر پہنچتا ہے کوئی   تجھ سے دلبر عزیز دلہا کو

حرف تیرے عقیق لب کا شوخ   زندہ کرتا ہے نام عیسیٰ کا

دور سے[9] گئے وہ کوہکن و قیس کے جو تھے   میرے جنوں کا اب تو زمانہ میں شور ہے

محسن تمام عمر مجھے روتے ہی کٹی   اس غم کدے میں آہ کہیں کبھی ...ہے

مرا رنگ رو اس قدر زرد ہے   کہ یہاں زعفراں ذرا بھی گرد ہے

(۱) پیرس : می کرد
(۲) انجمن : ارند باغاتی
(۳) پیرس : رفتہ است
(۴) پیرس : حفظ اللہ من آفات
(۵) پیرس : بسیار درست است
(۶) پیرس : فقیر
(۷) پیرس : سنش بست سال داشتہ باشد
(۸) پیرس : ان شاء اللہ آئندہ خوب خواہد شد۔
(۹) نسخۂ پیرس میں "دور سے" کا مفہوم "زمانہ" درج کیا گیا ہے۔

Marfat.com

طپش تشنہ لب تڑپے ہے غالبا — دھڑاکے کا دل میں مرے درد ہے
اگر شیخ دوزخ میں گرمی ہے زور — مرے پاس بھی اک دم سرد ہے

بہتوں کا عاشقی میں یہاں کال ہو گیا ہے — اے دل ابھی سے تیرا یہ حال ہو گیا ہے
ٹک راہ پر تو آؤ اب سیر کو کہ محسن — مانند نقش پا کے پامال ہو گیا ہے

تعزیت دار حسرت دل ہے — یہ جو گریہ کا جامہ آبی ہے
دل پر آبلہ مرا محسن — رشک آئینہ حبابی ہے

اس کے کوچہ میں ہے کچھ نالۂ شب کا چرچا — دیکھیو کوئی یہاں میرا تو مذکور نہیں
طبع نازک کو مرے ہاتھ میں رکھیو کہ میں — قیس و فرہاد سا دہقانی و مزدور نہیں

تنگ ابرو ملی عاشق الٹ گئے — تجھے تلوار سے اے شوخ جس ہے

کیا جانیے وہ شوخ کدھر ہے کدھر نہیں — ہم کو تو تن بدن کی بھی اپنے خبر نہیں
اس دشت پرخطر کا میں باشندہ ہوں جہاں — آدم کا ذکر کیا ہے ملک کا گزر نہیں
دل دینے پر ہو جیو تو کرو خانماں خراب — یہ عاشقی ہے شیخ جیو، خالا کا گھر نہیں

مر گیا پوچھی نہ پر تم نے مری زحمت دل — جیو کی جیو ہی میں رہی ہائے مری حسرت دل
مجھ تہیدست کنے کیا تھا کوئی دن آ گئے — داغ پیسے سے جو ہاتھوں پہ ہیں سب دولت دل
کیا حساب اتنی جفاؤں کا جو میں کھینچوں ہوں — میں گرفتار بلا میں جو ہوا بابت دل

(قطعہ)

اے دیدہ خاندان تو اپنا ڈبو چکا — اب روتا تو ہے کیا جو کچھ ہونا تھا ہو چکا
محسن نہ روؤں میں تو بھلا کہہ کے کیا کروں — اک دل بساط میں تھا میں اس کو بھی کھو چکا
دل مرا وابستۂ زنجیر زلف یار ہے — ہے تو دیوانہ پر اپنے کام میں ہشیار ہے
اور یہ عاجز تمہارا کچھ نہیں رکھتا مگر — جاں برلب آمدہ حاضر ہے گر درکار ہے

Marfat.com

ٹک آکے دیکھ نہیں کچھ بھی حال آنکھوں میں پھرے ہے اس پہ بھی تیرا خیال آنکھوں میں
نہ پوچھ دخترِ رز کی تو مجھ سے کیفیت لئے ہی جاتی ہے دل پہ چھنال آنکھوں میں

جاں بلب ہوں میں نکل جائے نہ یہ جان کہیں
دل میں حسرت ہی رہی جاتی ہے ارمان کہیں
کب تلک نزع کی حالت میں رہوں میں تجھ بن
ہو بھی اے مردنِ دشوار اب آسان کہیں

جس دن تری گلی سے میں عزمِ سفر کیا ہر ایک قدم پہ راہ میں پتھر جگر کیا
بت خانے کی شکست و درستی کعبہ ہائے یہ سب کیا پہ شیخ نیں دل میں نہ گھر کیا

رباعی

جب تخم محبت ہم نے دل میں بویا دین و دنیا سے ہاتھ اپنا دھویا
اس عشق میں ہوئے خانہ ویراں یارب دونوں عالم سے ان نے ہم کو کھویا

ضیا

میاں ضیاء الدین ضیا تخلص، متوطن دہلی (است) جوانے است، مؤدب و مہذب، متواضع بافقیر ربطے بسیار دارد۔ (خدا ایش نگاہ دارد)

از وست:-

جنت کا مست دو مژدہ مجھ خاک میں رلے کو
آرام وہاں بھی نہ معلوم ایسے جلے بلے کو
گریاں و خاک اڑاتا جوں ابر جوں بگولا
صحرا میں تو نے مجنوں وحشی ضیا بھی دیکھا

Marfat.com

راقم

بندرا بن، راقم تخلص۔ از شاہ جہان آباد است۔ مشق شعر از مرزا رفیع می کند۔ قبل ازیں با فقیر نیز مشورت شعری کرد۔ بایندہ بسبب میاں ابراہیم کہ جوانے است مربوط و مضبوط، آشنا شدہ بود۔ و میاں ابراہیم از بسکہ با ما شاعران آشنا است گوئی[1] کہ ہم سلیقہ ہست۔ راقم مرحوم و محمد رتابم کہ احوالش[2] گذشت، ہر دو ہم طرح (اند) از راقم است[3]:-

(راقم)

یہاں تک قبول خاطر کیجیے تری جفا کو

تا سب کہیں کہ راقم رحمت تری وفا کو

این معنی[4] را در دیوان میر عبدالحی تاباں مرحوم، بہ تغیر ردیف بہ ہمیں الفاظ، مطالعہ کردہ ام۔ ظن غالب آنست کہ ایں شعر از تاباں مذکور است، چرا کہ او از مدت مشق سخن می کرد و ایں نو مشق است، اللہ اعلم۔

دل کنج قفس میں کر فریاد بہت رویا — ہنسنے سے کے تئیں گل کے کریاد بہت رویا

میرے اعضا میں تجھ کر سے میاں — فرق ہرگز نہیں سے سر مو کا

ابر ترے چشم گریاں کم نہیں — موج دریا ہے شکنج آستیں

قطعہ

مژگاں سے دل بچے تو ٹکڑے کرے ہے ابرو — یہ کہہ کے میں نے اس سے جب دل کی داد چاہی

کہنے لگا کہ تو کشتہ جس وقت ہوئے خالی — تلوار پھر نہ کھینچے تو کیا کرے سپاہی

---

(۱) پیرس: گویا کہ او ہم خانۂ ماست۔

(۲) پیرس: احوال او

(۳) پیرس: از دست۔

(۴) یہ عبارت پیرس میں نہیں ہے۔

Marfat.com

قطعه

اے باغباں نہیں ترے گلشن سے کچھ غرض
مجھکو قسم ہے چھیڑوں اگر برگ و بر کہیں
اتنا ہی چاہتا ہوں کہ میں اور عندلیب
آپس میں درد دل کہیں ٹک بیٹھ کر کہیں

کس کے گلے کے قطرۂ خوں ہیں تہِ زمیں
جوں نکہ اُگتے ہیں گل اور رنگ اب تلک

پہنچا نہ آہ درد کو میرے کوئی طبیب
یارب عجب طرح کا کچھ آزار ہے مجھے

دکھانا ہو جسے میں کوئی سر زمیں نہیں
پر تخم دل ہو سبز جہاں سو کہیں نہیں

سنتے تھے ہم جہاں میں اہل کرم کا ہاتھ
آیا جو دید میں تو کم از آستیں نہیں

وہی بد شرابیوں سے کریں توبہ مے گساراں
زہے وہ عمل کہ ہووے سبب نجات یاراں

سنا کن نے حال میرا کہ جو ابر وہ نہ رویا
رکھے ہے گریہ قصہ اثر و نالۂ باراں

نہ چوں ہوں میں اس پاس نہ یہ دل نیم نگہ کو
اس پر بھی ستم ہے جو خریدار نہ ہووے

اے عشق نہ تجھے کوئی طرح مار
تا یار کہے کہ ہائے عاشق

کام عاشقوں کا کچھ تجھے منظور رہی نہیں
کہنے کو ہے یہ بات کہ [illegible]

کہتا تھا کوئی یہ کہ خوشی ہے جہاں کے بیچ
اس بات [illegible]

سنتے ہیں ہم کہ ہوتی ہے جگ میں دوا [illegible]
ہوگی کبھی اے چرخ ہماری بھی [illegible]

معصیت [illegible] بخشش [illegible]
[illegible]

صیاد کب تو چھوڑے گا مجھکو قفس سے آہ
[illegible]

Marfat.com

رونے میں اس قدر تو جگر اے جگر نہ کر

دیکھا نہ تو نے پھر کر دل دو یدہ کیا ہوئے

نامہ کا میرے اس سے لے کر جواب پھرنا

پر واسطے خدا کے قاصد شتاب پھرنا

ایک وے بھی دن تھے یارب جو تھا ہمیں میسّر

گلشن میں ساتھ اس کے پیتے شراب پھرنا

کہے کیا درد دل بلبل گلوں سے　　اڑا دیتے ہیں اس کی بات، ہنس کر

جو چاہے گوہر مقصود اے دل　　صدف کی طرح تو پاس نفس کر

کمترین

میاں کمترین (سلمہ) مودیست وارستہ۔ مزاجش[۱] میلان ہزل بسیار دارد۔ موافق استعداد خود (سخن) می گوید۔ بندہ شعر معقول او نہ شنیدہ ام، (مرد خوب است) گاہ گاہ در مجلس مرافتہ کہ ایں لفظ بوزن مشاعرہ تراشیدہ اند، ملاقات می شود، از شہر آشوب اوست:۔

نو خصم گن کر مشلچن نیں کیے　　تو بھی نہیں رہتی دو شاخہ بن دیے

بلا اس مست نغمرانی کو تاڑی　　اگاڑی اصطبل کے جا پچھاڑی

(ایہام)

یہ متصدی نہیں ملتے اگر بھانڈوں سے ذاتوں میں

تو کیوں پیسے کماتے ہیں یہ نقلیں کر براتوں میں

(ایہام)

دیکھو پکوان والی کی مزاخیں

خصم کے روبرو دیتی ہے شاخیں

---

(۱) پرس: شوخ مزاج، ہزل بسیار دارد

Marfat.com

(ایہام)

تم (پادشہ)[1] پسند ہو ہم کمترین تمھارے
کے بیرہم کو دوگے نازک بدن پیارے
(کمان ایک گھڑی بھر چاہییں جو اس طرف آوے
میرا دل اوس کا چاک ہو جاوے)[2]

قدر

قدر تخلص، شخصے است وارستہ از قید مذہب و ملت برجستہ۔ او باش وضع، زبان او[3] بزبان لوطیاں می ماند۔ گاہے در کوچہ و بازار شہر بہ نظر می آید۔ احوالِ او[4] کماحقہ معلوم فقیر نیست۔ از وست:

آئے ہو آج تو رہ جاؤ سجن رات کی رات
لیلۃ القدر سے بہتر ہے ملاقات کی رات

کافر

میر علی نقی[5]، مرد سید یست۔ سپاہی پیشہ، کافر تخلص می کند۔ در شعرے کہ تخلص می آرد۔ کافر تکیہ می نامد۔ چنانچہ اکثر در مجلس گفتہ می خواند کہ صاحب در ایام

(۱) انجمن : بادشاہ

(۲) یہ شعر پیرس کے حاشیے پر ہے۔

(۳) پیرس : زبان گویائی دارد

(۴) پیرس : احوالش

(۵) پیرس میں کافر کا ترجمہ صرف ان الفاظ میں ہے : میر علی نقی، کافر تخلص، مرد سید است سپاہی پیشہ، وضع اوباشانہ دارد۔

Marfat.com

یک کافر ٹپکہ، موزوں شدہ است۔

در ایام گذشتہ دو سہ ماہ خانۂ خود مجلس ریختہ مقرر کردہ بود، آخر از ضیع اوباشانۂ او برہم خورد۔

در بزرگ زادگی او شبہ نیست، با فقیر ربطے دلی دارد۔ از وست:

کس کس طرح بتوں کی صورت نیں رنگ پکڑے
کافران انکھڑیون میں دیکھے ہیں جھمکڑے
(مسّی[1] لگا کہ لال کیا موںھ کو کوسیں
ظالم نے قتل عام کیا کافراں سیں[2])

عاجز

عاجز تخلص۔ شخصے لوطی است۔ پرو پوچے چندے بافتہ، نظر کردۂ میاں کمترین۔ اکثر در مشاعرۂ حافظ حلیم کہ مرو یست بسیار گرم جوش وچسپاں اختلاط۔ حافظ اکثر شعر ہائے خوب استاداں دیدہ وشنیدہ است۔ وحافظ حلیم شعر بطور ربط ابو اسحٰق اطعمہ می گوید گاہے مصرعے خوب ہم از وسری زند۔ چنانچہ مصرع حضرت حافظ قدس سرہ العزیز، را تضمین کردہ است بطرزیکہ خود می گوید۔

صبا بلطف بگو آں بخیل بابا را
کہ سر بکوہ وبیاباں تو دادۂ مارا

---

(۱) یہ شعر پیرس کے حاشیے پر ہے۔
(۲) اس شعر کے بعد پیرس میں یہ الفاظ بھی ملتے ہیں:۔

فرد فارسی از کافر قوم است
چرا بہ آتش سوزاں نہ سوختند مرا
بدست ہیچو تو کافر فروختند مرا

Marfat.com

و با عاجز ایں عاجز ترین خلائق چنداں ربطے نہ دارد ۔ از وست :

دل بغل مارے لئے جاتے ہیں یہ سب کتب کے طفل
شیخ سعدی تم بھی اب لے کر گلستاں دوڑیو (۱)

میر گھاسی

میر گھاسی (۲) جوانے است فہیدہ، در مغل پورہ می باشد۔ تخلص از راہ اظہار قصور فہم در غزل نمی آرد۔ بامن ہم آشناست، از وست :

تو ہوا اور باغ ہو اور زمزمہ کرنا بلبل
تیری آواز سے جیتا ہوں نہ مرنا بلبل

عُشّاق

عشاق شخصے است کھتری، شعر ریختہ را بسیار نامربوط می گوید سلیقہ اش از تخلص پیداست۔ اکنوں در مجمع یاراں ہم نمی آید کردہ است ایامے کہ خانۂ میاں صاحب خواجہ میر مجلس ریختہ می شد، بنظر می آمد و رتبہ داری ایں شعر کہ نوشتہ می شود از فیض سخن است۔ از وست :

خط (۳) آنے زیادہ اور ہوا حُسن یار کا
آخر خزاں میں کچھ نہ اکھاڑا بہار کا

---

(۱) نسخۂ پیرس میں عاجز کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے :
"عاجز تخلص شخصیت از قوم کھتری طبع موزونے دارد از وست : عاجز
خط آنے زیادہ اور ہوا حُسن یار کا
آخر خزاں نے کچھ نہ اکھاڑا بہار کا
یہی شعر نسخۂ انجمن میں عشاق کے ترجمے میں نقل ہوا ہے۔

(۲) میر گھاسی کا ذکر نسخۂ پیرس میں نہیں ہے۔

(۳) عشاق کا ذکر نسخۂ پیرس میں نہیں ہے لیکن اس میں یہ شعر عاجز کے ترجمے میں نقل ہوا ہے۔

Marfat.com

میر (سوز) (۱)

محمد میر، میر تخلص، جوانے است بسیار اہل (۲) (و) خوش طبع، ہر چند طرز علیحدہ دارد لیکن (۳) از خوش کردن تخلص من (۴) نصف دلم از و خوش است۔ ازوست:

شہرۂ حسن سے از بسکہ وہ محبوب (۵) ہوا
اپنے چہرے سے جھگڑتا ہے کہ کیوں خوب ہوا

بسمل

بسمل (۶) تخلص۔ پیش از نوشتن این مزخرفات آوازۂ او شنیدہ بودم، باز معلوم نہ شد کہ کجائے بود و کجا رفت۔ ازوست (۷):

لہو پی کے رہ گیا بسمل وگرنہ — ملاتا اپنے تئیں وہ خاک و خوں میں
عشق نے خانۂ ویران دل آباد کیا — غم نے اس خاطر محزوں کو مرے شاد کیا
کوئی گھر زخم کا خالی نہ رہا پیکاں سے — ملک دل خوب ترے ظلم نے آباد کیا
ہائے اس دیوانۂ دل نے کام کیا بیجا کیا — آپ تو بدنام تھا ہی مجھ کو بھی رسوا کیا
گر یہی ہے دلبری تو خیر مرنا دور نہیں — دل کہاں تم کو دیا دشمن گویا پیدا کیا
جن ترے لب کو لعل خام کیا — مے کو بر جا ہے گر حرام کیا

---

(۱) اضافۂ مرتب
(۲) پیرس: خوب
(۳) پیرس: اما
(۴) پیرس: فقیر مؤلف
(۵) پیرس: محجوب
(۶) پیرس میں بسمل کا ترجمہ ان الفاظ میں لکھا گیا ہے:
"میاں بسمل، شاعر ریختہ ہندی است از زیست و بود او کما حقہ واقف نیستم"
(۷) انجمن میں بسمل کا صرف ایک شعر ملتا ہے جب کہ پیرس میں ان کے اشعار کی تعداد ۲۱ ہے

Marfat.com

بندہ دل کا ہوں اپنے نام خدا — سنگ دل بت کو خوب رام کیا
اپنے لخت جگر کو بسمل نے — سجدۂ اشک کا امام کیا

کیا ہے عرس شاید مر گیا ہے کوئی دیوانا — کہ ہے چشم غزالاں سے چراغاں آج ویرانا
محبت میں نہ اتنا چاہیے کم ظرف ہو کوئی — ذرا سی گرم روئی دیکھ جل جاتا ہے پروانا

دل مجروح ہے از بسکہ زخمی لذت غم کا — لہو اترا ہے چشم داغ میں سن نام مرہم کا

کشاکش زلف کی یہ کچھ ہے اور خط کا غبار ایسا
نہ ہو یارب کسو کا دل پریشاں روزگار ایسا
شکوۂ عشق اور شانِ جنوں کا رعب ہے بسمل
وگرنہ پاؤں پر رکھتا تھا کس کے سر کو خار ایسا

بن جنوں کا نہ اگر سلسلہ جنباں ہوتا — شک نہیں خانۂ زنجیر تو ویراں ہوتا
تب بجا ہوتا ملامت مجھے کرنا ناصح — ہاتھ میرے میں اگر تیرا گریباں ہوتا

اے شوخ جس خدا نے تجھے خوب رو کیا — کچھ مصلحت تو ہوئے گی جو زشت خو کیا

جو نہ دی اے اشک نے آج اس دل پرخوں کی داد
پھر ملے گی حشر کو کیا خاطر محزوں کی داد

تضمین یقین

حال سے بسمل کے غافل ہے جو کہتا ہے یقیں
کچھ کسو نے بعد مجنوں کے نہ دی ناموں کی داد

لگتا نہیں نہ دشت نہ گلشن میں ان دنوں — لے جاوے ایسے دل کو کوئی اے خدا کدھر
بسمل جنوں میں آج ترے سر پہ کوئی نہیں — وہ عقل و ہوش تھے جو بڑے آشنا کدھر

زلف تیرے کی زنجی جو کبھی مو دار ہنوز — تب سے ہوں دام محبت میں گرفتار ہنوز
کر چکا مجکو تو بسمل یہ خدا جانے کیوں — آستیں اپنی چڑھاتا ہے وہ خونخوار ہنوز (۱)

(۱) نسخۂ انجمن میں صرف پہلا شعر ہے دو نسخۂ پیرس سے غیر حاضر ہے۔ باقی اشعار نسخۂ پیرس سے نقل کیے گئے ہیں۔

Marfat.com

شاغل

شاغل تخلص، جوانے بود (گاہ)[1] گاہے مصرعے موزوں می کرد ۔ شاگرد بسمل سطور (بودہ است)[2] پیش بندہ ہم دو سہ مرتبہ آمدہ ، اکنوں بنظر نمی آید ۔ از وست

جاتی نہیں ہے اس سے تری فکر زلف و رُخ
شاغل کو روز و شب ہے تیرا ذکر زلف و رُخ

بیرنگ

دلاور خاں ۔ پیش ازیں ہمرنگ تخلص می کرد ۔ حالا بیرنگ ۔ (د بیرنگ) خوش کردۂ میاں یکرنگ است ۔ مصرعے[3] درست موزوں می کند ۔ از وست :

یار کا جب خیال آتا ہے — ہوش میرا تمام جاتا ہے
دل کوں تجھ عشق سے قرار نہیں — اب تلک تجکو اعتبار نہیں
نہیں مطلب مجھے کچھ باغباں اور — دیوانہ ہوں میں گل کے رنگ و بو کا
سدا بیدار رہ غفلت سے ہو ترش — مثل مشہور ہے سویا سو جرکا
ہے ہاتھ ترا خون سے عاشق کے گرآلودہ — مہندی سے سجن مت کر بار دگر آلودہ
مفلس کی خبر کب ہے اے سیم بدن تجکو — افشاں سے ترا ماتھا رہتا ہے زر آلودہ
فرہاد کو محنت کی تلخی نہ کبھی ہوتی — شیریں کا جو ایک بوسہ ملتا شکر آلودہ
خط میرا اوس نگار نے نہ پڑھا — کیا لکھا تھا کہ یار نے نہ پڑھا
میں تو لکھتا تھا اس کو خط بیرنگ — اس تغافل شعار نے نہ پڑھا

---

(۱) انجمن : بلکہ

(۲) انجمن : می گفت

(۳) پیرس : ریختہ می گوید

Marfat.com

قدرت

قدرت اللہ، قدرت تخلص ۔ اگرچہ عاجز سخن است لیکن برائے خاطر میر
محمد) عارف کہ از(۱) یاران درست فقیر است، نوشتہ شد ۔ (از قدرت است):

قاصد شتاب جا کے خبر لا تو یار کی
حالت پنٹھ بری ہے دل بے قرار کی

یکدل

میر عزت اللہ یکدل ۔ مردے سیدے بود، عاشق سخن ۔ اکثر (مدح و)
منقبت می گفت ۔ در زمان محمد شاہ بادشاہ بنظر می آمد (وحالا معلوم نیست کہ
بجا رفتہ) ایں ہم از زبان میر عارف بہ تحقیق رسیدہ (کہ) از وست :

(مخمس مدح)

تو گل باغ اِنَّمَا کی قسم   سرو گلزار ھَلْ اَتیٰ کی قسم
میر میدان لَافَتَا کی قسم   میں تو عاشق ہوں مرتضیٰ کی قسم
دل فدا ہے مجھے خدا کی قسم(۲)
شاعروں میں نہ میں خیالی ہوں   والہ و مست ہوں ولا کی قسم

میر

فقیر حقیر میر محمد تقی میر مؤلف ایں نسخہ ۔ متوطن اکبرآباد است ۔ بہ سبب
گردش لیل و نہار از چندے در شاہ جہان آباد است (چندے از خود نوشتہ می آید)

---

(۱) پیرس میں عبارت اس طرح ہے :
کہ از یاران یکرنگ فقیر است و باعث شدہ ز بیانیدہ است ۔
(۲) پیرس میں اس مصرع کے بعد "الا (الی) آخرہ" بھی ہے ۔

Marfat.com

(میر مؤلف)

سیر کے قابل ہے دل صد پارہ اس نخچیر کا
جس کے ہر ٹکڑے میں ہو پیوستہ پیکاں تیر کا

جو ترے کوچہ میں آیا پھر نہیں کاڑھا اُسے
تشنۂ خوں میں تو ہوں اس خاک دامن گیر کا

کس طرح سے مانیے یاراں کہ یہ عاشق نہیں
رنگ اُڑا جاتا ہے ٹک چہرہ تو دیکھو میر کا

شب درد و غم سے عرصہ میرے جیو پہ تنگ تھا
آیا شبِ فراق تھی یا روز جنگ تھا

مت کر عجب جو میر ترے غم میں مر گیا
جینے کا اس مریض کے کوئی بھی ڈھنگ تھا

جو اس شور سے میر روتا رہے گا — تو ہمسایہ کاہے کو سوتا رہے گا
تو یوں گالیاں غیر کو شوق سے دے — ہمیں کچھ کہے گا تو ہوتا رہے گا

عید آئندہ تک رہے گا گلا — ہو چکی عید تو گلے نہ ملا

آنکھوں میں جیو میرا ہے ادھر یار دیکھنا — عاشق کا اپنے آخری دیدار دیکھنا
ہونا نہ چار چشم دل اس ظلم پیشہ سے — ہوشیار، زینہار، خبردار دیکھنا

تجھ سے ہر آن میرے پاس کا آنا ہی گیا — کیا گلا کیجے غرض اب وہ زمانہ ہی گیا
ہم اسیروں کو بھلا کیا جو بہار آئی نسیم — عمر گذری کہ وہ گلزار کا جانا ہی گیا
جی گیا میر کا اس لیت و لعل میں لیکن — نہ گیا ظلم ہی تجھ سے نہ بہانا ہی گیا

بھری تھی آگ ترے درد دل میں میر ایسی تو — کہ کہتے ہی سجن کے روبرو قاصد کا منہ آیا
کفِ جاناں سے ممکن نہیں، رہائی میر کوئی ہووے — اچنبھا ہے جو اس کے ہاتھ سے رنگ حنا چھوٹا

Marfat.com

اب وہ جگر طپش سے تڑپھتا ہے تشنہ لب | مدت تلک جو میر کا لوہو پیا کیا

دل میں بھر از بسکہ خیال شراب تھا | مانند آئینہ کے مرے گھر میں آب تھا

ٹک دیکھ آنکھیں کھول کے اس دم کی حسرتیں
جس دم یہ سوجھے گی کہ یہ عالم بھی خواب تھا

جو اے قاصد وہ پوچھے میر بھی ادھر کو چلتا تھا
تو کہیو جب چلا ہوں میں تب اس کا جیو نکلتا تھا

نہ گئی تسبیح اس کی نزع میں بھی میر سے ہرگز
اسی کے نام کی سمرن تھی جب منکا ڈھلکتا تھا

مغاں مجھ مست بن پھر خندۂ قلقل نہ ہووے گا
مئے گلگوں کا شیشہ ہچکیاں لے لے کے رووے گا

اب تو جاتا ہی ہے کعبہ کو بت خانے سے | جلد پھر یو تجھے اے میر خدا کو سونپا

ترے عشق سے آگے سودا ہوا تھا | پر اتنا میں ظالم نہ رسوا ہوا تھا

خزاں الفت اس پہ نہ کرنی بجا تھی | یہ غنچہ چمن میں ابھی وا ہوا تھا

کہاں آتے میسر مجھکو تجھ سے خودنما اتنے | بحسن اتفاق آئینہ تیرے روبرو ٹوٹا

طراوت تھی چمن میں سر بسر گریہ اشک قمری سے | ادھر آنکھیں نہ دیکھی اسکی کہ ادھر آب جو ٹوٹا

شب زخم سینہ اوپر چھڑکا تھا میں نمک کو | ناسور تو کہاں تھا ظالم بڑا مزا تھا

آنکھیں کھلیں جب جیو میر کا گیا تب | دیکھے ہے تجھ کو ورنہ میرا بھی جیو چلا تھا

ہم نے کہا تھا تیرے تئیں آ سمجھ نہ ظلم کر | آخر دلا ربے وفا جیو ہی گیا نہ میر کا

قابو خزاں سے ضعف کا گلشن میں بن گیا | دوش ہوا پہ رنگ گل و یاسمن گیا

برگشتہ بخت دیکھ کے قاصد سفر میں ہے | پہنچا تھا اس کے پاس سو سیدھے وطن گیا

مر گیا آپ پہ سنگسار کیا | نخل ماتم مرا یہ پھل لایا

Marfat.com

دیر و حرم میں کیونکے قدم رکھ سکوں میں میر — مجھ سے ادھر تو بت پھرے اودھر خدا پھرا

جب کہ تابوت مرا جائے شہادت سے اٹھا — شعلۂ آہ دل گرم محبت سے اٹھا

عمر گذری مجھے بیمار ہی رہتے ہے بجا — دل عزیزوں کا اگر میری عیادت سے اٹھا

ایک پارہ جیب کا بھی بجا میں نہیں سیا — وحشت میں کوئی سیا سو کہیں کا کہیں سیا

دل پہنچا ہلاکت کو پنٹھ کھینچ کسالا — لے یار مرے سلمہ اللہ تعالیٰ

جس گھر میں ترے جلوے سے ہو چاندنی کا فرش
وہاں چادر مہتاب ہے مکڑی کا سا جالا

کچھ میں نہیں اس دل کی پریشانی کا باعث — برہم ہی مرے ہاتھ لگا تھا یہ رسالا

پل میں جہاں کو دیکھتے میرے ڈبو چکا — ایک وقت میں یہ دیدہ بھی طوفان رو چکا

افسوس میر مردہ پر اتنا نہ کر کہ اب — پچھتاونا عبث ہے جو ہونا تھا ہو چکا

ایک چشمک پیالہ ساقی بہار عمر — جھپکی لگی کہ دور یہ آخر ہی ہو چکا

ہر صبح حادثہ سے یہ کہتا ہے آسمان — دے جام خون میر کو گر منہ وہ دھو چکا

میں بھی دنیا میں ہوں اک نالہ پریشاں یکجا
دل کے سو ٹکڑے مرے اور سبھی نالاں یکجا

سر سے باندھا ہے کفن عشق میں تیرے یعنی — جمع ہم نے بھی کیا ہے سر و ساماں یکجا

گزرا بنائے چرخ سے نالہ پگاہ کا — خانہ خراب ہو اس جیو کی چاہ کا

آنکھوں میں جیو مرا ہے ادھر دیکھتا نہیں — مرتا ہوں میں تو ہائے رے صرفہ نگاہ کا

یک قطرہ خون ہو کے مژہ سے ٹپک پڑا — قصہ یہ کچھ ہوا دل غفراں پناہ کا

ظالم زمیں سے لوٹتا دامن سنبھل کے پہن — ہوگا کمیں میں ہاتھ کسی دادخواہ کا

کیا طرح ہے آشنا گاہے، گہے ناآشنا — یا تو بیگانہ ہی رہیو، ہو جیو یا آشنا

پائمال صد جفا ناحق نہ ہو اے عندلیب — سبزۂ بیگانہ بھی تھا اس چمن کا آشنا

Marfat.com

قطعہ

بلبلیں رو رو کے یہ کہتی تھیں ہوتا کاشکے
یک مژہ رنگ قراری اس چمن کا آشنا
گو گل و لالہ کہاں سنبل و سمن اور نسترن
خاک سے یکساں ہوئے ہیں ہائے کیا کیا آشنا

کیا دن تھے وے کہ یہاں بھی دل آرمیدہ تھا
رو آشیاں طائر رنگ پریدہ تھا
قاصد جو واں سے آیا تو شرمندہ میں ہوا
بیچارہ گریہ ناک و گریباں دریدہ تھا
حاصل نہ پوچھ باغ شہادت کا بوالہوس
یہاں پھل ہر ایک درخت کا حلق بریدہ تھا
مت پوچھ کس طرح سے کٹی رات ہجر کی
ہر نالہ میری جان کو تیغ کشیدہ تھا

خواہ مجھ سے لڑ گیا اب خواہ اس سے مل گیا
کیا کہوں اے ہم نشیں میں تجھ سے حاصل دل گیا

اے نکیلے یہ تھی کہاں کی ادا
کھپ گئی جیو میں تیری بانکی ادا
خاک میں مل کے میر اب سمجھے
بے ادائی تھی آسماں کی ادا

سُنو ہو جل ہی بجھوں گا کہ ہوا ہوں میں
چراغ مضطرب الحال صبح گاہی کا

گرچہ سر دار مزدوں کا ہے اسیری کا مزا
چھوڑ لذات کو اور لے تو فقیری کا مزا
اسے کہ آزاد ہے ٹک چکھ نمک مرغ کباب
تا تو جانے کہ یہ ہوتا ہے اسیری کا مزا
موند رکھنا چشم کا ہستی میں عین دید ہے
کچھ نہیں آتا نظر جب آنکھ کھولے ہے حباب
مت ڈھلک مژگاں سے میرے اے سرشک آبدار
مفت ہی جاتی رہے گی تیری موتی کی سی آب

دیکھ خورشید تجھ کو اے محبوب
عرق شرم میں گیا ہے ڈوب
میر شاعر بھی زور کوئی تھا
دیکھتے ہو نہ بات کا اسلوب

دست صیاد تلک بھی میں نہ پہنچا جیتا
بے قراری نے لیا مجھ کو تہ دام بہت
سہل سوجھیں تجھے دشواریاں عاشق کی آہ
حسرتیں کتنی گرہ تھیں رمق ایک جان کے بیچ

Marfat.com

حال گلزار زمانہ کا ہے مانا بہ شفق
رنگ کچھ اور ہی ہو جائے ہے اک آن کے بیچ

تاک کی چھاؤں میں جوں مست پڑے پھرتے ہو
اینڈتی ہے نگہیں سایۂ مژگاں کے بیچ

نکلے گی میری قبر سے آواز میرے بعد
ابھریں گے دل سے عشق ترے راز میرے بعد

بن گل ہوائے آہ میں تو جا کے لوٹیو
صحنِ چمن میں اے پر پرواز میرے بعد

میرے سنگِ مزار پر فرہاد
رکھ کے تیشہ کہے ہے یا اُستاد

ادھر تلک ہے عرش کے مشکل سے ٹک گزر
اے آہ پھر اثر تو ہے برچھی کی چوٹ پر

ہم تو اسیرِ کنجِ قفس ہو کے مر چلے
اے اشتیاقِ سیرِ چمن تیری کیا خبر

پاس رہنے کا نہیں ایک بھی تار آخر کار
ہاتھ سے جائے گا سررشتہ کا آخر کار

نہ ہو ہرزہ درا اتنا خموشی اے جرس بہتر
نہیں اس قافلے میں اہلِ دل ضبطِ نفس بہتر

نہ ہونا ہی بھلا تھا سامنے مجھ چشمِ گریاں کے
نظر اے ابر آپ ہی نہ آوے گا برس بہتر

دیکھوں میں اپنی آنکھوں سے آوے مجھے قرار
اے انتظار تجھ کو کسی کا ہو انتظار

ساقی تو ایک بار تو توبہ تڑا میری
توبہ کروں جو پھر میں تو توبہ ہزار بار

کر رحم ٹک کب لگ ستم مجھ پر جفا کا اس قدر
ایک سینہ خنجر سینکڑوں ایک جان و آزار اس قدر

بھاگے مری صورت سے وہ عاشق میں اس کی شکل پر
میں اس کا خواہاں یہاں تلک وہ مجھ سے بیزار اس قدر

قطعہ

دل دماغ اور جگر یہ سب اک بار
کام آئے فراق میں اے یار

کیوں نہ ہو فتح ضعف اعضا پر
مر گئے اس فسوں کے سردار

مجھ کو پوچھا بھی نہ یہ کون ہے غمناک ہنوز
ہو چکی حشر میں روتا ہوں تہِ خاک ہنوز

اشک کی لغزشِ مستانہ پہ مت کیجو نظر
دامنِ دیدۂ گریاں ہے مرا پاک ہنوز

Marfat.com

باقی نہیں ہے دل میں یہ غم ہے بجا ہنوز ٹپکے ہے خون دمبدم آنکھوں سے تا ہنوز
احوال نامہ بر سے مرا سن کے کہہ اٹھا جیتا ہے وہ ستم زدہ مہجور کیا ہنوز
بارہا چل چکی تلوار تری چال پہ شوخ تو نہیں چھوڑتا اس طرز کی رفتار ہنوز
منتظر قتل کے وعدہ کا ہوں اپنے یعنی جیتا مرنے کو کہا ہے یہ گنہگار ہنوز

اے ابر تر تو اور کسی سمت کو برس اس ملک میں ہماری ہیں یہ چشم تر ہی بس
حیراں تو دیکھ پھول بکھیرے تھی کل صبا اک برگ گل گرا نہ جہاں تھا مرا قفس

مرگیا میں ملا نہ یار افسوس آہ افسوس صد ہزار افسوس
یوں گنواتا ہے دل کوئی مجکو یہی آتا ہے بار بار افسوس

آج کل کا ہے کو بتلاتے ہو گستاخی معاف
راستی یہ ہے کہ وعدے ہیں تمھارے سب خلاف

پانو پر سے اپنے میرا سر اٹھانے مت مجھکو
تیغ باندھی ہے میاں تم نے کمر میں خوش غلاف

سب پہ روشن ہے کہ شب مجلس میں جب آتی ہے شمع
تجھ بھبھوکے سے کو بیٹھا دیکھ بجھ جاتی ہے شمع

بالیں پہ میرے گھر سے تو آوے گا جب تلک
کر جاؤں گا سفر ہی میں دنیا سے تب تلک

اتنا دن اور دل سے کشش کرے کاوشیں یہ مجھا تمام ہی سب نے آج شب تلک
نقاش کیوں نہ کھینچ بتاؤ شبیہ یار حیراں ہوں ایک [illegible]
فصل خزاں میں سیر کی ہم نے کبھی جائے گل [illegible]

اللہ رے عندلیب کی آواز دلخراش جی ہی نکل گیا جو کہا اس نے ہائے گل

گل کی جفا بھی دیکھی، دیکھی وفائے بلبل یک مشت پر پڑے ہیں گلشن میں بجائے بلبل

Marfat.com

بھلا تم نقد دل لے کر ہمیں دشمن گنواب تو
کبھی کچھ ہم بھی کر لیں گے حسابِ دوستانِ دل

کیا بلبل اسیر ہے بے بال و پر کہ ہم — گل کب رکھے ہے ٹکڑے جگر اس قدر کہ ہم
جیتے ہیں تو دکھاویں گے دعوائے عندلیب — گل بن خزاں میں اب کے وہ رہتی ہے مر کہ ہم

گرچہ آوارہ جوں صبا ہیں ہم — لیک لگ چلنے کو بلا ہیں ہم
آستاں پر ترے گذر گئی عمر — اسی دروازے کے گدا ہیں ہم
تیرے کوچہ میں تا مرگ رکھا — کشتۂ ملتِ وفا ہیں ہم

ہم چشم ہے ہر آبلہ پا کا مرا اشک — از بسکہ تیری راہ میں آنکھوں سے چلا ہوں
دامن نہ جھٹک ہاتھ سے میرے کہ ستمگر — ہوں خاک سرِ راہ کوئی دم میں ہوا ہوں
آتے ہیں مجھے خوب یہ دونوں ہنرِ عشق — رونے کے تئیں آندھی ہوں کڑھنے کو بلا ہوں

گر ٹک ہو درد آئینہ کو چرخ زشت میں — ان صورتوں کو صرف کرے خاک و خشت میں

تو گلی میں اس کی جا آوے اے صبا نہ چنداں
کہ گڑے ہوئے پھر اکھڑیں دل چاک دردمنداں

تیرے تیرِ ناز کے جو یہ ہدف ہوئے ہیں ظالم
مگر آہنیں تو ے ہیں جگر نیازمنداں

کوئی نہیں جہاں میں جو اندوہگیں نہیں — اس غمکدے میں آہ دلِ خوش کہیں نہیں
آگو تو لعلِ نوخطِ خوباں کے دم نہ مار — ہر چند اے مسیح وہ باتیں رہیں نہیں

سن گوشِ دل سے اب تو سمجھ بے خبر کہیں — مذکور ہو چکا ہے مرا حال ہر کہیں
اب فائدہ سراغ سے بلبل کے باغباں — اطرافِ باغ ہوں گے پڑے مشتِ پر کہیں

کیا میں نہیں رو کر فشارِ گریباں — رگِ ابر تھا تارِ تارِ گریباں

دیکھیں تو تیری کب تک یہ کج ادائیاں ہیں — اب ہم نے بھی کسی سے آنکھیں لڑائیاں ہیں

Marfat.com

ٹک سُن کہ سو برس کی ناموس خامشی کھو — دو چار دن کی باتیں اب منھ پہ آ گئیاں ہیں

مرے آگو نہ شاعر نام پا دیں — قیامت کو مگر محشر میں آ دیں

نہ ایک یعقوب رویا اس الم میں — کنواں اندھا ہوا یوسف کے غم میں

تیری زلفِ سیہ کی یاد میں آنسو ٹپکتے ہیں — اندھیری رات ہے برسات ہے جگنو چمکتے ہیں

عام حکمِ شراب کرتا ہوں — محتسب کو کباب کرتا ہوں

ٹک تو رہ لے بنائے مستی تو — تجھکو کیسا خراب کرتا ہوں

ملنے لگے ہو دیر دیر دیکھیے کیا ہے کیا نہیں — تم تو کرو ہو صاحبی بندہ میں کچھ رہا نہیں

بوئے گل اور رنگِ گل اللہ رے اللہ ہے نسیم — ایک بلبل [illegible] نہیں

ایسے محروم گئے ہم تو گرفتارِ چمن — کہ موئے قید میں دیوار بہ دیوارِ چمن

سینہ پر داغ کا احوال میں پوچھوں ہوں نسیم — یہ بھی تختہ کبھی ہووے گا [illegible] چمن

خوں ٹپکے ہے پڑا نوک سے ہر [illegible] ہنوز — کس کے [illegible] مژگاں [illegible] خارِ چمن

عاشق سے یار یعنی ہے پوچھو تو میر سے — پاتا ہوں زرد رو [illegible] حیراں [illegible]

میں وہ پژمردہ سبزہ ہوں کہ ہو کر خاک سے سرزد — یکایک آ گیا اس آسماں [illegible]

مرے استاد کو فردوسِ اعلیٰ میں ملے جاگہ — [illegible]

آہ اور اشک ہی سدا ہے یہاں — روز برسات کی ہوا ہے یہاں

جس جگہ ہو زمین تفتہ سمجھ — کہ کوئی دل جلا گڑا ہے یہاں

یہ غلط [illegible] پیا ہوں [illegible] شراب تجھ بن — [illegible]

یہ سب ہے مستی عاشقوں کی [illegible] — [illegible] خراب [illegible]

میں تو [illegible] ہوں [illegible] شراب ساقی — شب تیغ ہوگئی [illegible] تجھ بن

کل [illegible] ساری [illegible] شمع [illegible] — [illegible] جلنا [illegible] تجھ بن

نسیم مصر کو آئی [illegible] کنعاں کو — [illegible]

Marfat.com

کوئی کانٹا سرِ رہ کا ہماری خاک پر بس ہے گل و گلزار کیا درکار ہے گورِ غریباں کو

زبانِ نوحہ گر ہوں میں قضا نے کیا ملایا تھا
میری طینت میں یارب سودۂ دلہائے نالاں کو

گل و سنبل میں نیرنگِ قضا مت سرخرو کرلے
کہ بگڑے زلف و رخ کیا کیا بنانے اس گلستاں کو

کریں پامال فرشِ رہ اس ساعت کہ محشر میں
لہو ڈوبا کفن لاویں شہیدِ نازِ خوباں کو

صدائے آہ سینے کے پار ہوئی ہے تیری شاید
کسی بے درد نے کھینچا کسی کے دل کے پیکاں کو

کیا سیر اس خرابہ کا بہت اب چل کے سو رہیئے
کسو دیوار کے سایہ میں منہ پر لے کے داماں کو

کیا ہے گر بدنامی و خواری تباہی بھی نہ ہو عشق کیسا جس میں اتنی رسوائی بھی نہ ہو

جب سے جہاں ہے ہر سحر تیری کروں ہوں جستجو
خانہ بہ خانہ، در بہ در، کوچہ بہ کوچہ، کو بہ کو

آنکھوں سے دل تلک ہیں چنے خوانِ آرزو
تو اُمید یاں ہیں کتنی ہی مہمانِ آرزو

اس مجھلے کو سیر کروں کب تلک کہ ہے
دستِ ہزار حسرت و دامانِ آرزو

دل پُر خوں ہے یہاں تجھکو گماں ہے شیشہ
شیخ کیوں مست ہوا ہے تو کہاں ہے شیشہ

شیشہ بازی تو ٹک ایک دیکھنے آ آنکھوں کی ہر مژہ پر مرے اشکوں سے رواں ہے شیشہ

Marfat.com

قطعہ

جا کے پوچھا جو میں کل کارگہ مینا میں
دل کی صورت کا بھی اے شیشہ گراں ہے شیشہ
کہنے لگے کہ کدھر بہکا پھرا ہے اے مست
ہر طرح کا جو تو دیکھے ہے کہ یہاں ہے شیشہ
دل ہی سارے تھے یہ اک وقت میں جو کرکے گداز
شکل شیشہ کی بنائی ہیں کہاں ہے شیشہ

جو ہوشیار ہو سو آج ہو شراب زدہ — زمانہ میکدہ بدست ہے کس آسیا زدہ
بنے یہ کیونکے ملے تو بھی یار میں تجھ میں — ہم اضطراب زدہ اور تو حجاب زدہ
کہتے ہیں اڑ بھی گئے جل کے پر پروانہ — پھر بھی شمع سوختگاں نے نہ سر پروانہ
شمع اتنی تو نہ رو ... اٹھ بزم سے اگر — اے شمع گر آتش ... اثر پروانہ
بزم دنیا کی تو دل سوزی کی ہوتی ہے — کس طرح شام یہاں ہو سحر پروانہ

اس اسیری کے نہ کرنی اے صبا پالے پڑے
یک نظر گل دیکھنے کے بھی ہمیں لالے پڑے
حسن کو بھی عشق نے آخر کیا حلقہ بگوش
رفتہ رفتہ دلبروں کے کان میں بالے پڑے
اس واسطے کا پھول ہوں کرتے آہ نکلے ...
یہ باؤ ... کے کہیں پار نہ ہووے
کرتے ہے خندہ زنداں ... ہو میں بھی رو دوں گا
چمکتی زور سے بجلی ... آتش باراں ہے
چمن پر نوحہ و زاری ہے کس گل کا یہ ماتم
جو شبنم ہے تو گریاں ہے جو بلبل ہے تو نالاں

Marfat.com

الم سے یہاں تئیں میں مشق ناتوانی کی — کہ میری جان نے تن پر مرے گرانی کی
چمن کا نام سنا تھا ولے نہ دیکھا ہائے — جہاں میں ہم نے قفس ہی میں زندگانی کی

سمجھے ہے نہ پروانہ نہ تھامے ہے زباں شمع
وہ سوختنی ہے تو یہ گردن زدنی ہے

لیتا ہی نکلتا ہے مرا لخت جگر اشک
آنسو نہیں گویا کہ یہ ہیرے کی کنی ہے

اے میر جگر ٹکڑے ہوا دل کی طپش سے
شاید کہ مرے جیو پر اب آن بنی ہے

گرم ہیں شور سے تجھ حسن کے بازار کئی — رشک سے جلتے ہیں یوسف کے خریدار کئی
اپنے کوچے میں نکلیو تو سنبھالے دامن — یادگارِ مژۂ میر ہیں وہاں خار کئی

صبح سے بن علاج تو خوش ہے — تیرا بیمار آج تو خوش ہے
میر پھر کہیو سرگزشت اپنی — بارے یہ کہہ مزاج تو خوش ہے

مر ہی جائیں گے بہت ہجر میں ناشاد رہے
بھول تو گئے ہو ہمیں پر یہ تمھیں یاد رہے

ہم سے دیوانہ پھریں شہر میں سبحان اللہ
دشت میں قیس پھرے کوہ میں فرہاد رہے

میرے دودِ دل کا تو یہ جوش ہے — کہ عالم جہان سیہ پوش ہے
گیا روبرو اس کے کیوں آئینہ — کہ بیہوشی اوس کا دم اور ہوش ہے

اچنبھا ہے اگر چپکا رہوں مجھ پر عتاب آوے
وگر قصہ کہوں اپنا تو سنتے اس کو خواب آوے

لپیٹا ہے دلِ سوزاں کو اپنے میر نے خط میں
الٰہی نامہ بر کو اس کے لے جانے کی تاب آوے

Marfat.com

اس دشت میں اے سیل سنبھل ہی کے قدم رکھ
ہر سمت کو یاں دفن مری تشنہ لبی ہے

بتاں تو چھوڑ دیتے کر کے خاکِ راہ کے صدقے
مجھے محفوظ رکھا اپنے میں اللہ کے صدقے

کیا خط لکھوں میں گریہ سے فرصت نہیں ہی | لکھتا ہوں تو پھرے ہے کتابت ہی بہی
لوں کیونکہ ہم رنگ ہو تجھ سے ظالم | ترا رنگ شعلہ مرا رنگ کاہی
اب خدا مغفرت کرے اس کو | صبر مرحوم تھا عجب کوئی

سبھوں کے خط لئے پوشیدہ قاصد آج جاتا ہے
چلا ہے یار کے کوچہ کو اور مجھ سے چھپاتا ہے

ہو گئی شہر شہر رسوائی | اے مری موت تو بھلی آئی
میر جب سے گیا ہے دل تب سے | میں تو کچھ ہو گیا ہوں سودائی
بارے نسیم ضعف سے کل ہم اسیر بھی | سنا ہے میں جیو کے گلستاں تلک گئے
صد کاروان وفا ہے کوئی پوچھتا نہیں | گویا متاع دل کے خریدار مر گئے
تمام اس کے قد میں سناں کی طرح ہے | نکیلی پنٹھ اس جواں کی طرح ہے

قطعہ (بند)

اوڑے خاک گاہے رہے گاہ ویراں | خراب اور پریشاں یہاں کی طرح ہے
تعلق کرو میر اس پر جو چاہو | مری جان یہ کچھ یہاں کی طرح ہے
آتش کے شعلے سر سے ہمارے گزر گئے | بس اے تپ فراق کہ گرمی سے ہم گئے
ناصح نہ روویں کیونکہ محبت کے جیو کو ہم | اے خانماں خراب ہمارے تو گھر گئے
ہنگامہ میری نعش پہ تیری گلی میں ہے | لے جائیں گے جنازہ کشاں یہاں کب مجھے
کاتب کہاں دماغ جواب شکوہ ٹھہائیے | بس ہے یہ ایک حرف کہ مشتاق پائیے

Marfat.com

شب خواب کا لباس ہے عریاتنی میں یہ　　جب سوئیے تو چادر مہتاب تانیے

کب تلک جیو رُکے خفا ہووے　　آہ کرنے کی ٹک ہوا ہووے
بے کلی مارے ڈالتی ہے نسیم　　دیکھیے اب کے سال کیا ہووے

ہے یہ بازار جنوں منڈی ہے دیوانوں کی　　یہاں دو کانیں ہیں کئی چاک گریبانوں کی
خانقہ کا تو نہ کر قصد ٹک اے خانہ خراب　　یہی اک رہ گئی ہے بستی مسلمانوں کی
کیونکہ کہیے کہ اثر گریۂ مجنوں میں نہ تھا　　گرد نمناک ہے اب تک بھی بیابانوں کی

نہیں وسواس جیو گنوانے کے　　ہائے رے ذوق دل لگانے کے
میری تغییر حال پر مت جا　　اتفاقات ہیں زمانے کے

غافل میں رہا تجھ سے پنٹھ تا بہ جوانی　　اے عمر گزشتہ میں تیری قدر نہ جانی
مدت سے ہیں ایک مشت پر آوارہ چمن میں　　نکلی ہے یہ کس کی ہوس بال فشانی
یہ جان اگر بید مولہ کہیں دیکھیے　　رہ گئی ہے کسی موئے پریشاں کی نشانی
بھاتی ہے مجھے ایک طلب بوسہ میں یہ آن
لکنت سی اُلجھ جا کے تجھے بات نہ آنی

بسکہ ہے گردون دوں پرور، دنی　　ہوئے پیوند زمیں یہ کشتنی
بزم میں سے اب تو چل اے رشک صبح　　شمع کے منہ پر تو پھر گئی مُردنی

اس ستم دیدہ کی صحبت سے جگر لوہو ہے　　آب ہوجائے کہ یہ دل خلۂ پہلو ہے

دہر بھی میر طرفہ مقتل ہے　　جو ہے سو کوئی دم کو فیصل ہے
روز کہتے ہیں ملنے کو خوباں　　لیکن اب تک تو روز اول ہے

قطعہ (بند)

ہجر باعث ہے بدگمانی کا　　غیرت عشق ہے تو کب کل ہے
مرگیا کوہکن اسی غم سے　　آنکھ اوجھل پہاڑ اوجھل ہے

Marfat.com

خنجر بکف وہ جب سے سفاک ہو گیا ہے — ملک ان ستم زدوں کا سب پاک ہو گیا ہے
دیوار کہنہ ہے یہ مت بیٹھ اس کے سائے — اٹھ چل کہ آسماں سب کا داک ہو گیا ہے
زیر فلک بھلا تو رووے ہے آپ کو میر — کس کس طرح کا عالم یہاں خاک ہو گیا ہے

ساقی گھر چاروں اور آیا ہے — دے بھی مے ابر زور آیا ہے
ذوق تیرے وصال کا میرے — ننگے سر تا بہ گور آیا ہے

کل ہم سے اس سے بارے ملاقات ہو گئی — دو دو بچن کے ہونے میں اک بات ہو گئی
کن کن مصیبتوں سے ہوئی صبح شام ہجر — سو زلفیں ہی بناتے اسے رات ہو گئی
گردش نگاہ مست کی موقوف ساقیا — مسجد تو شیخ جیو کی خرابات ہو گئی
کتنا خلاف وعدہ ہوا ہو گا وہ کہ یہاں — نومیدی اور امید مساوات ہو گئی
اپنے تو ہونٹھ بھی نہ ہلے اس کے روبرو — رنجش کی وجہ میر وہ کیا بات ہو گئی

چل قلم غم کی رقم کوئی حکایت کیجے — ہر سر حرف پہ فریاد نہایت کیجے

قصد اگر امتحان ہے پیارے — اب تلک نیم جان ہے پیارے
سجدہ کرتے ہی سر کٹیں ہیں جہاں — سو ترا آستان ہے پیارے
میر عمداً بھی کوئی مرتا ہے — جان ہے تو جہان ہے پیارے

رباعیات (۱)

تجھ رہ سے محال ہے اٹھانا مجکو — خبطی کہے کوئی کوئی سیانا مجکو
سر میرا لگا ہے نقش پا سے تیرے — سجدہ کو خدا کے بھی بجانا مجکو

مسجد میں تو شیخ کو خروشاں دیکھا — میخانہ میں جوش بادہ نوشاں دیکھا
اک گوشہ عافیت جہاں میں ہم نے — دیکھا سو محلۂ خموشاں دیکھا

---

(۱) پیرس: رباعی

Marfat.com

کاہے کو کوئی خراب خواری ہوتا   کاہے کو کسی پہ جان بھاری ہوتا
دلخواہ ملاپ ہوتا تو ملتے   اے کاش کہ عشق اختیاری ہوتا

جگ میں جوں شمع پانو جل کر رکھنا   یا بن کے بگولا ہاتھ مل کر رکھنا
آیا ہے قمار خانۂ عشق میں تو   سر بازی ہے یہاں قدم سنبھل کر رکھنا

کیا کرے بیاں مصیبت اپنی پیارے   دن عمر کے میری غم میں گزرے سارے
رنج و ضعف و بلا، مصیبت، محنت   پنپا ہی نہیں تو ان دکھوں کے مارے

پیغمبر حق نے حق دیکھا یا اس کا   معراج ہے کمترین پایا اس کا
سایہ جو اسے نہ تھا یہ باعث ہے کا   کل حشر کو ہوگا سب پہ پایا اس کا

دل تجھ پہ چلے نہ کیونکہ میرا بیتاب   یہاں مجکو توقع ہے کہ لاتا ہے جواب
وہاں ان نے شراب پی کے مستی میں میر   کر کھائے بھی نامہ بر کبوتر کے کباب

Marfat.com

خاتمہ

بدانکہ ریختہ بر چندیں قسم است۔ از انجملہ انچہ معلوم فقیر است نوشتہ می آید۔ اول آنکہ یک مصرعش فارسی و یک ہندی چنانچہ قطعہ (از) حضرت امیر (خسرو) علیہ الرحمۃ نوشتہ شد۔ دویم آنکہ[1] نصف مصرعش ہندی و نصف (دیگرش) فارسی چنانچہ شعر میر معز (موسوی مرقوم) کہ نوشتہ آمد۔ سیوم آنکہ حرف و فعل فارسی[2] بکار می برند و ایں قبیح است۔ چہارم آنکہ ترکیبات فارسی می آرند۔ اکثر ترکیب کہ مناسب زبان ریختہ می افتد، آں جائز است و ایں را غیر شاعر نمی داند و ترکیبے کہ نامانوس[3] ریختہ می باشد، آں معیوب است و دانستن ایں نیز موقوف (بر) سلیقۂ شاعری است و مختار[4] فقیر ہم ہمین است (کہ) اگر ترکیب فارسی موافق گفتگوے ریختہ بود، مضائقہ ندارد۔ پنجم ایہام است کہ در شاعران سلف این[5] فن رواج[5] داشت۔ اکنوں طبعہا مصروف ایں صنعت کم است مگر بسیار بہ شستگی[6] بستہ شود۔ و معنی ایہام اینست کہ لفظے[7] کہ برو بناے بیت بود آں دو معنی داشتہ باشد، یکے قریب و یکے بعید و بعید منظور شاعر باشد و قریب متروک او۔ ششم انداز است کہ ما اختیار کردہ ایم۔ آں محیط ہمہ صنعتہا است۔ تجنیس (و) ترصیع (و) تشبیہ (و) صفائے گفتگو (و) فصاحت (و) بلاغت (و) ادابندی (و) خیال وغیرہ۔ ایں ہمہ با در ضمن ہمین است و فقیر ہم از ہمیں وتیرہ محظوظ۔ ہر کرا دریں فن طرز شناس است ایں معنی را می فہمد، با عوام کار ندارم۔ اینکہ نوشتہ ام برائے یاران من سند است

---

(۱) انجمن : اینکہ (۲) انجمن : پارسی

(۳) پیرس : نامناسب (۴) پیرس : و فقیر ہم ہمین اختیار کردہ است

(۵) انجمن : دریں (۶) پیرس : شکستگی (۷) پیرس : حرفے

Marfat.com

نہ برائے ہر کس زیرا کہ عرصۂ سخن وسیع است و از تلون چمنستان ظہور آگہم مصرع:
ہر گلے را رنگ و بوے دیگر است
(وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی ۔ وَتَمَّمْ بِالْخَیْرِ وَالْعَافِیَةِ)

ترقیمہ انجمن

تمام شد نکات الشعرا ہندی من تصنیف میر محمد تقی میرؔ تخلص، بحسب الفرمائش حضرت سید عبدالولی صاحب وقبلہ عزلتؔ تخلص۔ کاتب الحروف سید عبدالغنی ابن سید محمود ابن میر محمد رضا اصفہانی غفراللہ ذنوبہما و ستر عیوبہما، در بلدۂ فرخندہ بنیاد ابد بنیاد۔ تحریر فی التاریخ ہفدہم رمضان المبارک ۱۱۷۲ھ یک ہزار یک صد و ہفتاد و دو من الهجرة النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ترقیمہ پیرس

بتاریخ ہفدہم شہر شوال روز چہار شنبہ ۱۱۸۰ھ ہجری در بندر سورت بموجب خواہش جمیع دوستاں باتمام رسید۔

(مطبوعہ جمال پرنٹنگ پریس دہلی)

Marfat.com